۷۸۶

إن هذا القرآن يهدي للتي هي أقوم

جائزہ تراجم قرآنی

یورپ وایشیا کی پچاس مختلف زبانوں میں قرآن کریم
کے قدیم وجدید تراجم پر ایک تفصیلی نظر

ترتیب

محمد سالم قاسمی — معتمد مجلس

سید عبدالرؤف عالی — معاون علمی مجلس

سید محبوب رضوی — رفیق مجلس

مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند۔ یوپی

قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ

جائزۂ تراجمِ قرآنی

یورپ و ایشیا کی پچاس مختلف زبانوں میں قرآن کریم

کے قدیم و جدید تراجم پر ایک تفصیلی نظر

ترتیب

محمد سالم قاسمی — مہتمم مجلس

سید عبدالرؤف عالی — معاون علمی مجلس

سید محبوب رضوی — رفیق مجلس

مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند۔ یوپی

نام کتاب ~~~~~ جائزۂ تراجم قرآنی
مرتبین ~~~~~ مولانا محمد سالم قاسمی (معتمد مجلس)
سید عبد الرؤف عالی (معاون علمی مجلس)
سید محبوب رضوی (رفیق مجلس)
تعداد اشاعت ~~~~~ ایک ہزار
قیمت ~~~~~ تین روپے پچاس پیسے
مطبوعہ ~~~~~ نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند
طبع اوّل ~~~~~ جولائی ۱۹۶۷ء

سلسلۂ مطبوعات مجلس معارف القرآن دار العلوم دیوبند
نمبر (۷)

جائزہ تراجم قرآنی

حرفِ گفتنی

"اہلِ کتاب" ایک قرآنی اصطلاح ہے جس سے مراد صرف وہی اقوام و ملل ہیں کہ جن کی کتبِ مذہب کا مخصوص انبیاء علیہم السلام پر آسمان سے نازل ہونا اور پھر ان کا ایک مخصوص زمانے تک اپنے مخاطبین کے لیے واجب التعمیل رہنا قرآن کریم تسلیم کرتا ہے جیسے تورات انجیل اور زبور کہ ان کے آسمان سے بہ ترتیب حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام پر نزول اور ایک خاص زمانے تک ان کتب کے نافذ العمل رہنے کی قرآن کریم تصدیق کرتا ہے۔

اس لیے جس طرح اہلِ کتاب کی اس قرآنی اصطلاح کو قرآنی مفہوم کی روشنی میں مخصوص اقوام و ملل ہی کے لیے استعمال کرنا صحیح ہو سکتا ہے اسی طرح ان کتب کے نافذ العمل رہنے کے زمانوں کی ابتدا اور انتہا کا تعین بھی قرآن ہی سے ماخوذ ہونا ضروری ہوگا۔ قرآن کریم نے اپنی اس اصطلاح سے جو اقوام و ملل مراد لی ہیں اُن کا بھی تعین کیا ہے اور اُن زمانوں کی ابتدا اور انتہا کا بھی کہ جن میں وہ ان مخصوص کتب کی مخاطب رہی ہیں۔

قرآن کریم کی یہ صراحت و تعیین طبعی نتیجہ کے طور پر ان اقوام و ملل کے خطابی اور زمانی اعتبار سے "محدود" ہونے کی نشان دہی کرتی ہے اور رہنمائی کرتی ہے کہ اس مخصوص خطاب اور اُن کے زمانوں کے اختتام پر تقاضا اسی میں مضمر تھا کہ اس کے بعد آنے والے خطاب کا مخاطب کیا جائے، بالفاظ دیگر تربیت ملل کے یہ ضوابط نہ اپنے اندر

خطابی ہمہ گیری رکھتے تھے کہ دیگر اقوام عالم بھی اس کی مخاطب بن سکتیں، اور نہ زمانی لحاظ سے دوامی تھے کہ ان مخصوص زمانوں کے بعد بھی ان ضوابط کو تربیت کی مد میں استعمال کیا جاسکتا۔

خطابی اور زمانی محدودیت رکھنے والے ان ضوابط پر تربیت یافتہ اقوام کے مزاج میں ظاہر ہے کہ ہمہ گیری کا کوئی تخیل و تصور نہ ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے، کیونکہ ان کے فکر و نظر کا مربی انا و لاغیری رہا ہے اور ان کے تحت الشعور محدودیت پسندی کا تخیل ایک ایسے موثر عامل کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے کہ وہ اپنی مخصوص حد بندیوں سے ہٹ کر سعادت و فلاح کے کسی سرمائے کے بارے میں "انسانیت عامہ" کی سطح پر نہ کچھ سوچ ہی سکتے ہیں اور نہ انسانیت کو کچھ دے سکتے ہیں، اور دیں بھی تو جس چیز کی افادیت خود ان کے اپنے حق میں کالعدم ہو چکی ہو وہ دوسروں کے کیا کام آ سکتی ہے؟

اس کے برخلاف "قرآن" کے ضابطۂ تربیت کا نقطۂ آغاز "انسانیت عامہ" ہے اور قرآن اپنے سرمایۂ سعادت و فلاح کی بنیاد "انسانی متاعِ مشترک" کے عالمگیر اصول پر رکھتا ہے۔ اس لئے "دعوت" صرف ملت قرآن ہی کا طرۂ امتیاز ہو سکتا ہے کیونکہ اس کی افادیت نہ خطابی اعتبار سے مقامی ہے اور نہ زمانی لحاظ سے اختتام پذیر!

"ملت قرآن" اور دیگر "اہل کتاب" امتوں کے درمیان فکر و نظر کے بین الاقوامی اور مقامی ہونے کا یہ فرق اس طرح بھی طشت از بام ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا کہ دیگر اہل کتاب امتوں کی طرح قرآن کریم کی حلقہ بگوش ملت کا اس کی خدمت و حفاظت کے بارے میں صرف یہ تصور و خیال کبھی نہیں رہا کہ یہ ایک مذہبی کتاب ہے اس لئے اس کا تحفظ ضروری ہے، یا یہ ایک مقدس آسمانی تحفہ ہے اس لئے لائق احترام ہے

یا مخصوص اعتقادی اور عملی فرائض و رسوم کی ادائیگی کا ایک ذریعہ ہے اس لئے قابل توقیر ہے، کیونکہ اہل کتاب کا اپنی کتابوں کے تقدس و احترام کے لئے صرف ان وجوہ کو بنیاد بنانا ہی ان کے اپنے ادیان و مذاہب کی دوامیت و بین الاقوامیت کی نفی پر سب سے بڑا شاہد عدل ہے، بلکہ "ملت قرآن" نے خود قرآنی تعبیر کی روشنی میں اس "وراثت نبوت" کو پورے عالم انسانی کی متاع مشترک سمجھا اور "امت دعوت" کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر مدار نہ رکھتے ہوئے ان کا حصۂ وراثت ان کو پہونچانے میں کسی بھی لحاظ سے پہلوتہی نہیں کی۔

"وراثت نبوت" کی اسی دیانت دارانہ تقسیم کا ایک اہم تر باب، دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی پیشکش بھی ہے جس سے بحمد اللہ ملت اسلامیہ غافل نہیں رہی اور اس کا اس فریضہ کی ادائیگی میں یہ تاریخی امتیاز ناقابل فراموش ہے کہ جن زمانوں میں اقوام و ملل اور بلاد و امصار میں وسائل علم و خبر یا تھے ہی نہیں یا تھے تو انتہائی محدود و مخصوص، اُن ادوار میں بھی مسلمانوں نے تراجم قرآنی کے ذریعہ بہت سی ممتاز اقوام تک اس پیام سعادت کے پہونچانے کو قرار واقعی اہمیت دی اور بہت سی زبانوں میں تراجم قرآنی پیش کئے، جیسا کہ پیش نظر کتاب سے یہ تاریخی حقیقت واشگاف ہو جاتی ہے۔

تراجم قرآنی کے وسعت پذیر موضوع پر کوئی بھی جمع شدہ مواد چونکہ حرف اخیر کی حیثیت حاصل نہیں کر سکتا جیسا کہ خود پیش نظر کتاب کی جمع ترتیب کے دوران بار بار اضافات ناگزیر ہوتے رہے اور جو کتابت و طباعت کے مراحل میں آنے کے بعد بھی بہ مجبوری بند کرنے پڑے، اس لئے قارئین کرام سے اس درخواست کے ساتھ کہ اس کتاب کے آئندہ ایڈیشن کے لئے وہ جدید و مزید تراجم سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں، فی الوقت اس پیشکش

بانی مجلس معارف القرآن کا مقصد صرف یہ ہے کہ عالمگیر وسائل علم وخبر کے اس دور میں ارباب علم وتوفیق :-

(۱) بساطِ عالم پر مسلم آبادی کے نو دریافت علاقوں کی اس اہم ترین قرآنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان کی زبانوں میں جدید تراجم کی جانب توجہ فرمائیں۔

(۲) دنیا کی وہ نا آشنائے تہذیب وتمدن اقوام کہ جنھیں وقت وبخت نے آزادی سے بھی ہم کنار کر دیا ہے اور آج کی بے خدا تہذیب اور ہوسناک تمدن سے ان کا آج یا بعد چندے آلودہ ہو جانا تقریباً یقینی ہے ان کو تبلیغی نقطۂ نظر سے اس تاریکی سے نکالنے کے لئے ان کی اپنی زبانوں میں تراجم کے ذریعہ قرآنی روشنی مہیا کی جائے۔

(۳) مختلف زبانوں کے قدیم وکمیاب تراجم قرآنی کی آج کے اشاعتی دور میں جتنی زیادہ نشر واشاعت کی ضرورت واہمیت ہے اس کو ارباب خیر محسوس فرما کر بقدر استطاعت ان کی ازسر نو طباعت واشاعت پر توجہ فرمائیں۔

وقت کی اس عظیم قرآنی خدمت کے سلسلے میں اقدام کرنے والے حضرات کے ساتھ ادارہ مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند ممکن حد تک ہر فکری اور عملی تعاون کے لئے انشاء اللہ تیار رہے گا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

احقر محمد سالم قاسمی

معتمد عمومی مجلس معارف القرآن (اکیڈمی قرآن عظیم)

دارالعلوم دیوبند

قرآن مجید کے

اردو تراجم

تقریب

اردو زبان میں تراجم قرآن مجید کے اس جائزے میں ۹۲ ترجموں کا تعارف کرایا گیا ہے، ان میں ۵۵ ترجموں کا تعارف تفصیلی ہے، ۳۷ ترجمے ایسے ہیں جو کم یاب ہونے کی وجہ سے دستیاب نہیں ہو سکے، ان کے علاوہ ۶ ترجمے ایسے بھی ہیں جن کی صرف نشان دہی کی جا سکی ہے۔

لیکن تراجم قرآن مجید کی اس طویل فہرست کے باوجود اردو زبان کی وسعت اور قرآن مجید کے ترجموں کی کثرت کے پیش نظر ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے ترجمے اور نکل آئیں جن کا راقم السطور کو علم نہیں ہو سکا۔

سید محبوب رضوی

دیوبند - ۱۲ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

۲۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء

اسلام جب سرزمین عرب سے نکل کر اُن ممالک میں پہنچا جو عربی زبان سے ناواقف تھے اور وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی قرآنی پیشین گوئی کے مطابق لوگ جوق درجوق اسلام کے دائرے میں داخل ہونے لگے تو اُن کو ضرورت پیش آئی کہ کتاب اللہ کو ترجمے کے ذریعہ سے اپنی ملکی زبان میں سمجھیں چنانچہ اس قسم کی کوشش صحابۂ کرام رضؓ کے زمانہ ہی میں شروع ہوگئی تھی، شمس الائمہ سرخسی رحؒ نے المبسوط میں لکھا ہے کہ "فارس کے لوگوں کے لئے جو عربی زبان سے ناواقف تھے حضرت سلمان فارسی رضؓ نے سورۂ فاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا"

(المبسوط سرخسی جلد اول ص۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ ابن شہریار نے اپنے سفرنامہ عجائب الہند میں قرآن مجید کے ایک ترجمہ کا ذکر کیا ہے جو کشمیر کے راجہ مہروک کے ایماء پر تیسری صدی ہجری کے اواخر میں ہندوستانی زبان میں کیا گیا تھا، بزرگ ابن شہریار نے لکھا ہے کہ:-

"کشمیر کے راجہ مہروک نے سنہ ۲۷۰ھ/۸۸۳ء میں منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ میرے پاس ایک ایسا

آدمی بھیجا جائے جو اسلامی شریعت کے احکام ہندی زبان میں بیان کر سکے۔ امیر عبداللہ نے ایک مسلمان عالم کو بھیجا جو ہندوستان کی مختلف زبانیں جانتا تھا۔ اس نے راجہ کے پاس چند سال ٹھہر کر راجہ کو پورے طور پر اسلام سے واقف بنا دیا۔ راجہ نے اس سے خواہش کی کہ ہندی زبان میں میرے لئے قرآن کی تفسیر کر دے۔ سورۂ یٰسین تک یہ تفسیر مکمل ہو گئی تھی۔"
(عجائب الہند مطبوعہ لائیڈن ص ۳)

تیسری صدی ہجری میں بخارا کے سامانی سلاطین (۲۶۱ھ / ۸۷۴ء - ۳۸۹ھ / ۹۹۹ء) میں منصور بن نوح سامانی کے عہد میں فارسی زبان میں قرآن مجید کا ایک ترجمہ کیا گیا تھا۔ یہ ترجمہ ابھی حال ہی میں تہران (ایران) سے شائع ہوا ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں علامہ نجم الدین ابو عمر و محمود زاہدیؒ (وفات ۶۵۸ھ / ۱۲۵۹ء) نے تفسیر زاہدی کے نام سے فارسی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور تفسیر لکھی جس نے کافی شہرت حاصل کی۔

پھر آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں سید شریف علی الجرجانیؒ (وفات ۸۱۶ھ / ۱۴۱۳ء) نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا جو آجکل عام طور پر شیخ سعدیؒ (وفات ۶۹۱ھ) کی جانب منسوب[1] ہے۔ اور ملا حسین واعظ کاشفی (وفات ۹۱۰ھ / ۱۵۰۴ء) نے تفسیر حسینی لکھی۔ (البیان فی علوم القرآن صفحہ ۴۹ و ۲۹۱)

---

[1] شیخ سعدی شیرازیؒ کی جانب قرآن مجید کا جو مطبوعہ ترجمہ منسوب ہے (باقی برصفحہ ۱۳)

[illegible]
بدولت آبادی نے فارسی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا، ہندوستان میں غالبًا یہ پہلا فارسی ترجمہ ہے جو ۷۳۰ھ / ۱۳۲۹ء میں ہوا۔ نیشاپوری کا یہ

(بقیہ حاشیہ ص۱۲) وہ دراصل سید شریف علی الجرجانی کا ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ جب پہلی مرتبہ پریس سے شائع ہوا تو تجارتی اغراض و منافع کے پیش نظر شیخ سعدیؒ کے نام کی شہرت سے فائدہ اٹھانے کی بعینہ اسی طرح کوشش کی گئی جس طرح مخفی رشتی کے دیوان کو شاہزادی زیب النساء کے نام سے (جس کا تخلص بھی اتفاق سے مخفی ہے) تجارتی گرم بازاری کے لئے منسوب کر کے نفع حاصل کیا گیا جو مخفی رشتی کے انتساب کے ساتھ مشکل تھا۔

(۵) تفسیر حقانی کے مؤلف مولانا عبدالحق حقانی کا چشم دید بیان ہے کہ:-

"جس کو آج کل جہلاء سعدی کا ترجمہ کہتے ہیں وہ دراصل سید شریف کا ترجمہ ہے صاحب مطبع نے میرے سامنے رواج دینے کے لئے سعدی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔" (البیان ص۲۹۱)

علاوہ ازیں شیخ سعدیؒ کی تصانیف اور ان کے اشعار سے بھی قرآن کے ترجمہ کرنے کا مطلقًا سراغ نہیں ملتا، نیز شیخ کے تذکرہ نگاروں اور سوانح نویسوں نے بھی شیخ کے کسی ترجمۂ قرآن کی جانب کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ غرضکہ شیخ سعدی کے ترجمۂ قرآن کا کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں ہے۔

اسی ترجمہ اُن کی عربی تفسیر غرائب القرآن میں شامل ہے۔ یہ تفسیر تین جلدوں پر مشتمل ہے اور طبع ہو چکی ہے۔

مخدوم نوح (وفات ۹۹۸ھ ۱۵۸۹ء) کے بھی ایک فارسی ترجمہ قرآن مجید کا پتہ چلتا ہے۔

لیکن پچھلی چند صدیوں سے قرآن مجید کے تراجم میں بکثرت اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور سترہویں صدی سے بیسویں صدی کے وسط تک یورپ وایشیا کی تقریباً ۹۰ زبانوں میں کم وبیش ۳۴۱ ترجمے شائع ہو چکے ہیں اور یہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ یورپی زبانوں کے ترجمے بھی اسلامی ممالک اور ایشیا سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ حتی کہ اب یورپ کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جسے علمی زبان کہا جا سکے اور اس میں قرآن مجید کے متعدد ترجمے نہ ہو چکے ہوں یہی حال ایشیائی زبانوں کا ہے ان میں بھی شاید ہی کوئی ایسی زبان ہو جو ترجمہ قرآن مجید سے محروم ہو۔

انگریزی اور فرانسیسی میں تو بعض بعض ترجموں کے تیس تیس اور پینتیس پینتیس ایڈیشن تک شائع ہو چکے ہیں۔

عرصہ ہوا "برہان" بابت ماہ فروری ۱۹۴۰ء میں "الہلال" مصر کے حوالے سے تراجم قرآن کی ایک فہرست شائع ہوئی تھی جس میں مختلف زبانوں کے تقریباً ۱۲۵ ترجموں کی تفصیلات درج تھیں۔ اصل فہرست تو بہت طویل ہے اجمالاً چند مشہور زبانوں کے تراجم کی تعداد درج ذیل ہے:- ا

۱- انگریزی ۱۰ ترجمے۔ | ۲- جرمنی ۱۳ ترجمے

۳- اٹالین	۸	ترجمے	۴- فرنچ	۷	ترجمے
۵- اسپین	۵	〃	۶- ہالینڈ	۵	〃
۷- چینی	۴	〃	۸- عبرانی	۲	〃
۹- بنگالی	۵	〃	۱۰- گجراتی	۴	〃
۱۱- پنجابی	۴	〃	۱۲- لاطینی	۲	〃

زبرہان" بابت ماہ فروری و مارچ سنہ ۱۹۴۰ء[1]

ہندوستان میں اگرچہ نظام نیشاپوری کا ایک فارسی ترجمہ موجود تھا مگر چونکہ یہ ترجمہ عربی تفسیر غرائب القرآن کے ساتھ شامل تھا اس لئے اسے کچھ زیادہ قبول عام حاصل نہ ہوسکا۔

بارہویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء - ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) نے سنہ ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء میں از سر نو ترجمۂ قرآن کی طرح ڈالی اور فارسی زبان میں تفسیر لکھی جو فتح الرحمٰن کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کو فارسی تراجم میں اپنی سلاست زبان اور معنی خیزی کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کے باوجود کہ اب ہندو پاکستان میں فارسی زبان کا چلن باقی نہیں رہا ہے مگر یہ ترجمہ برابر شائع ہوتا رہتا ہے۔

---

[1] قرآن مجید کے تراجم کی یہ فہرست بہت قدیم بھی ہے اور نامکمل بھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے متعدد ترجمے ہو چکے ہیں، خود متذکرۂ بالا زبانوں میں بھی متعدد ترجموں کا اضافہ اس عرصہ میں ہوگیا ہے۔

فارسی ترجمہ اُن کی عربی تفسیر غرائب القرآن میں شامل ہے۔ یہ تفسیر تین جلدوں پر مشتمل ہے اور طبع ہو چکی ہے۔

مخدوم نوح (وفات ۹۹۸ھ ۱۵۸۹ء) کے بھی ایک فارسی ترجمۂ قرآن مجید کا پتہ چلتا ہے۔

لیکن پچھلی چند صدیوں سے قرآن مجید کے تراجم میں بکثرت اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور سترہویں صدی سے بیسویں صدی کے وسط تک یورپ و ایشیا کی تقریباً ۳۹ زبانوں میں کم و بیش ۱۴۳ ترجمے شائع ہو چکے ہیں اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یورپی زبانوں کے ترجمے بھی اسلامی ممالک اور ایشیا سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ اب یورپ کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جسے علمی زبان کہا جا سکے اور اس میں قرآن مجید کے متعدد ترجمے نہ ہو چکے ہوں یہی حال ایشیائی زبانوں کا ہے ان میں بھی شاید ہی کوئی ایسی زبان ہو جو ترجمۂ قرآن مجید سے محروم ہو۔

انگریزی اور فرانسیسی میں تو بعض بعض ترجموں کے تیس تیس اور پینتیس پینتیس ایڈیشن تک شائع ہو چکے ہیں۔

عرصہ ہوا "برہان" بابت ماہ فروری ۱۹۴۰ء میں "الہلال" مصر کے حوالے سے تراجم قرآن کی ایک فہرست شائع ہوئی تھی جس میں مختلف زبانوں کے تقریباً ۱۲۵ ترجموں کی تفصیلات درج تھیں۔ اصل فہرست تو بہت طویل ہے اجمالاً چند مشہور زبانوں کے تراجم کی تعداد درج ذیل ہے:۔

۱- انگریزی ۱۰ ترجمے - | ۲- جرمنی ۱۳ ترجمے

۳- اٹالین	۸	ترجمے	۴- فرنچ	۷	ترجمے
۵- اسپین	۵	〃	۶- ہالینڈ	۵	〃
۷- چینی	۴	〃	۸- عبرانی	۲	〃
۹- بنگالی	۵	〃	۱۰- گجراتی	۴	〃
۱۱- پنجابی	۴	〃	۱۲- لاطینی	۲	〃

زبرہان" بابت ماہ فروری و مارچ سنہ ۱۹۴۰ء[1]

ہندوستان میں اگرچہ نظام نیشاپوری کا ایک فارسی ترجمہ موجود تھا مگر چونکہ یہ ترجمہ عربی تفسیر غرائب القرآن کے ساتھ شامل تھا اس لئے اسے کچھ زیادہ قبول عام حاصل نہ ہوسکا۔

بارہویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح (۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء - ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) نے سنہ ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء میں از سر نو ترجمۂ قرآن کی طرح ڈالی اور فارسی زبان میں تفسیر لکھی جو فتح الرحمٰن کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح کے ترجمہ کو فارسی تراجم میں اپنی سلاست زبان اور معنی خیزی کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کے باوجود کہ اب ہند و پاکستان میں فارسی زبان کا چلن باقی نہیں رہا ہے مگر یہ ترجمہ برابر شائع ہوتا رہتا ہے۔

---

[1] قرآن مجید کے تراجم کی یہ فہرست بہت قدیم بھی ہے اور نامکمل بھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے متعدد ترجمے ہو چکے ہیں، خود متذکرۂ بالا زبانوں میں بھی متعدد ترجموں کا اضافہ اس عرصہ میں ہوگیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بعد اُن کے نامور فرزندوں میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے بامحاورہ اردو میں اور بعدازاں حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے لفظی ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ اپنے ترجمۂ قرآن کے دیباچے میں لکھتے ہیں :-

"اس بندۂ عاجز عبدالقادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شاہ ولی اللہ عبدالرحیم کے بیٹے سب حدیثیں جاننے والے ہندوستان کے رہنے والے نے فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے ہیں، اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے الحمدللہ کہ یہ آرزو ۱۲۰۵ھ / ۱۷۹۰ء میں حاصل ہوئی ۔"

(موضح القرآن جلد اول ص۲)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ کا یہ ترجمہ بہت مقبول اور مشہور ہوا، اور اب تک بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ عربی الفاظ کے لئے اردو کے ایسے برمحل الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے کہ ان سے بہتر ملنا ممکن نہیں ہے۔

اردو زبان کے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ کے تحت اللفظ ترجمے کو اردو زبان میں اوّلیت حاصل ہے۔" غالبًا یہ خیال اس مفروضے پر قائم ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ چونکہ شاہ عبدالقادرؒ سے عمر میں بڑے تھے اس لئے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے میں اُن ہی کو پہل کرنی چاہیئے۔

... مگر [illegible]

اگر شاہ رفیع الدین رح کا ترجمہ پہلے ہو چکا تھا تو موضح القرآن میں جس طرح شاہ عبدالقادر رح نے اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ رح کے فارسی ترجمے کا ذکر کیا ہے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اپنے بڑے بھائی کے ترجمے کو نظرانداز کر دیتے اور اس کا ذکر نہ فرماتے

اردو زبان میں یہی دونوں ترجمے بعد میں قرآن مجید کے مترجمین کے لئے شمع راہ بنے۔ یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ اردو زبان جو دنیا کی علمی زبانوں میں سب سے کم عمر زبان ہے اس میں قرآن مجید کے ترجمے جس کثرت کے ساتھ اب تک ہو چکے ہیں اس کی مثال دوسری کسی زبان میں نہیں ملتی۔

(۱) شاہ عالم بادشاہ کے عہد حکومت (۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء سے ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء) میں قرآن مجید کے کئی ترجمے ہوئے اسی زمانے کی ایک تفسیر مرتضوی ہے جو منظوم ہے یعنی پارۂ عم کا ترجمہ و تفسیر ہے، مؤلف کا نام شاہ غلام مرتضیٰ ہے ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء کی تالیف ہے۔ راقم السطور کے پیش نظر تفسیر مرتضوی کا جو نسخہ ہے وہ ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء میں ٹائپ میں چھپا ہے۔

(۲) حضرت شاہ عبدالقادر رح کے ترجمہ موضح القرآن کے متصل ہی ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء میں سید شاہ حقانی مارہروی نے اپنی تفسیر حقانی کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ چھپا نہیں ہے۔

(تاریخ نثر اردو مؤلفہ مولوی احسن مارہروی)

۱؎ اس بارے میں مزید تفصیل کے لئے راقم السطور کا مضمون قرآن مجید کا ایک قدیم اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے

(۳) اردو کے قدیم تراجم میں ایک ترجمہ عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی کا بھی ہے یہ حرف پارۂ عم کا ترجمہ ہے۔ اس کا تاریخی نام چراغ ابدی (۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء) ہے۔

(ارباب نثر اردو ص ۱۴۴ و ۱۴۵)

(۴) قدیم تراجم میں توضیح مجید کے نام سے سید علی مجتہد لکھنوی کا کیا ہوا ایک اور ترجمہ بھی ملتا ہے جو تفسیر کے ساتھ بادشاہی مطبع لکھنؤ میں ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۹ء میں بعہد نواب امجد علی شاہ والئی اودھ طبع ہوا ہے۔ یہ تفسیر شیعی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے۔

افسوس ہے کہ ان ترجموں میں سے چونکہ اکثر ترجمے نایاب ہیں اس لئے ان کی زبان اور ترجمے کے اسلوب وغیرہ کے بارے میں زیادہ تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں، اب وہ ترجمے پیش کئے جاتے ہیں جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں اور ان میں سے اکثر کے کئی کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

تراجم کے اس تعارف میں ان کے سنِ تالیف کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس ترتیب سے قرآن مجید کے ترجموں کی ارتقائی تاریخ کے ساتھ ساتھ اردو زبان وانشا کے تدریجی ارتقا کو سمجھنے میں بھی بڑی مدد ملتی ہے۔

۱۔ ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری

قرآن مجید کے اردو تراجم میں تاریخی ترتیب کے لحاظ سے اولیت کا شرف شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی کو حاصل ہے، انھوں نے ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء میں تفسیر مرادیہ کے ساتھ قرآن مجید کے پارۂ عم کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ تفسیر مرادیہ کے ساتھ

سنہ [illegible]ھ/۱۸۲۳ء میں ہوگلی میں چھپا تھا، مگر گورنمنٹ بنگال نے اس کو وہابی لٹریچر سمجھ کر ضبط کرلیا تھا۔ پابندی اٹھ جانے کے بعد دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں کلکتہ میں طبع ہوا بعدازاں تیسرا ایڈیشن مطبع ستاریہ کلکتہ سے سنہ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں شائع ہوا اس کے بعد تفسیر مرادیہ کے متعدد ایڈیشن مختلف مطابع سے نکلے۔ ابتدائی ایڈیشن ٹائپ کے حروف میں چھپے ہیں۔

شاہ مراد اللہ انصاریؒ اپنے ترجمے و تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"خدا نے اپنے فضل اور کرم سے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے عم سیپارے کی تفسیر ہندی زبان میں تمام کروا دی یہ تفسیر محرم کے مہینے کی چوبیس تاریخ جمعہ کے دن گیارہ سو چوراسی ہجری تمام ہوکر پنچاسی شروع ہوا تھا تمام ہوئی۔"

ترجمے کا نمونہ یہ ہے:۔

"سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا، بہت مہربان نہایت رحم والا مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصّے ہوا اور بہکنے والے۔"

تفسیر مرادیہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی فتح الرحمٰن (سنہ ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء) کے ۳۶ سال بعد اور حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی موضح القرآن سے ۲۱ سال قبل کی تصنیف ہے۔ زبان اٹھارویں صدی کے اواخر کی زبان کا اچھا اور مثالی نمونہ ہے اس دور کی اردو نثر مقفّٰی اور مسجّع ہوتی تھی، مگر تفسیر مرادیہ کی زبان میں

بے ساختگی، سلاست اور روانی ہے۔ اردو نثر کا یہ بالکل ابتدائی دور تھا اور اس وقت تک اردو نثر میں صرف چند ہی کتابیں لکھی جا سکی تھیں[1]۔

(۲) ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلویؒ

پورے قرآن مجید کے موجودہ تمام تراجم میں شاہ عبدالقادرؒ (۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء - ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء) کا ترجمہ سب سے قدیم ترجمہ ہے اور بعد کے تمام مترجمین نے اپنے اپنے ترجموں میں اس ترجمے کو بنیاد قرار دیا ہے۔

اس ترجمے کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ عربی الفاظ کے ترجمے میں اردو کے ایسے برمحل الفاظ رکھے گئے ہیں کہ ان سے بہتر ملنا ممکن نہیں ہے۔ ترجمہ باوجودیکہ خاصا تحت اللفظ ہے مگر اغلاق سے قطعاً پاک اور مبرا ہے، دوسرے مترجمین کا عام انداز یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے تراجم میں قرآن کی مراد کو واضح کرنے کے لئے جا بجا قوسین میں اپنی جانب سے الفاظ بڑھاتے ہیں تاکہ مفہوم سمجھنے میں سہولت پیدا ہو سکے، اور یہ بات تو بالعموم ہر ترجمہ میں پائی جاتی ہے کہ اس کو بامحاورہ کرنے کے لئے آیت کے آخری الفاظ کا ترجمہ شروع میں اور پہلے حصہ کا آخر میں کرتے ہیں لیکن ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے ہونے اور پھر عبارت کے بامحاورہ اور عام فہم رہنے کا کمال صرف اسی ترجمے میں ملتا ہے۔ غرض کہ یہ ترجمہ مستند ہونے کے علاوہ بامحاورہ اور سلیس

---

[1] تفسیر مرادیہ کی نثری خصوصیات کیلئے راقم السطور کا مضمون "قرآن مجید کا ایک قدیم اردو ترجمہ" ملاحظہ فرمایئے

[illegible]

"سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا، بہت مہربان، نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا نہ اُن کی جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے۔"

یہ ترجمہ متفقہ طور پر مستند سمجھا جاتا ہے اور اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا آج تک بے مثال ہے۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا قول ہے کہ:-

"شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمے اور حواشی کی خوبی کا اصلی اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے خود قرآن پاک کے سمجھنے کی تھوڑی کوشش کی ہے۔"

یہ ترجمہ پہلی مرتبہ سید عبداللہ ابن سید بہادر علی نے مطبع احمدی دہلی میں طبع کرایا ہے اس نسخے پر تاریخ طبع ۲۷ رجادی الاول سنہ ۱۲۴۵ھ مطابق نومبر سنہ ۱۸۲۹ء درج ہے۔

پھر دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں کلکتہ سے دو جلدوں میں شائع ہوا پہلی جلد سورۂ کہف تک ہے اور دوسری سورۂ مریم سے آخر تک۔ موضح القرآن کے ساتھ پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء میں مطبع احمدی دہلی میں چھپا ہے۔ اس کے بعد سے اب تک متن قرآن اور موضح القرآن کے ساتھ اس کے بے شمار ایڈیشن مختلف سنین میں مختلف مطابع سے شائع ہو چکے ہیں ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے اس ترجمہ کی تجدید وتہذیب کی ہے۔ یہ تفصیل آگے آئے گی۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمے کا ایک ایڈیشن جو مولانا احمد علی صاحب مفسر قرآن مجید کے حواشی سے مزین ہے ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں انجمن خدام الدین نے لاہور سے شائع کیا ہے۔ اس کے آخر میں ترجمے کے مشکل اور متروک الفاظ کی ایک فرہنگ بھی دی گئی ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کی نسبت یہ بات بہت ہی افسوسناک ہے کہ ناشرین کی بے توجہی کے باعث مختلف ایڈیشنوں کے ترجمے میں کتابت کے بکثرت اغلاط راہ پا گئے ہیں۔ ضرورت تھی کہ صحیح ترجمہ شائع کیا جائے، ادارہ علوم شرعیہ کراچی مستحق تبریک ہے کہ اس ادارہ نے جو ترجمہ شائع کیا ہے وہ ایک قدیم اور صحیح نسخے سے نقل کیا گیا ہے۔ شروع میں حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے قلم سے ایک بسیط مقدمہ درج ہے

(۳) ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

اردو میں یہ تیسرا ترجمہ ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ بامحاورہ سمجھا جاتا ہے اور یہ تحت اللفظ، شاہ رفیع الدین (۱۱۶۳ھ/۱۷۴۹ء - ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) کا کمال یہ ہے کہ غایت تحت اللفظ ترجمہ کرنے کے التزام کے باوجود ایک خاص حد تک سہولت اور مطلب خیزی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ کے شاگرد سید نجف علیؒ کا جمع کیا ہوا ہے۔ چنانچہ تفسیر رفیعی کے دیباچے

میں لکھا ہے کہ :-

"کہتا ہے خاکسار میر عبدالرزاق بن سید نجف علی المعروف بہ فوجدار خاں کے والد بزرگوار نے بخدمت جناب عالم باعمل و فاضل بے بدل واقف علوم معقول و منقول خلاصۂ علمائے متاخرین مولوی رفیع الدین کے عرض کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ ترجمہ کلام اللہ (۱) تحت لفظی آپ سے پڑھکر (۲) زبان اردو میں لکھوں (۳) پھر آپ اس کو ملاحظہ فرما کر اصلاح دے کر درست فرمادیا کریں۔ چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور تمام کلام اللہ اسی طرح سے مرتب ہوا اور رواج پایا۔"

(تفسیر رفیعی ص ۲ مطبوعہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء)

شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمے کا طرز یہ ہے :-

"سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا مہربان، خداوند دن جزا کا، تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم، دکھا ہم کو راہ سیدھی، راہ اُن لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر اُن کے، سوا اُن کے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور نہ گمراہوں کی۔"

شاہ رفیع الدینؒ کا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء میں شاہ عبدالقادرؒ کے فوائد موضح القرآن کے ساتھ کلکتہ کے ایک قدیم مطبع اسلامی پریس نامی میں چھپا ہے۔ اس کے بعد سے اب تک برابر اس کی اشاعت جاری ہے اور مختلف مطابع سے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے والے طلبار کے لئے یہ ترجمہ بہت مفید ہے اس سے قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنیٰ کا پتہ چلتا ہے۔

(۴) ترجمہ چند علمار

یہ ترجمہ شاہ عالم کے عہد میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی سرپرستی میں کیا گیا۔ ترجمہ کے آغاز کی تاریخ اس مصرعہ سے نکلتی ہے :-

ع "صراط المستقیم الحق ہے بالکل" ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء

۱۲۱۹ھ / ۱۸۰۴ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔ کاظم علی جوان جو فورٹ ولیم کالج کے مترجمین میں سے ہیں اس ترجمے کی زبان کی اصلاح و درستگی پر مامور تھے، ان کے علاوہ جو لوگ اس ترجمے میں شامل تھے ان کے نام یہ ہیں :-

"مولوی امانت اللہ، میر بہادر علی، مولوی فضل علی، اور حافظ غوث علی۔"

ترجمے کا نمونہ یہ ہے :-

ہر ایک حمد خدا کے لئے ہے کہ وہ مالک سب کا بخشنے ہارا، روزی دینے والا خاوند روز قیامت کا ہے، ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، دکھا ہم کو راہ سیدھی، اُن کی راہ کہ جن کو تو نے نعمت دی، نہ اُن کی جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ گمراہوں کی"

یہ ترجمہ طبع نہیں ہو سکا، البتہ سورۂ فیل سے آخر تک دس سورتوں کا ترجمہ

شائع ہوگیا ہے۔ اس کے سرورق پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

"ترجمہ قرآن شریف بزبان ہندی"

(ارباب نثر اردو ص ۱۴۴ و ۱۴۵)

(۵) ترجمہ نامعلوم الاسم

دکھنی اردو میں یہ قدیم ترجمہ معلوم ہوتا ہے، یہ ترجمہ حیدرآباد دکن کے آغا حیدر صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے، مترجم کا نام اور سن ترجمہ معلوم نہیں ہو سکا، ترجمہ غیر مطبوعہ ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

"تمام عالم کرے ثنا اللہ کی، صاحب سب عالم کا، مہربانی کرنہارا، بخشنے ہارا، خاوند روز جزا کا، تیری بندگی کرتا ہوں میں، ہور تیری سوں یاری چہیتا ہوں میں، راہ دکھا مجھی راہ قائم راہ او ہیکوئی، نیکی کیا توں اوپرانوں کے، غصہ پکیر یا جو اوپرانوں کے، ہور گمراہاں او جو غصہ پکیر یا اوپرانوں کے اس طرح ہوئے جو"

اس ترجمے کے اکثر الفاظ کو شمالی ہندوستان میں سمجھنا مشکل ہے۔

۱؎ اس ترجمہ کے لئے راقم السطور ڈاکٹر سید ہاشم امیر علی صاحب شایاں حیدرآباد دکن کا ممنون ہے اس کے علاوہ سر سالار جنگ کے کتب خانہ کے ایک غیر مطبوعہ ترجمے کا نمونہ بھی موصوف ہی کے توسط سے دست یاب ہوا ہے۔

(۶) ترجمہ حکیم شریف خان دھلوی

شاہ عالم بادشاہ (۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء - ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء) کا عہد قرآن مجید کے ترجموں کے لئے بہت ممتاز ہے حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمے بھی اسی زمانے کے ہیں، شاہ عالم کے ایما سے یہ ترجمہ دہلی کے نامور طبیب حکیم شریف خاں (وفات ۱۲۲۲ھ / ۱۸۰۷ء) کا کیا ہوا ہے۔ یہ ترجمہ طبع نہیں ہوا، اس کا مخطوط خاندان شریفی میں موجود ہے[1]۔ ترجمے کا سن درج نہیں ہے، ترجمے کی زبان کی نسبت مرحوم مولوی عبدالحق صاحب کی رائے ہے کہ اس ترجمے کی زبان شاہ عبدالقادرؒ کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے، اس میں لفظی پابندی کے بجائے اردو زبان کی ترکیب کا نسبتہً زیادہ خیال رکھا گیا ہے، ترجمے کی صراحت کے لئے کہیں کہیں ایک آدھ لفظ بڑھا دیا گیا ہے، ترجمے کا طرز یہ ہے:۔

"جو تعریف کہ اول سے آخر تک موجود ہے، لائق ہے واسطے اللہ کے کہ پالنے والا ہے تمام عالموں کو بخشنے والا وجود کا آخرت میں مہربان داخل کرنے والا بہشت کے سے، مالک دن قیامت کے کا، تصرف کرنے والا اوس دن جو چاہے گا کرے گا، خاص تجھی کو بندگی کرتے ہیں ہم، اور خاص تجھی سے مدد مانگتے ہیں اوپر بندگی تیری کے، دکھا تو ہم کو راہ سیدھی

---

[1] مقدمہ شرح حیات قانون حکیم شریف خان

بیچ قول کے فعل کے اور اخلاق کے، راہ اون آدمیوں کی ....[1] اور نہ راہ گمراہوں کی۔"

(۷) ترجمہ تفسیر رؤفی

مولانا شاہ رؤف احمد مجددی کا یہ ترجمہ ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء سے لے کر ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء تک کے عرصے میں تفسیر رؤفی کے ساتھ کیا گیا ہے، قدیم طرز کے مطابق ترجمہ تفسیر کے ساتھ مخلوط ہے، زبان پرانی ہے ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں مطبع فتح الکریم بمبئی سے چوتھی مرتبہ طبع ہوا ہے، پہلے تین ایڈیشن راقم السطور کی نظر سے نہیں گذرے، ترجمے کا طرز یہ ہے:۔

"تمام ثنا ثابت ہے خدائے عزوجل کے تئیں، پیدا کرنے والا سب خلق کا اور مالک سب کا اور مصلح سب کا ہے، بخشنے والا ہے وجود کا دوسری بار آخرت میں بعد فنا کرنے کے، بخشنے والا ہے مومنوں کو قیامت میں اور داخل کرنے والا بیچ جنت کے خداوند ہے روز جزا کا، تجھ ہی کو پوجتے ہیں ہم، اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم بیچ عبادات کے، دکھلا ہم کو راہِ راست، راہ ان لوگوں کی کہ ساتھ فضل اپنے انعام کی ہے تو نے ان کو نعمت نبوت کے، نہ راہ ان لوگوں کی کہ

---

[1] یہاں حروف مٹ گئے ہیں پڑھے نہیں جاتے۔

غصہ کیا گیا ہے اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کے۔"

۸) ترجمہ فوائدِ بہیئہ

سید بابا قادری حیدرآبادیؒ کا یہ ترجمہ دکھنی اردو کے قدیم تراجم میں سے ہے ترجمے کے ساتھ تشریحی الفاظ بھی بطور تفسیر شامل کر دیئے گئے ہیں، یہ ترجمہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے ۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء میں سات سال کی طویل مدت میں اس کی تکمیل ہوئی، طبع نہیں ہوا۔ نمونہ یہ ہے

"تمام تعریفاں ثابت ہے واسطے اللہ کے کہ پرورش کرنے ہارا تمام عالم کا ہے، بخشنے ہارا آخرت میں اور مہربان اوپر مسلمانوں کے، مالک ہے روزِ قیامت کا، تیری ہے تیں عبادت کرتے ہیں ہم اور تیرے سے مدد چاہتے ہیں ہم، راہ دیکھا ہمارے تیں راہ سیدھی، یعنی ثابت رکھ ہمارے تیں اوپر راہ مضبوط کے، راہ ان لوگوں کی کہ نعمت دیا تونے اوپر اُنوں کی کہ اہل قرب ہیں یعنی مقبول ہیں، سوائے ان لوگوں کے کہ غضب کیا اوپر اون لوگوں کے، مراد اون لوگوں سے مشرک اور یہود ہیں اور مت دیکھا راہ گمراہوں کی۔"

فوائدِ بہیئہ کے علاوہ سید بابا قادریؒ نے تفسیر تنزیل کے نام سے دکھنی اردو میں ایک تفسیر بھی لکھی ہے، ترجمے کی طرح یہ تفسیر بھی غیر مطبوعہ ہے۔

(۹) ترجمہ منظوم مولوی عبدالسلام متخلص بسلام

موسوم بہ تفسیر "زاد آخرت" قرآن مجید کا یہ ترجمہ نظم میں کیا گیا ہے اور تفسیر زاد الآخرت کے ساتھ شائع ہوا ہے، زبان کے لحاظ سے اس میں خاصی کہنگی پیدا ہوگئی ہے ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء سے ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء اس کی تالیف کا زمانہ ہے۔ زاد الآخرت (۱۲۴۴ھ) تاریخی نام ہے ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے، ترجمہ منظوم ہونے کے باوجود شاعرانہ بے اعتدالیوں اور لغزشوں سے پاک اور مبرا ہے، کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو:-

جملہ خوبی خدا کو ہیں شایاں — کہ ہے پروردگارِ عالمیاں
کہ بہت رحم و مہر والا ہے — جس کی رحمت بیاں سے بالا ہے
کہ وہی پادشاہ ہے روزِ جزا — شاہی اُس دن کی ہے اُسی کو سزا
تجھکو ہی کرتے ہیں عبادت ہم — اور تجھ سے ہی استعانت ہم
کر ہدایت ہمیں وہ سیدھی راہ — کہ مراد اس سے ہے کتاب اللہ
راہ اُن کی ہمیں ہدایت کر — تو نے انعام کر لیا جن پر
اے سوا اُن کے جو کہ تھے مغضوب — تھے جو محروم سب سے اور مسلوب
اور نہ گمراہوں کی وہ تجھ سے راہ — ایسی راہوں سے ہم کو رکھ نے نگاہ

(۱۰) ترجمہ نواب قطب الدین خان

مظاہر حق کے مصنف نواب قطب الدین خاں کو حضرت شاہ محمد اسحٰق

محدث دہلویؒ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ انھوں نے ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء میں سورۂ احزاب سے سورۂ طارق تک ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ جامع التفاسیر کے ذیل میں کیا گیا ہے سورۂ احزاب سے ترجمہ وتفسیر شروع کرنے کا سبب جامع التفاسیر کے دیباچہ نگار نے یہ بتلایا ہے کہ:-

"سورۂ احزاب سے اس تفسیر کے شروع ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب مظاہر حق ترجمۂ مشکوٰۃ جناب مؤلف نے تمام کیا تو درس کلام مجید سورۂ احزاب تک پہنچا تھا اُن کو خیال ہوا کہ یہیں سے یہ تفسیر موافق درس کے تالیف ہوتی جاوے۔"

سورۂ طارق تک تفسیر لکھی جاچکی تھی کہ مؤلف نے داعئ اجل کو لبیک کہا بعد کی سورتوں کا ترجمہ تاختم قرآن مجید مصنّف کے تلمیذ رشید مولوی عبدالقادر کا کیا ہوا ہے۔

جامع التفاسیر ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں مطبع نظامی کانپور میں چھپی ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

اے پیغمبر ڈر خدا سے اور فرماں برداری نہ کر کافروں اور منافقوں کی تحقیق ہے خدا دانا با حکمت اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی بھیجی جاتی ہے تجھکو تیرے پروردگار کی طرف سے تحقیق خدا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو خبردار اور توکل کر او پر خدا کے اور کفائت ہے اللہ کارساز۔"

(۱۱) ترجمہ فیض الکریم

یہ ترجمہ جنوبی ہند میں کیا گیا ہے، اس کی ایک دلچسپ خصوصیت یہ ہے کہ اس کو مدراس کے یکے بعد دیگرے چار عالموں نے تقریباً ایک صدی میں مکمل کیا ہے، ترجمے کے ساتھ تفسیر بھی شامل ہے۔ مترجمین کے نام یہ ہیں:۔

قاضی صبغۃ اللہ، مفتی محمد سعید، مفتی محمود، مولانا ناصر الدین

اوّل الذکر دو حضرات کے ترجمے طبع ہو چکے ہیں اور مؤخر الذکر دو حضرات کے ترجمے ابھی تک غیر مطبوعہ حالت میں ہیں۔ پہلا حصہ جو سورۂ نساء تک کے ترجمے و تفسیر پر مشتمل ہے ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں طبع ہوا ہے۔ اس پر مطبع کا نام درج نہیں ہے اس کا دوسرا ایڈیشن مطبع عزیزی مدراس اور مطبع فیض الکریم حیدر آباد میں ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں چھپا ہے۔ نمونہ یہ ہے:۔

"سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا، بہت مہربان نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا، نہ جن پر غصہ ہوا، اور نہ بھکنے والے جن پر غصہ ہوا۔"

(۱۲) تفسیر وہابی

اسی دور کی ایک تفسیر، تفسیر وہابی ہے مصنف کا نام عبدالصمد بن نواب

شکوہ الملک نصیر الدولہ عبدالوہاب خاں نصرت جنگ ہے، تفسیر وہابی کی زبان دکھنی اردو ہے، چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے خاتمے پر جو عبارت درج ہے اس سے مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ گیارہویں صدی کے اواخر کی تصنیف ہے چنانچہ خاتمہ پر مرقوم ہے :-

"فی شہر جمادی الثانی یوم السبت من عشرین ہذا شہر سنۃ ثمانین وسبع بعد الالف من ہجرت" ۱۰۸۷ھ / ۱۶۷۶ء

یہ سن صحیح نہیں معلوم ہوتا، مولوی عبدالحق صاحب کا خیال ہے کہ یہ ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء ہوگا چنانچہ موصوف نے اپنے مضمون "قرآن مجید کے اردو تراجم اور تفاسیر" میں لکھا ہے کہ :-

"تزک والاجاہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ بہادر نصرت جنگ، امیر الہند والاجاہ کے برادرِ حقیقی تھے امیر الہند والاجاہ کی ولادت ۱۲۳۷ھ / ۱۸۲۲ء میں واقع ہوئی، اس لحاظ سے یہ سن صریحاً غلط ہے غالباً ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء ہوگا، زبان بھی اس کی پرانی معلوم نہیں ہوتی بلکہ صاف ہے اور تقریباً ویسی ہی زبان ہے جیسی آج کل جنوبی ہند میں مروج ہے۔"

(رسالہ اردو جنوری ۱۹۳۷ء)

(۱۳) ترجمہ محمد باقر فضل اللہ خیرآبادی

یہ ترجمہ بھی غیر مطبوعہ ہے، ترجمے کے سن کا پتہ نہیں چل سکا، لیکن

زبان کی ساخت کے لحاظ سے تیرہویں صدی ہجری کے دور کا معلوم ہوتا ہے، خط نہایت نفیس ہے، ترجمہ تحت المتن سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ یہ ترجمہ حیدرآباد دکن میں آغا حیدر صاحب کے کتب خانہ میں ہے۔ ترجمے کا طرز یہ ہے:-

"تمام تعریف واسطے خدا کے ہے کہ پروردگار عالم کا ہے رحم کرنے والا عام کا اور رحم کرنے والا خاص کا، مالک دن قیامت کا، تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، بتا ہم کو راہ مضبوط، راہ ان لوگوں کی نعمت دیا تو اوپر ان کے، سوائے راہ غضب کیے گئے اوپر اُن کے اور سوائے گمراہوں کی۔"

(۱۴) ترجمہ سرسید احمد خاں

یہ ترجمہ سرسید احمد کی تفسیر القرآن کے ساتھ شائع ہوا ہے، سرسید کی تفسیر کی پہلی جلد ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء میں چھپی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء تک اس کی ۶ جلدیں شائع ہوئیں جو سورۂ بنی اسرائیل تک کے ترجمے و تفسیر پر مشتمل ہیں، ساتویں جلد جس میں سورۂ انبیاء کا ترجمہ و تفسیر ہے چھپنے نہ پائی تھی کہ مصنف کا انتقال ہوگیا، ترجمہ بلحاظ زبان خاصا سلیس و رواں اور عام فہم ہے۔ ترجمہ معنویت کے لحاظ سے کیسا ہے؟ اس کے بارے میں سرسید کے سوانح نگار خواجہ الطاف حسین حالی نے سرسید کی تفسیری خدمات کو

شکوہ الملک نصیر الدولہ عبدالوہاب خاں نصرت جنگ ہے تفسیر وہابی کی زبان دکھنی اردو ہے، چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے خاتمے پر جو عبارت درج ہے اس سے مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ گیارہویں صدی کے اواخر کی تصنیف ہے چنانچہ خاتمہ پر مرقوم ہے :-

"فی شہر جمادی الثانی یوم السبت من عشرین ہذا شہر سنۃ ثمانین وسبع بعد الالف من ہجرت" ١٠٨٧ھ / ١٦٧٦ء

یہ سن صحیح نہیں معلوم ہوتا، مولوی عبدالحق صاحب کا خیال ہے کہ یہ ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء ہوگا چنانچہ موصوف نے اپنے مضمون "قرآن مجید کے اردو تراجم اور تفاسیر" میں لکھا ہے کہ :-

"تزک والاجاہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ بہادر نصرت جنگ، امیر الہند والاجاہ کے برادر حقیقی تھے امیر الہند والاجاہ کی ولادت ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۲ء میں واقع ہوئی، اس لحاظ سے یہ سن صریحاً غلط ہے غالباً ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء ہوگا، زبان بھی اس کی پرانی معلوم نہیں ہوتی بلکہ صاف ہے اور تقریباً ویسی ہی زبان ہے جیسی آج کل جنوبی ہند میں مروج ہے۔"

(رسالہ اردو جنوری ۱۹۳۷ء)

(۱۳) ترجمہ محمد باقر فضل اللہ خیر آبادی

یہ ترجمہ بھی غیر مطبوعہ ہے، ترجمے کے سن کا پتہ نہیں چل سکا، لیکن

زبان کی ساخت کے لحاظ سے تیرہویں صدی ہجری کے دور کا معلوم ہوتا ہے، خط نہایت نفیس ہے، ترجمہ تحت المتن سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے یہ ترجمہ حیدرآباد دکن میں آغا حیدر صاحب کے کتب خانہ میں ہے۔ ترجمے کا طرز یہ ہے:-

"تمام تعریف واسطے خدا کے ہے کہ پروردگار عالم کا ہے
رحم کرنے والا عام کا اور رحم کرنے والا خاص کا، مالک دن
قیامت کا، تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد
چاہتے ہیں، بتا ہم کو راہ مضبوط، راہ ان لوگوں کی نعمت
دیا تو اوپر ان کے، سوائے راہ غضب کیے گئے اوپر اُن
کے اور سوائے گمراہوں کی۔"

(۱۴) ترجمہ سرسیداحمد خاں

یہ ترجمہ سرسیداحمد کی تفسیر القرآن کے ساتھ شائع ہوا ہے، سرسید کی تفسیر کی پہلی جلد ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء میں چھپی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء تک اس کی ۶ جلدیں شائع ہوئیں جو سورۂ بنی اسرائیل تک کے ترجمے و تفسیر پر مشتمل ہیں، ساتویں جلد جس میں سورۂ انبیار کا ترجمہ و تفسیر ہے چھپنے نہ پائی تھی کہ مصنف کا انتقال ہوگیا، ترجمہ بلحاظِ زبان خاصا سلیس و رواں اور عام فہم ہے، یہ ترجمہ معنویت کے لحاظ سے کیسا ہے؟ اس کے بارے میں سرسید کے سوانح نگار خواجہ الطاف حسین حالیؔ نے سرسید کی تفسیری خدمات کو

مہتم بالشان ثابت کرنے اور سراہنے کے باوجود اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے :-

سرسید نے اس تفسیر میں جا بجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر اُن سے نہایت رکیک لغزشیں ہوئی ہیں ۔" (حیات جاوید حصہ اول ص ۱۸۲ مطبوعہ مفید عام آگرہ)

سرسید کا ترجمہ علی گڈھ انسٹی ٹیوٹ پریس میں ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء - ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں تفسیر القرآن کے ساتھ چھپا ہے بعد میں اور بھی کئی ایڈیشن شائع ہوئے ترجمے کا نمونہ یہ ہے :-

سب بڑائیاں خدا ہی کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے ، بڑا مہربان ہے اور بڑا رحم والا ، حاکم ہے انصاف کے دن کا ، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں ، ہم کو سیدھی راہ پر چلا ، ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے بخشش کی ، نہ اُن کی راہ پر جن پر تیرا غصہ ہوا ہے

[redacted]

حذتک اردو میں منتقل کر دیا ہے۔

یہ ترجمہ "تفسیر قادری" کے ساتھ پہلی مرتبہ غالباً ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا ہے، مختلف مطابع سے اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

"جو ثنا اور صفت کہ ازل سے ابدتک موجود اور معلوم تھی اور ہے اور ہوگی وہ سب تمام وکمال اوس خدا کے واسطے ہے جو پیدا کرنے والا تربیت کرنے والا، دوبارہ ہستی بخشنے والا دوبارہ بخشش کرنے والا، خداوند روز جزا کا، تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور خاص تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم، ہمیں راہ دکھا راہ سیدھی، دکھا ہمیں اون کی راہ کہ اپنے فضل سے انعام کیا تونے اون پر، نہ اون لوگوں کی راہ جن پر تونے غصہ کیا اور نہ گمراہوں کی راہ۔"

(۱۶) ترجمہ نواب محمد حسین قلی خاں

مترجم شیعی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، ترجمہ خاصہ ہے، زبان پرانی اردو ہے، ترجمے کے توضیحی الفاظ میں مترجم نے شیعی عقائد و تصورات کو پیش نظر رکھا ہے۔ ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں مطبع حسینی اثنا عشری لکھنؤ میں چھپا ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

ہر ایک تعریف اس خدا کے لئے ہے جو پالنے والا دنیا بھر کا

ہے، ترس کھانے والا مہربان ہے، بادشاہ ہے قیامت
کے دن کا، تجھی کو پرستش کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے
ہیں ہم، ثابت رکھ ہمیں سیدھے ڈھرے پر، ڈھرے پر
ان لوگوں کے کہ نعمت دی تو نے جنھیں (یعنی پیغمبر و امام)
نہ ڈھرے پر ان کے کہ جن پر غضب ڈھایا گیا، اور نہ جو
بھٹکے ہوئے ہیں ۔"

(١٧) ترجمہ اکسیر اعظم

محمد احتشام الدین مراد آبادی کا یہ ترجمہ ان کی تفسیر اکسیر اعظم کے ساتھ جلدوار شائع ہوتا تھا، اس کی پہلی جلد ١٣٠٣ھ/١٨٨٥ء میں مطبع احتشامیہ مراد آباد سے شائع ہوئی ہے اور بارہویں جلد جو ١٣١٦ھ/١٨٩٨ء میں نکلی ہے سورہ طٰہٰ پر ختم ہوئی ہے، اس کے بعد کی جلدیں راقم السطور کی نظر سے نہیں گذریں ترجمہ آسان اور سلیس ہے، نمونہ یہ ہے :-

حمد کا مستحق فقط اللہ ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے
بڑا مہربان رحم کرنے والا، مالک ہے قیامت کے دن کا،
تجھی کو پوجتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں ہم، دکھا ہم
کو رستہ سیدھا، رستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان
کا راستہ جن پر تیرا غضب پڑا اور نہ گمراہوں کا راستہ ۔"

(۱۸) ترجمہ غایۃ البرہان

مولانا حکیم سید محمد حسن امروہی کے اس ترجمے کا انداز تفسیری ہے اس لئے اکثر مقامات پر ترجمے کو تفسیر سے الگ کرنا دشوار ہے۔ ترجمہ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں کیا گیا اور ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں سید المطابع امروہہ (مراد آباد) میں تفسیر غایۃ البرہان کے ساتھ دو ضخیم جلدوں میں طبع ہوا ہے۔ ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

ہر ایک حمد و کمال ذات وجود حق کو خاص ہے پرورش کرنے والا عالم کا، وہی قابل آخرت اور وہی اس میں رحیم ہے، مالک روزِ دین یعنی جزا کا ہے، تجھکو ہی ہم عبادت کرتے ہیں خاص تجھی سے ہم استعانت چاہتے ہیں، راہ بتا ہم کو سیدھی راہ ان بزرگوں کی راہ جن پر تو نے احسان کیا ہے، نہ راہ ان کی جن پر غضب کیا گیا عدمِ تسلیم مسیح سے، نہ گمراہوں نصاریٰ کی جو ختم المرسلین پر ایمان نہ لائے۔"

(۱۹) ترجمہ مولانا عبدالحق حقانی دہلوی

یہ ترجمہ پرانا ہونے کے باوجود بلحاظِ زبان و بیان اور مطالب نہایت عام فہم، بامحاورہ سلیس اور مطلب خیز ہے، علمائے کرام نے متفقہ طور پر اس ترجمہ کو مستند تسلیم کیا ہے، تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی کے ساتھ ۸ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ پہلی سات جلدیں ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء سے لے کر ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء تک اور

۲آٹھویں جلد جو پارۂ عم پرمشتمل ہے ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں مطبع مجتبائی دہلی میں چھپی ہے، اس ترجمے کے اب تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ترجمے کا نمونہ درج ذیل ہے:-

"ہر طرح کی ستائش اللہ ہی کے لئے ہے جو کل جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے، جو نہایت رحم کرنے والا جزاء کے دن کا مالک ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے (ہر کام میں) مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے رستے پر چلا، اُن کے رستے پر جن پر تونے فضل کیا نہ اُن کے رستے پر کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا نہ گمراہوں کے رستے پر۔"

(۲۰) ترجمہ مولوی فتح محمد تائبؔ لکھنوی

مولوی فتح محمد کا ترجمہ نہ بالکل تحت اللفظ ہے اور نہ بامحاورہ ہی، بلکہ بَین بَین ایک طرز پیدا ہو گیا ہے۔ لکھنویت کے باوجود زبان میں وہ بات نہیں جس کی لکھنویت سے توقع ہونی چاہیئے، یہ ترجمہ بھی بعض دوسرے تراجم کی طرح تفسیر کے ساتھ شائع ہوا ہے جس کا نام خلاصۃ التفاسیر ہے۔ یہ تفسیر ۴ جلدوں پر مشتمل ہے اور ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء سے ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء تک لکھنؤ کے مطبع انوار محمدی میں چھپی ہے ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

"سب تعریف واسطے اللہ کے پالنے والا تمام جہان کا، بڑا مہربان نہایت رحم والا، مالک دن قیامت کا، تیری ہی بندگی کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ

اُن کی نعمت کی تو نے جن پر، نہ غضب کیا گیا جن پر اور نہ (راہ) گمراہوں کی۔"

(۲۱) ترجمہ ملا فتح اللہ کاشانی

اس ترجمے کی زبان صاف اور سلیس ہے۔ مترجم شیعی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ترجمہ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں مطبع اعجاز محمدی اکبر آباد (آگرہ) میں بڑے سائز کی ضخیم جلد میں طبع ہوا ہے۔ ترجمے کا طرز یہ ہے:۔

سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے اللہ کے کہ پالنے والا سارے جہان کا ہے اور بخشنے والا مہربان ہے، مالک ہے دن قیامت کا، تجھی کو بندگی کرتے ہیں ہم، اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم، دکھا تو ہم کو راہ راست، راہ ان لوگوں کی کہ نعمت دی ہے تو نے ان پر، نہ راہ ان کی کہ غضب کیا ہے تو نے ان پر، نہ راہ ان کی جو گمراہ ہیں۔"

(۲۲) ترجمہ مولانا سید امیر علی

مولانا سید امیر علی علمی حلقوں میں ہدایہ اور فتاویٰ عالمگیری کے ترجموں کے باعث محتاجِ تعارف نہیں ہیں، انھوں نے اردو میں "مواہب الرحمٰن" کے نام سے ایک بسیط اور ضخیم تفسیر بھی لکھی ہے اس کے ضمن میں یہ ترجمہ کیا گیا ہے، زبان کے لحاظ سے یہ اوسط درجہ کا ترجمہ ہے۔ نہ بہت شستہ و شگفتہ ہے اور نہ مبہم و مغلق ہے، نمونہ یہ ہے:۔

سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا، بہت مہربان

نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا، نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے "۔

یہ ترجمہ ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۶ء سے ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء تک تفسیر مواہب الرحمٰن کی دس ضخیم جلدوں میں نول کشور پریس لکھنؤ میں چھپا ہے۔

۲۳۱ ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی

زبان کی سلاست، شُستگی اور شگفتگی کے لحاظ سے اس ترجمہ کو بڑی شہرت حاصل ہے، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی مرحوم کا شمار اردو ادب کی تاریخ میں ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اردو ادب کی تعمیر میں برابر کے شریک ہیں۔ لیکن ڈپٹی صاحب کی زبان و انشاء میں علمی حیثیت سے ایک خاص نقص ہے جس نے ان کی بعض تصانیف کو علمی حیثیا پر مشکوک کر دیا ہے، وہ انشاء میں حُسن بیان پیدا کرنے کے لئے جا بجا بکثرت محاورے استعمال کرتے ہیں جو اکثر فرق مراتب اور حدّ احترام سے متجاوز ہو جاتے ہیں تفصیل کا یہ موقع نہیں، ڈپٹی صاحب کی علمی تصانیف اس پر شاہد ہیں۔ اس نقص سے قطع نظر جیسا کہ ابتداءً عرض کیا گیا ہے ترجمہ بلحاظ زبان و انشاء، نہایت سلیس، رواں، شستہ اور ادیبانہ ہے، البتہ متن کے بعض مقامات کے ترجمے اور حواشی کے بعض مسائل پر علماء کرام کو فی الجملہ اعتراض ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا تھانوی نے "اصلاح ترجمہ دہلویہ" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں ترجمے اور حواشی کے اغلاط بیان کئے گئے ہیں، یہ رسالہ ساڈھورہ (انبالہ) کے

مطبع بلالی میں چھپا ہے۔

ڈپٹی صاحب کا یہ ترجمہ مع ان کے حواشی کے پہلی مرتبہ غالباً ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں مطبع انصاری دہلی میں کتابت و طباعت کے جملہ محاسن کے ساتھ شائع ہوا ہے اور اب تک اس کے تقریباً ۱۰-۱۲ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں

ترجمے کا نمونہ یہ ہے :-

"ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے (جو) تمام جہان کا پروردگار (ہے) نہایت رحم والا مہربان، روز جزا کا حاکم (اے خدا) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو (دین کا) سیدھا رستہ دکھا، اُن لوگوں کا رستہ جن پر تو نے (اپنا) فضل کیا نہ اُن کا جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا، اور نہ گمراہوں کا۔"

(۴۴) ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

اس ترجمے کی تالیف ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں اور طباعت ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں ہوئی ہے اس ترجمے کی معنوی عمدگی کے بارے میں حضرت شیخ الہندؒ کا یہ قول غالباً کافی ہوگا۔

"بندہ کے احباب میں اول مولوی عاشق الٰہی سلمہ ساکن میرٹھ نے ترجمہ کیا اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب سلمہ اللہ نے ترجمہ کیا احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے جو جملہ خرابیوں سے پاک وصاف اور عمدہ ترجمے ہیں۔" (مقدمہ ترجمہ قرآن شیخ الہندؒ)

زبان وانشاء کے اعتبار سے مولانا عاشق الٰہی صاحب کا ترجمہ اچھا خاصا

رواں اور سلیس ہے، بیانِ مطالب کے لحاظ سے بھی عام فہم اور مطلب خیز ہے اس کا پہلا ایڈیشن مع حواشی ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں خیر المطابع لکھنؤ میں چھپا ہے، اس کے بعد غالباً تین ایڈیشن اور نکل چکے ہیں۔ ترجمے کا نمونہ درج ذیل ہے:۔

"ہر تعریف اللہ ہی کو (زیبا) ہے، جو تمام جہان کا پروردگار، نہایت مہربان رحم والا، مالک ہے روز جزا (یعنی قیامت) کا، خداوندا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں دکھا ہم کو سیدھا راستہ، اُن لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل فرمایا ہے، نہ اُن کا جن پر غصّہ ہوا ہے اور نہ بہکنے والوں کا۔"

(۲۵) ترجمہ مولوی عبدالمجید دہلوی

یہ ترجمہ رُبع آخر پارہ عمّ کا ترجمہ ہے جو سورۂ اقرأ تا سورۂ والناس کے ترجمے پر مشتمل ہے، یہ ترجمہ تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن کے ساتھ مطبع انصاری دہلی میں ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں چھپا ہے، سورۂ ناس کا ترجمہ نمونۃً پیش ہے:۔

"(تم) کہہ دو (اے ہمارے حبیب) میں آدمیوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں، آدمیوں کے بادشاہ کی، آدمیوں کے معبود کی خنّاس کے وسواس کی شر سے، وہ جو لوگوں کے سینوں میں (فاسد خیالات قسم قسم کے بُرے) وسواس ڈالتا ہے جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔"

(۲۶) ترجمہ لامعلوم الاسم

اس ترجمے کا صرف ایک ہی نسخہ دست یاب ہو سکا ہے جو حیدر آباد میں سرسالار جنگ کے کتب خانہ میں ہے، ترجمہ اگرچہ مطبوعہ ہے مگر اس کا سرِ ورق نہیں ہے اس لئے مترجم، مطبع اور سنِ طبع وغیرہ ضروری تفصیلات کا پتہ نہیں چل سکا، ترجمے کی زبان رواں دواں ہے مگر الفاظ قرآنی کے بجائے مفہوم قرآنی کی ترجمانی کی گئی ہے ترجمے کا نمونہ یہ ہے:۔

سب تعریف واسطے اللہ کے ثابت ہے کہ پالنے والا عالموں کا مہربان اور روزی دینے والا بشرط جان اور بخشنے والا بشرط ایمان بادشاہ دن قیامت کا ہے، تجھی کو بندگی کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم، ثابت رکھ تو ہم کو راہ محکم پر یعنی اسلام پر، راہ ان لوگوں کی کہ نعمت دی تو نے اون لوگوں پر، نہ راہ اون کی کہ غضب ناک ہے تو اون پر، اور نہ راہ اون کی جو گمراہ ہیں۔"

(۲۷) ترجمہ مولانا وحید الزماںؒ

مولانا وحید الزماں کو صحاح ستہ کے تراجم کے سلسلے میں علمی حلقوں میں بڑی شہرت حاصل ہے، مولانا نے صحاح کے تراجم کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے، یہ ترجمہ معان کے حواشی کے جو تفسیر وحیدی کے نام سے موسوم ہے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں مطبع القرآن والسنۃ امرتسر سے شائع ہوا ہے، ترجمہ بلحاظ زبان بامحاورہ

مطلب خیز اور فی الجملہ سلیس ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

"سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے، جو سارے جہان کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان رحم والا، انصاف کے دن کا مالک، ہم تیری بندگی کرتے ہیں (یعنی تیری ہی پوجا کرتے ہیں) اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے رستہ پر چلا، اُن کا راستہ جن پر تو نے کرم کیا، نہ اُن کا جن پر غصہ ہوا، اور نہ اُن کا جو بہک گئے"

(۲۸) ترجمہ مولوی انشا اللہ

یہ ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے اور کم لکھے پڑھے بھی اسے بآسانی سمجھ سکتے ہیں مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار "وطن" لاہور کو اردو صحافت میں ایک امتیازی مقام حاصل تھا، یہ ترجمہ اولاً تفسیر کے ساتھ اخبار "وطن" میں شائع ہوا، پھر ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں تفسیر القرآن بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید کے نام سے کتابی شکل میں جلد اول شائع ہوئی، اس ترجمہ کی چار جلدیں راقم السطور کی نظر سے گذری ہیں، جن میں سورۂ یونس تک ترجمہ ہے، نمونہ یہ ہے:-

ساری تعریفیں خدا ہی کو سزاوار ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا اور نہایت ہی رحم والا بڑا ہی مہربان، اور انصاف کے دن کا حاکم ہے، اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا فضل و کرم کیا، نہ ایسے لوگوں کا راستہ جن پر

غضب آیا اور نہ بھولے بھٹکے گمراہوں کا راستہ "

(۲۹) ترجمہ مولوی فتح محمد جالندھری

فاضل مترجم، ہماری زبان کے مصنفین میں اردو صرف ونحو کی مشہور کتاب مصباح القواعد کے مصنف کی حیثیت سے خاصے روشناس ہیں، ان کا یہ ترجمہ نہ بہت سلیس اور شستہ ہے اور نہ بہت زیادہ مغلق وگنجلک، البتہ عام فہم اور سلیس ہونے میں کلام نہیں ہے، اپنی معنویت کے لحاظ سے علماء کرام کے نزدیک قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے، راقم السطور کے سامنے اس ترجمے کا جو ایڈیشن ہے اس کو لاہور کی تاج کمپنی نے اپنی متعارف خصوصیات ومحاسن طباعت کے ساتھ نہایت عمدہ طور پر شائع کیا ہے[۱]۔ ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

"سب طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے، بڑا مہربان نہایت رحم والا، انصاف کے دن کا حاکم (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے رستے چلا، اُن لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا، نہ اُن کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے "

---

[۱] اس ترجمہ کا جو نسخہ راقم السطور کے سامنے ہے اس کو تاج کمپنی نے چھاپا ہے، مقدمہ اور تقریظات وغیرہ کسی چیز سے قطعاً یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ ہی پہلا ایڈیشن ہے یا اس سے پہلے بھی کہیں اور چھپ چکا ہے مگر مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے میں نے اس کے علاوہ بھی اس کا ایک اور ایڈیشن دیکھا ہے جو غالباً ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں لاہور کے رفاہ عام پریس کا چھپا ہوا تھا۔

(۳۰) ترجمہ سید فرمان علی

مترجم شیعی عالم ہیں، ترجمے کی زبان صاف اور سلیس ہے، ترجمے کے ساتھ حواشی بھی
ہیں اس کا تاریخی نام "کلام اللہ ترجمہ فرمان علی" ہے ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں لکھنؤ کے مطبع نظامی 1908
میں چھپا ہے، اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۳ء / ۱۳۵۲ھ میں اور تیسرا ۱۹۴۷ء / ۱۳۶۵ھ میں شائع ہوا ہے 1933
ترجمے کا نمونہ یہ ہے:- 1947

"سب تعریف خدا ہی کے لئے (سزاوار) ہے جو سارے جہان کا
پالنے والا، بڑا مہربان رحم والا، روز جزا کا حاکم ہے، خدایا ہم
تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، تو ہم کو
سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ، ان کی راہ جنھیں تونے (اپنی) نعمت
عطا کی، نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا اور نہ گمراہوں کی۔"

(۳۱) ترجمہ مولانا محمد احسن تعلقدار

یہ ترجمہ احسن التفاسیر کے ساتھ سات جلدوں میں شائع ہوا ہے، راقم السطور
کے سامنے صرف ساتویں جلد ہے جو آخری منزل کی تفسیر و ترجمے پر مشتمل ہے، جو سورۂ
قٓ سے شروع ہوتا ہے، احسن التفاسیر افضل المطابع دہلی میں ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں چھپی 1909
ہے، ترجمہ تحت اللفظ ہے اور زبان و بیان میں قدامت، الجھاؤ اور گنجلک ہے
ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

قسم ہے اس قرآن بڑے شان والے کی، بلکہ اُن کو تعجب ہوا کہ

آیا اُن کے پاس ایک ڈر سنانے والا انھیں میں کا تو کہنے لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے، کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی، یہ پھر آنا بہت دور ہے، ہم کو معلوم جتنا گھٹاتی ہے زمین ان میں سے اور ہمارے پاس لکھا ہے جس میں سب یاد ہے"۔

(۳۲) ترجمہ مرزا حیرت دہلوی

مرزا حیرت دہلوی اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر علمی حلقوں میں ایک خاص شہرت کے مالک ہیں، ترجمہ بامحاورہ، رواں سلیس اور شستہ ہے، مترجم نے خود اپنے حواشی کے ساتھ اپنے مطبع کرزن پریس میں چھاپا ہے، نفس ترجمہ کے اعتبار سے اس میں اکثر اغلاط پائے جاتے ہیں جن پر حضرت مولانا تھانوی ؒ نے ایک مختصر سا رسالہ "اصلاح ترجمہ حیرت" کے نام سے تصنیف فرمایا ہے جو ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں صرف ابتدائی دو پاروں کی وہ غلطیاں مذکور ہیں جو لغات کے ترجمے اور متن وحاشی سے متعلق ہیں، یہ رسالہ کانپور کے مطبع قیومی میں ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۱ء میں چھپا ہے، مرزا حیرت کے ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

سب تعریف اللہ کو (سزاوار) ہے، جو سارے جہان کا پروردگار بہت مہربان نہایت رحم والا، انصاف کے دن کا مالک (ہے)، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہمیں سیدھی راہ دکھا، اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے فضل کیا ہے، نہ اُن کی جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی۔"

اس ترجمے کے متعدد ایڈیشن اب تک چھپ چکے ہیں۔

(۳۳) ترجمہ ڈاکٹر عبدالحکیم

زبان اور انشاء کے لحاظ سے نہایت سلیس اور شستہ اور بامحاورہ ترجمہ ہے عربی کے جو الفاظ اردو میں مستعمل ہیں وہ جوں کے توں رکھے گئے ہیں، خود مترجم کے حواشی کے ساتھ جو "تفسیر القرآن بالقرآن" کے نام سے موسوم ہیں ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں شائع ہوا ہے، مقام اشاعت تراوڑی ضلع کرنال کا مطبع عزیزی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم نے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں قرآن مجید کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا ہے، انگریزی زبان میں یہ پہلا ترجمہ ہے جو کسی مسلمان کا کیا ہوا ہے، اس سے پہلے انگریزی میں جتنے ترجمے تھے وہ سب غیر مسلموں کے ہیں، ڈاکٹر عبدالحکیم ایک زمانے میں قادیانی بھی رہ چکے ہیں، اردو ترجمہ اسی زمانے کا کیا ہوا ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے

"تمام حمد اللہ کے واسطے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے، جو رحمٰن اور رحیم ہے اور روز انصاف کا مالک ہے، خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کر یعنی ان (برگزیدوں) کے راستہ کی جن پر تو نے انعام کیا ہے جو غیر ہے ان لوگوں کے راستہ سے جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔"

(۳۴) ترجمہ مولانا ثناء اللہ امرتسری

یہ ترجمہ تفسیر ثنائی کے ذیل میں لکھا گیا ہے، نفس ترجمہ میں بلحاظ زبان و مطالب

بظاہر کوئی خاص ندرت نہیں پائی جاتی ہے۔ تفسیر ثنائی کے ساتھ سات جلدوں میں خود مصنف کے اہتمام سے غالباً ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء کے لگ بھگ مطبع اہل حدیث امرتسر میں چھپا ہے، نمونہ درج ذیل ہے۔

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا، بڑا مہربان نہایت رحم والا، قیامت کے دن کا مالک تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا، اُن لوگوں کی راہ پر جن پر تونے انعام کئے، نہ اُن لوگوں کی جن پر غضب کیا گیا نہ اُن کی جو گمراہ ہیں۔"

(۳۵) ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی

اس ترجمے کا انداز تقریباً تحت اللفظ ہے اور بلحاظ زبان و بیان اور مطالب سلیس اور شگفتہ نہیں کہا جا سکتا، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:

"سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہانوں کا، بہت مہربان رحمت والا، روز جزا کا مالک، ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں، ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تونے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔"

اس ترجمے کا تاریخی نام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء ہے، پہلے مطبع نعیمی اور پھر مطبع اہل سنت مرادآباد میں علی الترتیب دو مرتبہ چھپا ہے اور غالباً تیسری دفعہ دہلی میں طبع ہوا ہے۔

(۳۶) ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

حضرت مولانا تھانویؒ نے یہ ترجمہ اپنی تفسیر بیان القرآن کے ضمن میں کیا ہے، مستند علماء کی متفقہ رائے ہے کہ یہ ترجمہ تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ، مطلب خیز، سلیس اور نہایت عام فہم ہے اور ان اغلاط اور خللِ لفظی سے پاک ہے جو اردو کے اکثر تراجم میں پائے جاتے ہیں، حضرت شیخ الہندؒ کی رائے مولانا تھانویؒ کے ترجمے کے بارے میں مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ کے ترجمے کے سلسلہ میں پیش کی جا چکی ہے۔ مولانا تھانویؒ نے یہ ترجمہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں تصنیف فرمایا تھا 1905
۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۲ جلدوں میں شائع ہوا ہے، قبولِ عام کا یہ حال ہے کہ مختلف مطابع میں متن اور تفسیر کے ساتھ بے شمار ایڈیشن چھپ چکے ہیں، کثرتِ اشاعت کے اعتبار سے شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمے کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے، ترجمے کا انداز یہ ہے:-

"سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے، جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں، جو مالک ہیں روزِ جزا کے، ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں، بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا، رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا، اور نہ اُن لوگوں کا جو رستے سے گم ہو گئے۔"

(۳۷) ترجمہ محمد علی لاہوری

مترجم جماعت احمدیہ کے امیر تھے انھوں نے یہ ترجمہ اپنی تفسیر بیان القرآن کے ضمن میں اپنی جماعت احمدیہ کے لئے اپنے معتقدات کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے، ترجمہ بلحاظ زبان وانشاء رشستہ اور سلیس اور عام فہم عبارت میں ہے مگر چونکہ خاص معتقدات کو محور قرار دے کر بیان القرآن کی تصنیف عمل میں آئی ہے، اس لئے عام مسلمانوں کے لئے اس کے مطالعہ میں مضرت کا سخت اندیشہ ہے، ترجمہ کے بارے میں مترجم نے دیباچے میں لکھا ہے کہ "لفظی ترجمہ کرتے ہوئے اسے اردو کے محاورے کے مطابق ادا کیا ہے ترجمے کو عموماً الفاظ کی حد سے نکلنے نہیں دیا"

یہ ترجمہ بیان القرآن کے ساتھ مطبع کریمی لاہور سے شائع ہوا ہے تین جلدوں پر مشتمل ہے جو علی الترتیب سنہ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء سے ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء تک چھپی ہیں۔ ترجمے کا نمونہ 1921-3
درج ذیل ہے:-

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے (تمام) جہانوں کا رب، بے انتہا رحم والا، بار بار رحم کرنے والا، جزا کے وقت کا مالک، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تو ہم کو سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کا رستہ جن پر تونے انعام کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔"

(۳۸) ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمے کی ابتداء اگرچہ ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں ہو چکی تھی مگر اتمام ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء 913 (969)

میں (بزمانہ اسارت فرنگ بحیرۂ روم کے جزیرۂ مالٹا میں) ہوا حضرت کے انتقال ۱۳۳۹ھ / ۱۹۱۹ء
کے بعد مدینہ پریس بجنور سے ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔ ترجمہ پر حواشی سورۂ نساء تک خود ۱۹۲۳
حضرت مترجم رحؒ نے لکھے تھے، بقیہ ساڑھے چھبیس پاروں کے حواشی کی تکمیل حضرت
مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ نے فرمائی جو اپنی ظاہری اور معنوی خوبیوں اور محاسن کے
اعتبار سے اب تک کے تمام شائع شدہ حواشی میں شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں حضرت
شیخ الہند رحؒ کا ترجمہ دراصل شاہ عبدالقادر دہلوی رحؒ کے ترجمے کی بلحاظ زبان و بیان اور
مطالب تجدید و تفصیل ہے چنانچہ خود حضرت مقدمۂ قرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"میں نے ترمیم صرف دو امر میں کی ہے اول لفظ متروک کو بدل دینا اور کہیں
کہیں حسب ضرورت اجمال کو کھول دینا ہے "

یہ بات بظاہر تو آسان اور سہل سی معلوم ہوتی ہے مگر اس راہ کی دشوار گذاری
اور مشکلات کا اندازہ کچھ وہی شخص کرسکتا ہے جس نے ان ترجموں کو سامنے رکھ کر تھوڑا
سا بھی تدبر کیا ہو۔ ترجمہ بلحاظ زبان و بیان اور مطالب بامحاورہ اور مطلب خیز بھی ہے
اور عام فہم اور سلیس بھی، درانحالیکہ ایک حد تک تحت اللفظ بھی ہے اور ان تمام
محاسن کا حامل ہے جو شاہ عبدالقادر رحؒ کے ترجمے میں پائے جاتے ہیں۔ مدینہ پریس
بجنور اور پاکستان سے اس ترجمے کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تمام مطبوعہ
مترجم و محشی قرآن مجید میں یہ پہلا ترجمہ ہے جو متن کے ساتھ (پہلے ایڈیشن کے علاوہ)
تمام و کمال بلاکوں کے ذریعہ سے چھاپا گیا تھا۔ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔[۱]

---

[۱] اس ترجمے اور اس کے اردو حواشی کو حکومت افغانستان نے اپنی نگرانی میں فارسی زبان میں منتقل کرایا
ہے جو افغانستان کے سرکاری پریس سے تین جلدوں میں شائع ہوا ہے ۔

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا، بے حد
مہربان نہایت رحم والا، مالک روز جزا کا، تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں
اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، بتلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں
کی جن پر تو نے فضل فرمایا جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔"

(۳۹) ترجمہ مولانا شائق احمد عثمانی

۱۹۱۷ء صرف پارۂ عم کا ترجمہ ہے جو مطبع رحمانیہ مونگیر (بہار) سے ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں شائع ہوا ہے۔ اس جلد کے علاوہ اور جلدوں کا پتہ نہیں چل سکا، سورۂ ناس کے ترجمے کا نمونہ یہ ہے:۔

"کہہ، کہ میں انسان کی پرورش کرنے والے، انسان کے شہنشاہ ہوں
انسان کے معبود کی پناہ مانگتا ہوں، بُرے خیال کی بدی سے
(جو آتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے (یعنی رہ رہ کر آتا ہے) جو کہ
انسان کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جن سے اور انسانوں سے"

(۴۰) ترجمہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۹۲۸ء

خواجہ صاحب کے ترجمے کا طرز دوسرے تمام تراجم سے مختلف ہے وہ پہلے شاہ رفیع الدین دہلوی کا تحت اللفظ ترجمہ متن قرآن کے نیچے نقل کرتے ہیں، اس کے نیچے اُن کا اپنا ترجمہ ہوتا ہے، ترجمے میں قرآن کے مفہوم کو واضح اور عام فہم کرنے کے لئے جا بجا توسین میں لمبی لمبی تشریحی عبارتیں اپنی مخصوص انشا میں لکھتے جاتے ہیں جن کی مدد سے معمولی لکھا

پڑھا آدمی بھی بآسانی استفادہ کرسکتا ہے گویا کہ جس مفہوم کو دوسرے مترجم حواشی میں بیان کرتے ہیں خواجہ صاحب ان کو متن ترجمہ میں شامل کردیتے ہیں اور متن و تفسیر میں امتیاز کے لئے بریکٹ بنادیتے ہیں، غالباً اسی تفہیم عوام کے پیش نظر خواجہ صاحب نے اس کو بجائے ترجمے کے عام فہم تفسیر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ خواجہ صاحب کے ترجمے کا ہر ایک پارہ علیحدہ علیحدہ ۳۰ حصوں میں ملا واحدی صاحب نے اپنے اہتمام سے شائع کیا ہے، اس کا پہلا حصہ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں نکلا ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:۔ 1924

"ہر طرح کی تعریف (خاص الخاص ثنا اور اعلیٰ سے اعلیٰ بڑائی جو ازل سے اب تک ہوئی اور اب سے ابد تک ہونی ممکن ہے) اللہ ہی کو (سزاوار) ہے، جو تمام جہانوں (یعنی ساری اور سب طرح کی خلقت) کا پروردگار (پالنے والا) ہے (اور جو) بہت بخشش کرنے والا (اور) از حد مہربان ہے (اور جس کی مہربانیاں ہر مخلوق پر ہر طرح سے ظاہر اور باطن رہی ہیں)، (اور جو) روزِ جزا کا مالک (یعنی قیامت کے دن کا بادشاہ) ہے، (اے خدا جب تو ہی ہمارا خالق، تو ہی ہمارا پالنے والا اور تو ہی ہمارا مالک و آقا ہے تو تیرے سوا سب سے آنکھیں بند کرکے اور سب سے منہ موڑ کر اور سب سے دل ہٹا کر) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد کے طلب گار ہیں (ہر بات اور ہر کام میں) ہمیں سیدھا رستہ دکھا (ایسا رستہ جو تجھے پسند ہو اور جس پر چلنے سے ہماری دین و دنیا کی بھلائی ہو) اُن لوگوں کا رستہ جن پر تونے فضل (وکرم) کیا (اور تیرے انعام سے وہ نعمت والے ہوئے) اُن

کا نہیں جن پر غصّہ کیا گیا (یعنی جو بے راہ ہیں) اور نہ اُن کا جو گمراہ ہیں (اور یہ دونوں گروہ اپنی نافرمانی کے سبب تیرے عتاب میں رہتے ہیں)۔"

(۱۴) ترجمہ یعقوب حسن

یعقوب حسن صاحب نے کتاب الہدیٰ کے نام سے قرآن مجید کی آیات کو مطالب اور مضامین کے لحاظ سے مختلف ابواب میں آیات کی تاریخی ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس طرح قرآن مجید کی تمام آیتوں کو نزولی ترتیب کے ساتھ دو جلدوں میں جمع کر دیا گیا ہے۔

آیات کا ترجمہ کرنے میں مرتب نے یہ کیا ہے کہ مختلف ترجموں کو سامنے رکھ کر اپنے مذاق کے مطابق ایک ترجمہ تیار کر لیا ہے، مگر حتی الامکان اس امر کی سعی کی ہے کہ ان کے ترجمے میں صرف وہی الفاظ رکھے جائیں جو دوسرے مستند ترجموں میں پہلے سے موجود ہیں، اس طرح یہ ترجمہ عبارت کی سلاست اور روانی میں شگفتہ اور عام فہم بن گیا ہے۔

کتاب الہدیٰ کو خود مرتب نے اپنے اہتمام سے ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں مدراس سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے، کتاب الہدیٰ میں ہر آیت اور اس کے ترجمے کو مستقل سطر میں علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:۔

سب تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جو تمام جہان کا پروردگار ہے ۱

جو نہایت رحم والا مہربان ہے ۲

جو روزِ جزا کا مالک ہے ۳

(اے خدا) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں ۴

ہم کو سیدھا رستہ دکھا ۵

ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل کیا ہے ۶

نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا۔ ۷

(۴۲) ترجمہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی

یہ ترجمہ سلیس اور عام فہم اور بامحاورہ ہے۔ راقم السطور کی نظر سے اس کی صرف دو جلدیں گذری ہیں جو ابتدائی دو پاروں پر مشتمل ہیں، یہ ترجمہ "الطاف الرحمٰن بتفسیر القرآن" کے ساتھ شیخ الطاف الرحمٰن قدوائی نے ترتیب دے کر نامی پریس

۱۹۱۸ لکھنؤ سے ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء میں شائع کیا ہے، ترجمے کا طرز یہ ہے :-

"سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے بہت مہربان نہایت رحم والا ہے، مالک انصاف کے دن کا تیری ہی بندگی ہم کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا، نہ جن پر غصہ کیا گیا، نہ جو بھٹکے ہوئے ہیں۔"

(۴۳) ترجمہ مولانا محمد جوناگڈھی

یہ ترجمہ تفسیر ابن کثیر کے ترجمے کے ساتھ خود مترجم نے دفتر اخبار محمدی دہلی سے

۱۳۴۷ھ؍۱۹۲۸ء لغایۃ ۱۳۵۲ھ؍۱۹۳۳ء میں طبع کرایا ہے۔ اس کا جدید ایڈیشن مشہور تاجر کتب نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی کی جانب سے خاص اہتمام کے ساتھ علیحدہ علیحدہ پاروں میں چھاپا گیا ہے۔ ترجمہ زبان و بیان کے لحاظ سے عام فہم ہے، نمونہ یہ ہے:-

"سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے
بہت بخشش کرنے والا، بڑا مہربان، بدلے کے دن یعنی قیامت
کا مالک، صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور صرف تجھ ہی سے
ہم مدد چاہتے ہیں، ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا، راہ اُن لوگوں
کی جن پر تو نے انعام کیا، نہ اُن کی جن پر غضب کیا اور نہ گمراہوں کی"

(۴۴) ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا آزاد کا ترجمۂ قرآن "ترجمان القرآن" کے نام سے موسوم ہے، یہ ترجمہ دو جلدوں میں سورۂ فاتحہ سے سورۂ مؤمنون تک چھپا ہے، پہلی جلد سورۂ انعام تک اور دوسری جلد سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک ہے۔ یہ ترجمہ زبان و بیان اور مطالب کے لحاظ سے کیسا ہے؟ محتاج بیان نہیں، مولانا آزاد کے غائت پاکیزہ، شستہ اور دل نشین اندازِ نگارش سے کون ہے جو واقف نہیں، البتہ طرزِ ترجمہ کے بارے میں یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ مولانا آزاد قرآن کے الفاظ کے بجائے اس کے مفہوم کا ترجمہ کرتے ہیں جس میں ایک خاص نقطۂ نظر سے قرآن مجید کی مراد کو واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، وہ مختصر حواشی کا کام متن کے ترجمے میں تشریحات کا اضافہ کر کے لینا چاہتے ہیں جس کے لئے جابجا قوسین میں تشریحی

اور توضیحی عبارتیں بڑھادی گئی ہیں۔ خود ان کا بیان ہے کہ:۔

"مجرّد ترجمے سے وضاحت میں زیادہ مطوّل تفاسیر سے مقدار میں کم، چنانچہ اس غرض سے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے ترجمے میں زیادہ سے زیادہ وضاحت کی کوشش کی جائے پھر جا بجا نوٹ بڑھائے جائیں۔"

طرزِ ترجمہ یہ ہے :۔

ہر طرح کی ستائش (یعنی حسن وجمال کے اعتراف اور کبریائی وکمال کے اعتقاد کے ساتھ جو کچھ بھی اور جیسا کچھ بھی کہا جائے، صرف اللہ ہی کے لئے ہے،) اللہ ہی کے لئے، جو تمام کائناتِ خلقت کا پروردگار ہے (جس کی پروردگاری کائناتِ خلقت کے ہر وجود کو زندگی اور بقا کا سروسامان بخشتی اور پرورش کی ساری ضرورتیں مہیا کرتی رہتی ہے)، جو رحمت والا ہے اور جس کی رحمت تمام کائناتِ ہستی کو اپنی بخششوں سے مالامال کر رہی ہے، اور جو جزا اور سزا کے دن کا مالک ہے (اور جس کی عدالت نے ہر کام کے لئے بدلہ اور ہر بات کے لئے نتیجہ ٹھہرا دیا ہے) خدایا! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور صرف تو ہی ہے جس سے (زندگی اور آخرت کی ساری احتیاجوں میں) مدد مانگتے ہیں (تیرے سوا کوئی معبود نہیں جس کی بندگی کی جائے، اور طاقت وبخشش کا کوئی سہارا نہیں جس سے مدد مانگی جائے) خدایا!

ہم پر فلاح وسعادت کی، سیدھی راہ کھول دے! وہ راہ جو اُن
لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہوا، اُن کی نہیں جو تیرے
حضور مغضوب ہوئے اور نہ اُن کی جو راہ سے بھٹک گئے
اور منزل کا سُراغ اُن پر گم ہوگیا!"

ترجمان القرآن کی دونوں جلدیں خود مولانا آزاد نے اپنے اہتمام سے شائع کی ہیں، ترجمہ پورا ہونے میں بارہ پارے باقی رہ گئے ہیں۔

مولانا آزاد نے اپنی تصانیف ومضامین میں جا بجا آیتوں کے ساتھ اُن کا ترجمہ بھی دیا ہے، مولانا غلام رسول مہر نے ان سب مختلف آیتوں کے منتشر ترجموں کو "باقیات ترجمان القرآن" کے عنوان سے ایک جلد میں جمع کر دیا ہے مختلف آیات کے ترجمے کا یہ مجموعہ لاہور سے شائع ہوا ہے۔

ترجمان القرآن کی پہلی جلد ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں جید پریس دہلی میں اور دوسری ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں مدینہ پریس بجنور میں چھپی ہے، اس کا ایک ایڈیشن تعلیمی پریس لاہور میں بھی چھپا ہے مگر اس میں تصحیح کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

(۴۵) ترجمہ مولانا عبدالدائم جلالی

یہ ترجمہ اولاً تفسیر بیان السبحان کے ساتھ ماہنامہ مولوی دہلی میں ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء سے شائع ہونا شروع ہوا تھا اور عرصہ تک ماہنامہ مولوی میں چھپتا رہا، پھر اسی ماہنامہ کے مکتبہ سے قرآن مجید کے ساتھ شائع ہوا، حال میں وسیم بکڈپو دیو بند سے عمدہ کتابت وطباعت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، ترجمہ صاف وسلیس

بامحاورہ اور عام فہم ہے۔ نمونہ یہ ہے :-

"ہر تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے جو تمام جہان کا موجد، مربی، نہایت مہربان و رحیم ہے، روزِ جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، اُن لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے بخشش کی ہے نہ اُن لوگوں کی راہ پر جن پر تو خفا ہوا ہے اور نہ اُن کی راہ پر جو گمراہ ہیں ۔"

(۶۴) ترجمہ مولانا احمد حسن ندوی

یہ ترجمہ قرآن مجید کے مختلف تراجم کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے چنانچہ خود مترجم نے لکھا ہے کہ : "ترجمے میں یہ کیا گیا ہے کہ چند مستند تراجم کو پیش نظر رکھ کر ایک سہل اور بامحاورہ اور عام فہم ترجمہ کیا گیا ہے، جو تفسیر تبیان القرآن کے ساتھ مطبع تیغ بہادر لکھنؤ میں ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں طبع ہوا ہے، ترجمے میں آیت کے گول نشانات دیئے گئے ہیں اور اُن پر نمبر ڈالے گئے ہیں، ترجمے کا طرز یہ ہے :-

"سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے ۝
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝ جو روزِ قیامت کا مالک ہے ۝
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۝
چلا ہم کو سیدھی راہ پر ۝ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے فضل

کیا گیا نہ اُن لوگوں کے جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ بھٹکے ہوؤں کے ۵ ۔"

راقم السطور کے سامنے تبیان القرآن کا جو نسخہ ہے اس میں سورۂ بقرہ کی ۲۵۲ آیتوں کا ترجمہ ہے ۔

(۷۴) ترجمہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کے ایک ترجمے کا تعارف اوپر کرایا جا چکا ہے یہ دوسرا ترجمہ ہے جو "تنزیلی اردو ترجمہ" کے نام سے موسوم ہے، خواجہ صاحب کا پہلا ترجمہ بامحاورہ ہونے کے ساتھ تشریحی ہے جسے خود ان کی زبان میں "باتفسیر" کہا جا سکتا ہے ۔

مگر اس ترجمے میں محاورے کے بجائے لفظی ترجمہ کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے تحت اللفظ ترجمے کے لئے خواجہ صاحب نے یہ التزام کیا ہے کہ متن قرآن اور ترجمے کے الفاظ کو علیحدہ علیحدہ خانوں میں لکھا ہے تاکہ ہر لفظ کا ترجمہ ٹھیک اسی لفظ کے نیچے بآسانی معلوم کیا جا سکے ۔ ترجمے کی زبان میں ایک یہ جدت کی گئی ہے کہ اردو کے الفاظ پر بھی اعراب لگائے گئے ہیں تاکہ وہ لوگ بھی جو اچھی طرح اردو نہیں جانتے بآسانی ترجمے کی عبارت کو صحتِ تلفظ کے ساتھ پڑھ سکیں ۔ یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء میں چھپا تھا، اس کے بعد اس کے دو ایڈیشن اور نکل چکے ہیں، موجودہ ایڈیشن ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں دہلی سے آفسٹ پر طبع ہوا ہے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے :-

• ہر تعریف اللہ کے لئے   جو پالنے والا ہے ساری مخلوق کا

رحمت والا   بندہ نواز ہے

مالک ہے	انصاف کے دن کا
خاص تیری ہی	ہم عبادت کرتے ہیں
اور خاص تجھ ہی سے	ہم مدد مانگتے ہیں
بتا دے ہم کو	راستہ سیدھا
راستہ	اُن کا کہ
انعام کیا تو نے	اُن پر
نہ اُن کا کہ خفگی کی گئی ہے	اُن پر
اور نہ گمراہوں کا	

(۴۸) ترجمہ مولانا فیروزالدین

مولانا فیروزالدین صاحب نے ترجمۂ قرآن کے آخر میں لکھا ہے کہ "میں نے یہ ترجمہ ۷۰ برس کی عمر میں ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء میں مکمل کیا ہے"۔ ترجمے پر جو تفسیری حواشی تسہیل القرآن کے نام سے دیئے گئے ہیں وہ موضح القرآن کا خلاصہ ہیں۔

یہ ترجمہ پہلی مرتبہ کب چھپا ہے یہ معلوم نہ ہو سکا، اس کے متعدد ایڈیشن فیروز سنز لاہور سے شائع ہو چکے ہیں، یہ ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے اور تراجم قرآن مجید میں ایک اچھا اضافہ ہے۔ نمونہ یہ ہے:۔

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جو پروردگار ہے سب جہانوں کا، بڑا مہربان، نہایت رحم والا، مالک روز جزا کا، بار الٰہا! ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، دکھا ہم کو

راستہ سیدھا، راستہ اُن کا کہ انعام کیا تونے اُن پر، نہ اُن لوگوں کا تیرا غضب ہوا جن پر اور گمراہوں کا۔"

(۴۹) ترجمہ میر محمد اسحاق

یہ ترجمہ تحت اللفظ ہے اور قادیانی عقائد کا ترجمان ہے، مطبع احمدیہ قادیان میں طبع ہوا ہے، سن ترجمہ و طبع درج نہیں ہے، نمونہ یہ ہے:-

"سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں (جو) رب ہے تمام جہانوں کا رحمٰن ہے رحیم ہے، مالک ہے وقت جزا سزا کا، تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں، دکھا ہمیں راہ سیدھی راہ اُن لوگوں کی کہ انعام کیا تونے جن پر، نہ اُن کی کہ غضب کیا گیا جن پر اور نہ گمراہوں کی۔"

(۵۰) نظم المعانی ترجمہ کلامِ ربّانی

نظم المعانی کے نام سے علی گڈھ کے ایک شاعر مطیع الرحمٰن خادم نے بھی قرآن مجید کے ترجمے کو نظم کا جامہ پہنایا ہے جیسا کہ خود مطیع الرحمٰن نے تصریح کی ہے۔ ترجمہ اُن کا اپنا نہیں ہے، بلکہ بر وقتِ نظم مختلف تراجم کو سامنے رکھا گیا ہے، اور اس طرح یہ منظوم ترجمہ عالمِ وجود میں آگیا ہے "زادالآخرت" کے بعد اردو میں یہ دوسرا منظوم ترجمہ ہے، ترجمہ بین السطور کے بجائے حاشیہ پر لکھا گیا ہے جس نے قرآن مجید کے ترجمے کے مروجہ اسلوب کو باقی نہیں رہنے دیا۔ بعض بعض مقامات پر غالباً ضرورت

شعری کے سبب سے شاعرانہ بے اعتدالیاں بھی واقع ہوگئی ہیں۔ اگر "زاد الآخرت" کو اس کاوش میں پیش نظر رکھا جاتا تو خادم صاحب اپنے ترجمے کو زیادہ بہتر انداز میں پیش کر سکتے، ترجمے کا نمونہ یہ ہے:۔

ہیں سبھی حمد و ثنا ء اللہ کو — عالموں کا پالنے والا ہے جو
مہرباں ہے، بخشنے والا بڑا — مالک و صاحب جزائے روز کا
ہم عبادت کرتے ہیں تیرے لئے — اور تجھی سے ہیں مدد ہم چاہتے
دے ہدایت ہم کو سیدھی راہ کی — راہ اُن کی جن کو نعمت تو نے دی
ہاں نہ اُن کی جن پہ ہے غصہ ترا — اور نہ گمراہوں کا رستہ اے خدا

سن تصنیف و طباعت اگرچہ تحریر نہیں ہے تاہم قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ گذشتہ بیس سال میں منظوم ہوا ہے، طباعت خود مصنف کے اہتمام سے آگرہ کے مطبع مفید عام میں ہوئی ہے۔

(۵۱) ترجمہ مولانا عبدالماجد دریابادی

مولانا دریابادی کے ترجمے و تفسیر میں جدید تعلیم یافتہ طبقے کے فکر و نظر کو ملحوظ رکھا گیا ہے اس لئے مغربی علوم سے متاثر لوگوں کے لئے خاص طور پر مفید ہے، مولانا دریابادی نے اپنے ترجمے کی نسبت دیباچے میں لکھا ہے کہ "اردو ترجمے کا جہاں تک تعلق ہے ۵، فی صدی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی نقل ہے۔" چونکہ یہ ترجمہ حضرت تھانوی کے ترجمے سے ماخوذ ہے جس کا تعارف اوپر گذر چکا ہے، اس لئے اس میں بڑی حد تک ترجمۂ تھانوی کی خصوصیات موجود ہیں۔

تفسیر ماجدی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء میں لکھی گئی تھی مگر اس کی طباعت..... کئی سال کے بعد ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں ہوئی.... تاج کمپنی لاہور نے دیدہ زیب کتابت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر بلاکوں سے دو ضخیم جلدوں میں چھاپی ہے۔ ہر ایک جلد نصف قرآن مجید پر مشتمل ہے، ترجمے کے ساتھ حاشیہ پر تفسیر ہے۔ نمونہ یہ ہے :۔

"ساری تعریف اللہ کے لئے ہے (وہ) سارے جہان کا مربی (وہ) رحمٰن (وہ) رحیم (وہ) مالک روزِ جزا کا، ہم بس تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس تجھی سے مدد چاہتے ہیں، چلا ہم کو سیدھا راستہ، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام کیا ہے، نہ اُن لوگوں کا (راستہ) جو زیرِ غضب آچکے ہیں اور نہ بھٹکے ہوؤں کا"

(۵۲) ترجمہ درسِ قرآن

یہ ترجمہ درسِ قرآن بورڈ لاہور کی جانب سے ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء سے شائع ہو رہا ہے اور اب تک تقریباً نصف قرآن مجید کا ترجمہ متعدد جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ بورڈ درسِ قرآن کے صدر مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی تھے جو عرصے تک جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں استاذِ دینیات رہ چکے ہیں، ترجمے کے بارے میں بورڈ کی جانب سے جو وضاحت کی گئی ہے وہ یہ ہے :۔

مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ آسان عبارت اور عام فہم زبان میں قرآن پاک کے سمجھانے کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو درسِ قرآن کی صورت میں ہو اور ہر روز کے لئے علیحدہ علیحدہ اسباق

پر مشتمل ہو۔"

چنانچہ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر درس قرآن کے ہر ہر صفحے پر عنوان دے کر بات کے دو ترجمے کئے گئے ہیں، متن قرآن کے نیچے پہلا ترجمہ تحت اللفظ ہے جس میں قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے معنیٰ علیحدہ علیحدہ بتلائے گئے ہیں، پھر اس کے نیچے دوسرا ترجمہ بامحاورہ ہے جو مربوط ہونے کے ساتھ ساتھ سلیس اور عام فہم ہے، ترجمے کے نمونے میں اصل درس قرآن کے مطابق ترتیب کو باقی رکھا گیا ہے، ترجمے کا طرز یہ ہے:۔

"تمام خوبیاں اللہ کے لئے، رب تمام جہانوں کا، جو رحم کرنے والا، جو بڑا مہربان، مالک، دن، بدلہ، صرف تیری، ہم عبادت کرتے ہیں، اور، تیری ہی، ہم مدد طلب کرتے ہیں، تو ہدایت دے، ہم کو، راستہ سیدھا، راستہ ان لوگوں کا، تو نے انعام کیا جن پر، وہ، نہ غضب کیا گیا، جن پر، اور، نہ، گم راہ"

دوسرا بامحاورہ ترجمہ یہ ہے:۔

"تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو نہایت رحم کرنے والا، بڑا مہربان ہے، وہ بدلہ کے دن کا مالک ہے، ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور ہم تیری ہی مدد طلب کرتے ہیں، تو ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت دے، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ اُن کا جن پر غضب کیا گیا، اور نہ اُن کا جو گمراہ ہوئے۔"

(۵۳) ترجمہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

یہ ترجمہ مصنف کی تفسیر تفہیم القرآن کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اس میں بقول مترجم قرآن مجید کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے ترجمے کا عام طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے، مترجم نے قرآن مجید کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ عبارت قرآن کے مفہوم کو اردو میں منتقل کر دیا جائے، زبان عام فہم، سلیس، شگفتہ اور رواں دواں ہے اور انشائی نشانات سے مزین ہے، تفہیم القرآن کی پہلی جلد ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۸ء میں اولاً لاہور سے شائع ہوئی ہے، بقیہ جلدیں بعد میں چھپی ہیں۔

سورۂ روم تک یہ ترجمہ تین جلدوں میں چھپ چکا ہے، ہند و پاکستان سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، قرآن مجید کی ترجمانی و تفہیم کا طرز یہ ہے:۔

"تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے رحمان اور رحیم ہے، روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔"

(۵۴) ترجمہ غلام وارث

یہ ترجمہ تفسیر تبیان القرآن کے ساتھ چھپا ہے، اس تفسیر کے بارے میں

مصنف نے لکھا ہے کہ "تفسیر میں اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق علومِ قرآن کو تفاسیرِ سلف اور جدید تحقیقاتِ سائنس کی روشنی میں پیش کیا جائے اور جو حضرات علومِ حاضرہ سے کسی خلجان میں مبتلا ہوگئے ہوں ان کی الجھنوں کو نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں دور کرکے ان کے قلوب میں علومِ قرآن حاصل کرنے کا ذوق پیدا کیا جائے۔"

اس ترجمے کا سنِ طباعت درج نہیں ہے، لیکن اندازہ یہ ہے کہ ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء 1960
کے لگ بھگ اس کی پہلی جلد شائع ہوئی ہے، جو سورۂ توبہ تک ہے، بعد کی جلدیں راقم السطور کی نظر سے نہیں گذریں، ترجمے میں بعض الفاظ کے دو معنی نیچے اوپر لکھے گئے ہیں، نمونہ یہ ہے:-

"کل حمد وثنا اور تمام شکر گذاری اللہ ہی کے لئے ہے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، روزِ انصاف/جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تیری ہی امداد کے خواست گار ہیں، ہمیں راہ استقامت/سیدھی راہ پر چلا، اُن مقربانِ الٰہی کا راستہ جن کو تونے انعام دیا، نہ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل/برحق ہوا اور نہ گمراہوں کا۔"

(۵۵) ترجمہ مولانا احمد سعید دہلوی

اس ترجمے کے لئے خود مترجم کا نام سب سے بڑی ضمانت ہے، مولانا احمد سعید صاحبؒ کا خطیبانہ طرزِ بیان کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، ترجمے کا

انداز شگفتہ، سلیس، عام فہم اور مطلب خیز ہے، حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ترجمے پر اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:۔

"مجھے تمام تراجم میں بوجہ بلاغت حضرت تھانوی رح کا ترجمہ پسند تھا
لیکن یہ ترجمہ شگفتگی میں اس سے کچھ سوا ہی نظر آتا ہے، ارادہ
کرتا ہوں کہ اپنی تحریرات میں جہاں آیات کے ترجمے درکار
ہوں تو اس ترجمے کی نقل پر قناعت کر سکوں گا۔"

نہایت آب وتاب کے ساتھ آفسٹ کے ذریعہ موتمر المصنفین دہلی کی جانب سے دو جلدوں میں ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا ہے۔ نمونہ یہ ہے:۔

"سب تعریفیں اس خدا کو لائق ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے
جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، جو روزِ جزا کا مالک
ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے
مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھی راہ چلا، راہ اُن لوگوں کی
جن پر تو نے اپنا فضل کیا ہے، وہ لوگ وہ ہیں جن پر
نہ غضب نازل کیا گیا اور نہ وہ راہ سے بے راہ ہوئے۔"

مذکورہ بالا ترجموں کے علاوہ اردو میں متعدد ترجمے اور بھی ہیں، مگر اُن میں سے بعض ترجمے تو راقم السطور کو دستیاب نہیں ہو سکے اور بعض کے صرف کچھ اجزاء مل سکے ہیں۔ اُن کے بارے میں جو تفصیلات بہم پہنچ سکی ہیں وہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

۲۷ ترجمے جو دستیاب نہیں ہو سکے

۲

(۱) ترجمہ عبداللہ ہوگلی

یہ اردو میں قدیم ترجمہ ہے جو ۱۸۲۹ء / ۱۲۴۵ھ میں کیا گیا ہے۔ ۵

(بنگال میں اردو ص ۲۸۷)

(۲) ترجمہ سید عمار علی مجتہد پانی پتی

یہ ترجمہ تفسیر عمدۃ البیان کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ مفسر شیعی عالم ہیں تفسیر عمدۃ البیان ۱۸۷۱ء / ۱۲۸۸ھ کی تالیف ہے اور ۱۹۰۴ء / ۱۳۲۲ھ میں مطبع یوسفی دہلی میں چھپی ہے۔

(۳) ترجمہ سید ظہیر الدین بلگرامی

یہ ترجمہ ۱۸۷۳ء / ۱۲۹۰ھ میں طبع ہوا ہے۔ (فہرست کتب برٹش میوزیم لندن ص ۲۵۷)

---

۵ جائزہ تراجم قرآنی طباعت کے مراحل میں تھا کہ اسی دوران میں انجمن ترقی اردو کی شائع کردہ ایک جامع اور بسیط فہرست قاموس الکتب نظر سے گذری۔ اردو زبان کی مطبوعات مخطوطات کی یہ ضخیم تعارفی فہرست ہے۔ اس سے قرآن مجید کے بعض مزید غیر معروف ترجموں کا علم ہوا ان ترجموں سے متعلق قاموس الکتب سے جو معلومات حاصل ہو سکیں وہ پیش کی جاتی ہیں

سید محبوب رضوی

(۴) ترجمہ حسین علی خاں

۱۸۸۴ء / ۱۳۰۲ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ہے

(۵) ترجمہ فیروز الدین سیالکوٹی

سنہ ۱۸۹۰ء / ۱۳۰۸ھ میں چھپا ہے۔ (رسالہ جامعہ دہلی مارچ سنہ ۱۹۳۰ء ص ۱۱۰) 1896

(۶) ترجمہ نجم الدین سیوہاروی

سنہ ۱۹۰۷ء / ۱۳۲۵ھ میں مطبع فیض بخش فیروزپور سے شائع ہوا ہے۔ 1907

(۷) ترجمہ نظام الدین نوتنوی

سنہ ۱۹۰۷ء / ۱۳۲۵ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔ 1907

(۸) ترجمہ حکیم نورالدین قادیانی

سنہ ۱۹۱۰ء / ۱۳۲۸ھ میں خیرخواہ اسلام پریس آگرہ میں چھپا ہے 1910

(۹) ترجمہ مولانا ابومحمد مصلح حیدرآبادی

سنہ ۱۹۱۱ء / ۱۳۳۰ھ میں مطبع اہل سنت مرادآباد سے شائع ہوا ہے۔ 1911

(۱۰) ترجمہ شیخ محمد علی

سنہ ۱۹۱۱ء / ۱۳۳۰ھ میں مطبع اثنا عشری دہلی میں چھپا ہے۔ 1911

(۱۱) ترجمہ عبدالمقتدر بدایونی

آگرہ میں چھپا ہے، سنِ طباعت کا پتہ نہیں چل سکا۔ مترجم کی وفات ۱۹۱۵ء / ۱۳۳۴ھ 1915
میں ہوئی ہے۔

(۱۲) ترجمہ مولوی ابراہیم بیگ

قرآن مجید کا یہ منظوم ترجمہ ہے، غیر مطبوعہ ہے، ترجمے کا زمانہ ۱۹۳۴ء / ۱۳۵۳ھ ہے 1934

(۱۳) ترجمہ حکیم سید لٰسین شاہ

۱۹۳۵ء / ۱۳۵۴ھ میں دین محمدی پریس لاہور میں چھپا ہے۔ 1935

(۱۴) ترجمہ مولانا آغا رفیق بلندشہری

یہ ترجمہ "اعجاز نما قرآن مجید" کے نام سے ۱۹۳۸ء / ۱۳۵۷ھ میں قدسی پریس دہلی 1938
سے شائع ہوا ہے۔

(۱۵) ترجمہ سیماب اکبرآبادی

علامہ سیماب مرحوم کا یہ ترجمہ "وحیِ منظوم" کے نام سے موسوم ہے، ۱۹۴۶ء / ۱۳۶۵ھ 1946
میں اس کا پارۂ اول کراچی سے شائع ہوا ہے۔ بقیہ ۲۹ پارے ہنوز
غیر مطبوعہ ہیں۔

(۱۶) ترجمہ مولانا فیروزالدین روحی

۱۹۵۰ء/۱۳۶۹ھ میں مع تفسیر علیحدہ علیحدہ ۳۰ پاروں میں طبع کرایا گیا ہے۔ 1950

(۱۷) ترجمہ افضل محمد اسمٰعیل قادری

یہ ترجمہ چراغِ ہدایت کے نام سے موسوم ہے ۱۹۵۲ء/۱۳۷۱ھ میں لاہور سے شائع ہوا ہے۔ 1952

(۱۸) ترجمہ مرزا احمد علی

کتب خانہ حسینیہ لاہور سے ۱۹۵۵ء/۱۳۷۴ھ میں چھپا ہے 1955

(۱۹) ترجمہ ابوالفضل احسان اللہ عباسی گورکھپوری

یہ ترجمہ متن کے بغیر مطبع حکیم برہم گورکھپور سے شائع ہوا ہے، ترجمہ بلحاظ زبان مطلب خیز ہے، سنِ طباعت معلوم نہیں ہو سکا۔

(۲۰) ترجمہ زیرک حسین رضوی امروہوی

حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ہے، سنِ طباعت کا پتہ نہیں چل سکا۔

(۲۱) ترجمہ قاری نصیر الدین

پارہ الٓم، سیقول اور پارہ عم کا ترجمہ اعجاز محمدی پریس آگرہ میں چھپا ہے، بقیہ

۲۷ پاروں کا ترجمہ شعیب محمدیہ لائبریری آگرہ میں موجود ہے۔

(۲۲) ترجمہ مرزا بشیر الدین محمود

امیر جماعت قادیان مرزا بشیر الدین محمود نے بھی قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے، جو مصنف کی تفسیر کبیر کے ساتھ شائع ہوا ہے، راقم السطور کی نظر سے اس کی صرف تیسری جلد گذری ہے، اور یہی جلد اولاً شائع بھی ہوئی ہے، بقیہ جلدیں جو بعد میں چھپی ہیں وہ راقم السطور کی نظر سے نہیں گذریں، تیسری جلد میں سورۂ یونس سے سورۂ کہف تک کا ترجمہ و تفسیر ہے۔ ترجمے کی زبان رواں دواں، سلیس اور عام فہم ہے، قادیانی ترجموں کے خصوصی انداز کے مطابق اس میں بھی توفّی کے معنی جمہور مفسرین کے خلاف قبضِ روح اور موت بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ترجمہ ۱۹۵۶ء/۱۳۷۵ھ میں ربوہ سے شائع ہوا ہے۔

(۲۳) مذکورہ بالا تراجم کے علاوہ انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں ایک ایسے ترجمے کا پتہ چلتا ہے جو پہلے اور دوسرے پارے کا ہے۔

(فہرست مطبع حیدری، حیدرآباد دکن ص ۱۸)

(۲۴) مشہور فرانسیسی مستشرق گارسان دتاسی نے اپنے خطبات میں "کلام اللہ مقبول" کے نام سے ایک اردو ترجمے کا ذکر کیا ہے۔

(خطبات گارسان دتاسی ص ۶۳۲)

(۲۵) آغا شاعر قزلباش کا منظوم ترجمہ "افصح الکلام" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ صرف پہلے دو پاروں کا ترجمہ ہے جو لاہور اور حیدرآباد سے

شائع ہوا ہے۔

(۲۶) اثر زبیری لکھنوی کا منظوم ترجمہ سحر البیان کے نام سے موسوم ہے صرف پارہ عم کا ترجمہ ۱۹۵۶ء/۱۳۷۵ھ میں چھپا ہے، بقیہ پارے غیر مطبوعہ ہیں۔

(۲۷) تہور علی شاہ کا پارہ عم کا ترجمہ غیر مطبوعہ ہے، یہ ترجمہ کتب خانہ امین منزل حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔

ترجمے کا نمونہ یہ ہے:-

"ہر طرح کی ستائش اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے، نہایت رحم والا بڑا مہربان، روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، ان کے راستے پر کہ جن پر فضل کیا، نہ ان کے راستے پر کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا نہ گمراہوں کے راستے پر"

۶ ترجمے [illegible] بحوالہ (قاموس الکتب اردو جلد اول ص ۱ تا ۷)

(۲۸-۳۰) ان ترجموں کے علاوہ متعدد ترجمے اور بھی ہیں مثلاً مولوی عبدالرحیم، سرور شاہ قادیانی اور منظوم تراجم میں شاہ شمس الدین کا منظوم ترجمہ "نظم البیان" ان ترجموں کے نام اگرچہ بعض کتب خانوں کی فہرستوں میں درج ملتے ہیں مگر ان میں سے کوئی ترجمہ راقم السطور کی نظر سے نہیں گذرا۔

(۳۱) غیر مسلموں میں متعدد پادریوں نے بھی اردو میں قرآن مجید کے ترجمے کئے ہیں۔ ان ترجموں میں ایک بڑی کمی یہ ہے کہ ان میں قرآن مجید کا متن نہیں ہے

1844 صرف ترجمہ ہے۔ چنانچہ ۱۸۴۴ء/۱۲۶۰ھ میں امریکی مشن کی جانب سے ایک ترجمہ کیا گیا ہے، اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں عیسائیت پر اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ یہ ترجمہ مطبع پیغام دہلی میں اسی زمانے میں چھپا ہے۔

1876 (۳۲) پادری عمادالدین نے بھی ۱۸۹۴ء/۱۳۱۲ھ میں امرتسر سے ایک ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس ترجمے کا دوسرا ایڈیشن رومن رسم الخط میں الہ آباد کے مشن پریس سے شائع ہوا ہے۔

1915 (۳۳) اسی طرح کا ایک اور ترجمہ پادری احمد شاہ نے ۱۹۱۵ء/۱۳۳۴ھ میں کانپور سے شائع کیا ہے۔

یہ تینوں ترجمے بھی راقم السطور کی نظر سے نہیں گذرے۔

"

فارسی زبان میں

قرآن کریم کی خدمت

تراجم و تفاسیر

قرآن کریم کے فارسی تراجم و تفاسیر

عربی زبان کو اسلام سے جو ایک نسبت خصوصی ہے وہ طبعی اور قدرتی ہے اس لئے عربی کو اصلاً اسلامی زبان ہونا ہی تھا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت عربی تھی، آپ پر وحی والہام کا نزول عربی میں ہوا، اسلام کی بنیادی تعلیمات عربی میں ہیں اسلامی زندگی کا نشوونما عرب ماحول میں ہوا اور اسلامی معاشرے کا آغاز وارتقاء عرب ہاتھوں کا مرہون منت ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن کی عمارت کا گوشہ گوشہ عربیت میں رچا اور بسا ہوا ہے اس لئے اسلامی لٹریچر کی اوریجنل حیثیت تو عربی زبان ہی سے وابستہ ہے لیکن اسلام کا قافلہ اپنی دعوت اور پیغام کو لے کر جب جغرافیائی حدود سے آگے بڑھتا ہوا ایران و ترکستان اور کابل و پنجاب تک پہونچا تو اس نے اپنی داعیانہ اور فاتحانہ حیثیت سے ہر ملک کی مقامی معیشت و معاشرت اور زبان و بیان کو بنیادی طور پر متاثر کیا چنانچہ کہیں تو داخلی اور خارجی پہلوؤں پر اس طرح اثر انداز ہوا کہ پورے ملک اور پوری قوم نے ازسرنو ایک نئی زندگی کا جامہ پہن کر سابقہ زندگی اور احوالِ ماضیہ سے اپنے اجتماعی رشتوں کو الگ کر لیا اور کہیں صرف زبان و بیان کو اس حد تک متاثر کیا کہ اس کا اپنا آب و رنگ باقی نہ رہا بلکہ اس پر اسلامی تہذیب کا رنگ غالب آگیا۔ اور کہیں اسلامی تہذیب غالب نہ ہو سکی تو کم از کم اس کی چھاپ

ضرور ہر اس قوم اور ملک میں باقی رہ گئی جہاں کبھی کسی طویل عرصے تک قافلۂ اسلام کو ٹھکنے اور رہنے کا موقع ملا ہو۔

اسلام کو اپنی زبان کے بعد سب سے پہلے جس دوسری زبان سے واسطہ پڑا وہ فارسی زبان تھی۔ فارسی زبان وسط ایشیا کے بڑے علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی اور جہاں جہاں فارسی کا حلقۂ اثر تھا وہاں وہاں اسلام بھی بتدریج پہونچتا رہا یہ اسلام کے علم برداروں کی پہلی یلغار تھی جس نے وسط ایشیا کے بیشتر حصے کو اپنی دعوت سے متاثر اور منقلب کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس علاقے کی زبان نے اپنے اصل مزاج کو ترک کر کے اسلامی مزاج کو قبول کر لیا اور فارسی، عربی کے بعد اسلام کی ثانوی زبان بن گئی۔ اگرچہ علمی زبان کی حیثیت سے ابتدائی صدیوں میں عربی ہی میں تصنیف و تالیف کا کام ہوتا رہا، اکثر فارسی النسل مصنفین و مولفین نے بھی زیادہ تر اپنی تحقیقات و تصنیفات کے لئے عربی زبان ہی کو وسیلہ بنایا مگر فارسی بہر حال جن لوگوں کی مادری زبان تھی ان کی لسانی ضروریات اور فکری و ذہنی تقاضوں نے اپنی زبان میں بھی اسلامی موضوعات پر بتدریج لٹریچر فراہم کرنا شروع کر دیا۔

اسلام کی بنیادی تعلیمات چونکہ قرآن کریم ہی پر مشتمل ہیں اس لئے فکر و ذہن کا سب سے پہلا تقاضہ یہ تھا کہ قرآن کریم کے مضامین تک رسائی کے لئے فارسی سے مدد لی جائے، اور یہ ایک طبعی اور عقلی ضرورت بھی تھی چنانچہ اس سلسلے میں تحقیق و تفحص کے بعد سب سے پہلی چیز تاریخی طور پر جو ملتی ہے وہ قرآن کریم کی سورہ فاتحہ کا وہ ترجمہ ہے جو حضرت سلمان فارسی رضی نے اپنے اہل زبان کیلئے اپنے قلم سے لکھ کر ایران والوں کو بھیجا تھا جس کے بارے میں صاحب مبسوط نے

یہ صراحت بھی کی ہے[1] کہ:-

"ایرانی سورۂ فاتحہ کے بجائے اس کے فارسی ترجمے کو نماز میں اس وقت تک پڑھتے رہے جب تک ان کی زبانیں عربی تلفظ سے مانوس نہ ہوگئیں۔"

تفسیر روح المعانی سے بھی سورہ فاتحہ کے اس فارسی ترجمے کی تائید ملتی ہے[2] اس سے ہمیں یہ اندازہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے کہ فارسی میں قرآنی تراجم کا آغاز کب سے ہوا، اگرچہ سورہ فاتحہ کا یہ ترجمہ ایک جزوی حیثیت رکھتا ہے اور آج ان حوالوں کے علاوہ کسی کتابی شکل میں وہ ترجمہ موجود بھی نہیں ہے لیکن اس سے فارسی ترجمہ و تفسیر کے تاریخی ارتقاء کا ایک نقطۂ آغاز ضرور مل جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک ایرانی النسل عالم موسیٰ بن سیار کا ذکر ملتا ہے جس کو عربی و فارسی ہر دو زبانوں پر یکساں قدرت تھی اور اپنے علم و فضل کے اعتبار سے حافظ نے اسے دنیا کے عجوبوں میں شمار کیا ہے، اس کے درس قرآن کا عالم یہ تھا کہ عربوں اور ایرانیوں کو ایک ہی مجلس میں درس دیتا، عربوں کو عربی میں اور ایرانیوں کو فارسی میں مطالب قرآن سمجھاتا[3]۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد اول میں درس قرآن کی شکل میں فارسی ترجمے کا رواج پڑ چکا تھا۔ اس کی تائید ابن قتیبہ کی تاویل مشکل القرآن سے ہوتی ہے جس میں انھوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ:-

---

[1] المبسوط للسرخسی جلد اول ص۳۷ [2] تفسیر روح المعانی جلد چہارم ص۳۰ [3] تاریخ الادب العربی ص۳۰

"جس طرح انجیل کو سریانی زبان سے رومی اور عبرانی زبانوں میں منتقل کیا گیا، یا جس طرح تورات و زبور کا ترجمہ کیا گیا اور دیگر الہامی کتابیں عربی میں منتقل کی گئیں اس طرح قرآن کریم کے الفاظ کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں کیونکہ لغت عرب کے الفاظ اپنے معنی و مفہوم میں جس وسعت کے حامل ہیں اس کی کسی دوسری زبان میں گنجائش نہیں ہے۔"

اس کے بعد ابن قتیبہ نے سورہ انفال و سورہ کہف کی دو آیتیں بطور مثال نقل کرکے اس بات کا چیلنج کیا ہے کہ کسی شخص میں یہ قدرت نہیں کہ ان آیات کے الفاظ کا ترجمہ کر سکے، وہ جو کچھ اس کے ترجمے کے طور پر بیان کریگا وہ الفاظ کا ترجمہ نہ ہوگا بلکہ معنی کا ترجمہ ہوگا۔[۱]

ابن قتیبہ کے بیان سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے ایک تو یہ کہ قرآن کریم کے فارسی ترجمے کی ضرورت تیسری صدی میں واضح ہو چکی تھی اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم پر یہ احساس غالب تھا کہ عربی کی وسعت و ہمہ گیری کے مقابلے میں فارسی زبان قرآن کریم کے ترجمے کی متحمل نہیں ہو سکتی اس سے یہ رائے بآسانی قائم کی جا سکتی ہے کہ ابتدائی صدیوں میں قرآن کریم کے درسی حلقے تو فارسی بولنے والوں میں قائم ہو چکے تھے مگر فارسی میں قرآن کریم کے کسی مستقل ترجمے کی طرف عام طور پر اہل علم کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، تاہم تیسری صدی، فارسی میں تفسیر و ترجمہ کی خدمت سے خالی نہیں رہی۔

---

[۱] تاویل مشکل القرآن ص۱۳ باب ذکر العرب وما خصّہم اللہ من العارضۃ والبیان واتساع المجاز۔

(۱) ترجمہ تفسیر ابو علی جبائی

ملک مظفر ابو صالح نے ابن جریر اور ابو علی جبائی کی تفسیر کا فارسی ترجمہ ۳۰۴ھ میں متعدد علماء کی ایک جماعت سے کرایا تھا۔ (۵۱)

(۲) ترجمہ تفسیر طبری

ابو بکر محمد بن فضل الامام نے یہ ترجمہ منصور بن نوح سامانی ۳۶۵ھ تا ۳۵۰ھ کے عہد میں کیا تھا، اس کا ایک قلمی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے، لیکن ابھی پچھلے دنوں تہران سے یہ ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ (۵۲)

اس لحاظ سے فارسی کے جو ترجمے اس وقت پائے جاتے ہیں ان میں تاریخی لحاظ سے اس ترجمے کو اولیت کا شرف حاصل ہے، یہ تیسری صدی کے اواخر سے چوتھی صدی کے وسط تک کا زمانہ ہے اگرچہ اس عہد کے اور اس سے قریبی عہد کے متعدد تراجم کی نشان دہی مستشرقین نے کی ہے

(۳) تفسیر تاج التراجم معروف بہ تفسیر اسفرائنی

اس کے مؤلف عماد الدین ابو المظفر شاہپور متوفی ۴۷۱ھ ہیں۔ یہ تفسیر چند

---

۵۱ تاریخ ادبیات ایران بحوالہ مضمون قاضی زاہد الحسینی صدق جدید نومبر ۱۹۶۳ء جلد ۱۳ شمارہ ۴۹۔ ۵۲ قاضی زاہد الحسینی صدق جدید جلد ۱۳ شمارہ ۴۹۔ قاضی زاہد الحسینی نے اس ترجمے کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ ترجمہ علماء کے ایک بورڈ کا کیا ہوا ہے لیکن رضا لائبریری کی فہرست میں یہ ترجمہ ابو بکر محمد بن فضل الامام کی جانب منسوب ہے البتہ یہ صراحت قاضی صاحب کے مضمون میں ہے کہ یہ ترجمہ تہران سے شائع ہو چکا ہے۔

اجزاء پر مشتمل ہے، ہر جز میں ایک دو سورت کا ترجمہ و تفسیر ہے، یہ تفسیر حال ہی میں طبع ہوئی ہے۔ اس کے قدیم مخطوطے تین مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں، ایک نسخہ پیرس میں، ایک فوٹو کاپی تہران یونیورسٹی میں اور اس کا اصل مخطوطہ مکتبۂ استنبول میں ہے اس تفسیر کے مختلف اجزاء ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف قرآن کریم کی تفسیر مکمل نہیں کر سکا، مختلف اوقات میں ایک ایک سورت کی تفسیر قلمبند کی جو اجزاء کی شکل میں باقی رہ گئی، یہ تفسیر بظاہر پانچویں صدی کے وسط میں لکھی گئی۔ تفسیر کا پورا نام "تاج التراجم فی تفسیر الاعاجم" ہے لیکن تفسیر اسفرائنی کے نام سے معروف ہے۔ یہ مصنف کے وطن کی طرف نسبت ہے۔ مصنف شافعی المسلک ہے۔ اس تفسیر کو فارسی کی اہم کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۴) کشف الاسرار وعدۃ الابرار

یہ دراصل ایک صوفی عالم خواجہ عبداللہ بن محمد اصبہانی الہروی کی تفسیر ہے جو اپنے متن کے لحاظ سے "تفسیر خواجہ عبداللہ انصاری" کے نام سے معروف ہے، خواجہ عبداللہ سلوک میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے فن سلوک میں ان کی ایک تصنیف منازل السائرین کے نام سے مشہور ہے، فن حدیث و تفسیر پر گہری نگاہ تھی، آپ کی وفات ۴۸۱ھ یا ۴۸۲ھ میں ہرات میں ہوئی تھی ایک قول کے مطابق ان کی تفسیر ۱۲۷ تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ آپ کی اس تفسیر کی شرح ابوالفضل رشید الدین المیبذی نے ۵۲۰ھ میں لکھی ہے جو مشہور ایرانی فاضل ڈاکٹر علی اصغر حکمت شیرازی نے

تہران یونیورسٹی کے زیر اہتمام دس جلدوں میں طبع کرائی ہے۔ ہر جلد تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے، گویا پوری تفسیر ۸ ہزار صفحات پر آئی ہے۔ سنہ ۱۳۷۸ھ (۱۹۵۸) میں پہلی بار یہ تفسیر چھپ کر سامنے آئی ہے۔ اپنے انداز کی نہایت مفصل اور جامع تفسیر ہے

(۵) موضح فی التفسیر

یہ شیخ الاسلام اسماعیل بن محمد القرشی الاصفہانی کی تفسیر ہے انھوں نے سنہ ۵۳۵ ہجر میں وفات پائی۔ انھوں نے عربی میں بھی "المعتمد فی التفسیر" کے نام سے دس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی ہے۔ یہ فارسی تفسیر "موضح التفسیر" ۳ جلدوں میں ہے جس کا حوالہ کشف الظنون ج ۲ ص ۵۷ میں چلپی نے دیا ہے لیکن اس کا کوئی نسخہ اس وقت موجود بھی ہے یا نہیں یہ بات تحقیق طلب ہے۔

(۶) البصائر فی التفسیر

ظہیر الدین ابوجعفر نیشاپوری کی تالیف ہے کئی جلدوں میں ہے، سنہ ۵۷۰ھ میں مؤلف تفسیر لکھ کر فارغ ہوا ہے۔

(۷) لطائف التفسیر

اس کے مؤلف امام بکر فضل رحمۃ اللہ علیہ متوفی سنہ ۶۴۰ھ ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے پاس تھا جو آپ نے مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کو دیدیا تھا۔ غالباً اب وہ اسی مدرسہ کی لائبریری میں ہے۔

اجزاء پر مشتمل ہے، ہر جز میں ایک دو سورت کا ترجمہ و تفسیر ہے، یہ تفسیر چار جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔ اس کے قدیم مخطوطے تین مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں، ایک نسخہ پیرس میں، ایک فوٹو کاپی تہران یونیورسٹی میں اور اس کا اصل مخطوطہ مکتبہ استنبول میں ہے اس تفسیر کے مختلف اجزاء ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف قرآن کریم کی تفسیر مکمل نہیں کر سکا، مختلف اوقات میں ایک ایک سورت کی تفسیر قلمبند کی جو اجزاء کی شکل میں باقی رہ گئی، یہ تفسیر بظاہر پانچویں صدی کے وسط میں لکھی گئی۔ تفسیر کا پورا نام "تاج التراجم فی تفسیر الاعاجم" ہے لیکن تفسیر اسفرائنی کے نام سے معروف ہے۔ یہ مصنف کے وطن کی طرف نسبت ہے۔ مصنف شافعی المسلک ہے۔ اس تفسیر کو فارسی کی اہم کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۴) کشف الاسرار و عدۃ الابرار

یہ دراصل ایک صوفی عالم خواجہ عبداللہ بن محمد اصبہانی الہروی کی تفسیر ہے جو اپنے متن کے لحاظ سے "تفسیر خواجہ عبداللہ انصاری" کے نام سے معروف ہے، خواجہ عبداللہ سلوک میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے فن سلوک میں ان کی ایک تصنیف منازل السائرین کے نام سے مشہور ہے، فن حدیث و تفسیر پر گہری نگاہ تھی، آپ کی وفات ۴۸۰ھ یا ۴۸۱ھ میں ہرات میں ہوئی تھی ایک قول کے مطابق ان کی تفسیر ۱۲۷ تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ آپ کی اس تفسیر کی شرح ابوالفضل رشید الدین المیبذی نے ۵۲۰ھ میں لکھی ہے جو مشہور ایرانی فاضل ڈاکٹر علی اصغر حکمت شیرازی نے

تہران یونیورسٹی کے زیر اہتمام دس جلدوں میں طبع کرائی ہے۔ ہر جلد تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے، گویا پوری تفسیر ۸ ہزار صفحات پر آئی ہے۔ پہلی بار ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں یہ تفسیر چھپ کر سامنے آئی ہے۔ اپنے انداز کی نہایت مفصل اور جامع تفسیر ہے

(۵) موضح فی التفسیر

یہ شیخ الاسلام اسمٰعیل بن محمد القرشی الاصفہانی کی تفسیر ہے انھوں نے ۵۳۵ھ میں وفات پائی۔ انھوں نے عربی میں بھی "المعتمد فی التفسیر" کے نام سے دس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی ہے۔ یہ فارسی تفسیر "موضح التفسیر" ۳ جلدوں میں ہے جس کا حوالہ کشف الظنون ج ۲ ص ۵۷ میں چلپی نے دیا ہے لیکن اس کا کوئی نسخہ اس وقت موجود بھی ہے یا نہیں یہ بات تحقیق طلب ہے۔

(۶) البصائر فی التفسیر

ظہیر الدین ابوجعفر نیشاپوری کی تالیف ہے کئی جلدوں میں ہے، ۵۷۱ھ میں مؤلف تفسیر لکھ کر فارغ ہوا ہے۔

(۷) لطائف التفسیر

اس کے مؤلف امام ابوبکر فضل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۰ھ ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے پاس تھا جو آپ نے مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کو دیدیا تھا۔ غالباً اب وہ اسی مدرسہ کی لائبریری میں ہے۔

اجزاء پر مشتمل ہے، ہر جز میں ایک دو سورت کا ترجمہ و تفسیر ہے، یہ تفسیر جلد ہی طبع ہونے والی ہے۔ اس کے قدیم مخطوطے تین مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں، ایک نسخہ پیرس میں، ایک فوٹو کاپی تہران یونیورسٹی میں اور اس کا اصل مخطوطہ مکتبۂ استنبول میں ہے اس تفسیر کے مختلف اجزاء ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف قرآن کریم کی تفسیر مکمل نہیں کر سکا، مختلف اوقات میں ایک ایک سورت کی تفسیر قلمبند کی جو اجزاء کی شکل میں باقی رہ گئی۔ یہ تفسیر بظاہر پانچویں صدی کے وسط میں لکھی گئی۔ تفسیر کا پورا نام "تاج التراجم فی تفسیر الاعاجم" ہے لیکن تفسیر اسفرائنی کے نام سے معروف ہے۔ یہ مصنف کے وطن کی طرف نسبت ہے۔ مصنف شافعی المسلک ہے۔ اس تفسیر کو فارسی کی اہم کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۴) کشف الاسرار وعدۃ الابرار

یہ دراصل ایک صوفی عالم خواجہ عبداللہ بن محمد اصبہانی الہروی کی تفسیر ہے جو اپنے متن کے لحاظ سے "تفسیر خواجہ عبداللہ انصاری" کے نام سے معروف ہے، خواجہ عبداللہ سلوک میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے فن سلوک میں ان کی ایک تصنیف منازل السائرین کے نام سے مشہور ہے، فن حدیث و تفسیر پر گہری نگاہ تھی، آپ کی وفات ۴۸۱ھ یا ۴۸۲ھ میں ہرات میں ہوئی تھی۔ ایک قول کے مطابق ان کی تفسیر ۱۲۷ تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ آپ کی اس تفسیر کی شرح ابوالفضل رشید الدین المیبذی نے ۵۲۰ھ میں لکھی ہے جو مشہور ایرانی فاضل ڈاکٹر علی اصغر حکمت شیرازی نے

تہران یونیورسٹی کے زیر اہتمام دس جلدوں میں طبع کرائی ہے۔ ہر جلد تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے، گویا پوری تفسیر ۸ ہزار صفحات پر آئی ہے، ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں پہلی بار یہ تفسیر چھپ کر سامنے آئی ہے۔ اپنے انداز کی نہایت مفصل اور جامع تفسیر ہے

(۵) موضح فی التفسیر

یہ شیخ الاسلام اسماعیل بن محمد القرشی الاصفہانی کی تفسیر ہے انھوں نے ۵۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ انھوں نے عربی میں بھی "المعتمد فی التفسیر" کے نام سے دس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی ہے۔ یہ فارسی تفسیر "موضح التفسیر" ۳ جلدوں میں ہے جس کا حوالہ کشف الظنون ج ۲ ص ۵۷ میں چلپی نے دیا ہے لیکن اس کا کوئی نسخہ اس وقت موجود بھی ہے یا نہیں یہ بات تحقیق طلب ہے۔

(۶) البصائر فی التفسیر

ظہیر الدین ابو جعفر نیشاپوری کی تالیف ہے کئی جلدوں میں ہے، ۵۷۰ھ میں مؤلف تفسیر لکھ کر فارغ ہوا ہے۔

(۷) لطائف التفسیر

اس کے مؤلف امام بکر فضل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۴۰ھ ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے پاس تھا جو آپ نے مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کو دیدیا تھا۔ غالباً اب وہ اسی مدرسہ کی لائبریری میں ہے۔

(۸) مشکلات القرآن

یہ الفضل جیش ابراہیم متوفی ۶۲۹ھ کی تفسیر ہے

(۹) ترجمۂ قرآن

احمد بن علی محمد کاتب کے قلم کا لکھا ہوا ہے جو ۸۳۰ھ میں لکھا گیا۔ یہ بات کہنا مشکل ہے کہ احمد بن علی محمد نے خود یہ ترجمہ کیا ہے یا وہ اس ترجمے کا ناقل اور کاتب ہے، کیونکہ احمد بن علی محمد کے ساتھ لفظ کاتب کے جوڑ نے اس کی گنجائش پیدا کر دی کہ وہ ناقل بھی ہو سکتا ہے اور اصل مترجم بھی، اس کا ایک مخطوطہ استنبول میں موجود ہے۔

(۱۰) ترجمہ مخدوم جہانیان جہاں گشت رح

اس ترجمے کی حیثیت صرف زبانی روایتوں سے متعین ہوئی ہے کوئی کتابی سند اب تک اس بات کی نہیں ملی کہ حضرت مخدوم رح نے قرآن کریم کا کوئی ترجمہ بھی کیا تھا۔ بہر حال یہ زبانی روایت بھی اس دور کے ایک محقق اور علم دوست کے ذریعے ہم تک پہونچی ہے۔ اس ترجمے کا ذکر جناب محمد ایوب قادری صاحب نے "مخدوم جہانیاں جہاں گشت" نامی تالیف میں کیا ہے کہ یہ ترجمۂ قرآن ایک قدیم بزرگ شاہ محمد ابراہیم مرادآبادی المتوفی ۱۰۸۱ھ کے سلسلۂ نسب میں مولوی احسان الحق صاحب

سلہ از قاضی محمد زاہد الحسینی۔ صدق جہ ۱۳ شمارہ ۴۹

کے پاس ہے۔ اس ترجمے پر نہ کوئی سن تالیف درج ہے نہ سن کتابت البتہ احسان صاحب کی خاندانی روایت یہ منقول چلی آرہی ہے کہ یہ مخدوم جہانیان جہاں گشت کے قلم کا لکھا ہوا ترجمۂ قرآن ہے۔ لیکن خود یہ قرآن کریم ناقص الاطراف ہے، اول و آخر کے کئی پارے غائب ہیں۔ درمیان کے بھی بعض پارے نامکمل رہ گئے ہیں۔ آخری پارے کا کچھ ترجمہ موجود ہے اور کچھ حصہ ترجمہ سے رہ گیا۔ کہیں کہیں ترجمے کے علاوہ مجمل سی تفسیر بھی ہے۔ ترجمہ سرخ روشنائی سے اور متن قرآن سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ کاغذ اور رسم الخط سے یہ اندازہ یقیناً ہوتا ہے کہ یہ آٹھویں صدی ہجری کا مخطوطہ ہے۔ اس اندازے کے پیش نظر حضرت مخدوم رح کی جانب اس ترجمہ کی نسبت صحیح ہو سکتی ہے اگرچہ محقق نہیں ہو سکی، کیونکہ مخدوم جہانیاں رح کی وفات ۷۸۵ھ کے بالکل آخری حصے میں ہوئی ہے۔ اور غالباً ترجمے کا کام آخری عمر میں شروع کرنے کے باعث ناتمام رہ گیا۔

(کتاب مخدوم جہانیان جہاں گشت رح از ایوب قادری صاحب[۱۱۱] بحوالہ الرحیم ماہ مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۱) کشف الاسرار وعدۃ الابرار

سعدالدین تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ مشہور فاضل کی تالیف ہے نواب صدیق حسن خاں نے بھی "اکسیر فی اصول التفسیر" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ فارسی میں اس نام کی متعدد تفسیریں ہیں۔ خواجہ عبداللہ انصاری رح کی تفسیر کا بھی یہی نام[۱] ہے۔

[۱] قاضی زاہد الحسینی نے اپنے "تذکرۃ المفسرین" میں خواجہ عبداللہ انصاری کی تفسیر کا نام کشف الاسرار وعدۃ الابرار" بتلایا ہے یہ سبقت قلمی ہے خود تفسیر کی لوح پر کشف الاسرار وعدۃ الابرار درج ہے۔

(۸) مشکلات القرآن

یہ الفضل حبیش ابراہیم متوفی ۶۲۹ھ کی تفسیر ہے

(۹) ترجمۂ قرآن

احمد بن علی محمد کاتب کے قلم کا لکھا ہوا ہے جو ۸۷۳ھ میں لکھا گیا۔ یہ بات کہنا مشکل ہے کہ احمد بن علی محمد نے خود یہ ترجمہ کیا ہے یا وہ اس ترجمے کا ناقل اور کاتب ہے، کیونکہ احمد بن علی محمد کے ساتھ لفظ کاتب کے جوڑ، نے اس کی گنجایش پیدا کردی کہ وہ ناقل بھی ہو سکتا ہے اور اصل مترجم بھی، اس کا ایک مخطوطہ استنبول میں موجود ہے۔

(۱۰) ترجمہ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

اس ترجمے کی حیثیت صرف زبانی روایتوں سے متعین ہوئی ہے کوئی کتابی سند اب تک اس بات کی نہیں ملی کہ حضرت مخدومؒ نے قرآن کریم کا کوئی ترجمہ بھی کیا تھا۔ بہر حال یہ زبانی روایت بھی اس دور کے ایک محقق اور علم دوست کے ذریعے ہم تک پہونچی ہے۔ اس ترجمے کا ذکر جناب محمد ایوب قادری صاحب نے "مخدوم جہانیاں جہاں گشت" نامی تالیف میں کیا ہے کہ یہ ترجمۂ قرآن ایک قدیم بزرگ شاہ محمد ابراہیم مراد آبادی المتوفی ۱۱۸۰ھ کے سلسلۂ نسب میں مولوی احسان الحق صاحب

لہ از قاضی محمد زاہد الحسینی۔ صدق ج ۱۳ شمارہ ۴۹

کے پاس ہے۔ اس ترجمے پر نہ کوئی سن تالیف درج ہے نہ سن کتابت البتہ احسان صاحب
کی خاندانی روایت یہ منقول چلی آرہی ہے کہ یہ مخدوم جہانیان جہاں گشت کے قلم کا
لکھا ہوا ترجمۂ قرآن ہے۔ لیکن خود یہ قرآن کریم ناقص الاطراف ہے، اول و آخر
کے کئی پارے غائب ہیں۔ درمیان کے بھی بعض پارے نامکمل رہ گئے ہیں۔ آخری
پارے کا کچھ ترجمہ موجود ہے اور کچھ حصہ ترجمہ سے رہ گیا۔ کہیں کہیں ترجمے کے

علاوہ مجمل سی تفسیر بھی ہے۔ ترجمہ سرخ روشنائی سے اور متن قرآن سیاہ روشنائی
سے لکھا گیا ہے۔ کاغذ اور رسم الخط سے یہ اندازہ یقیناً ہوتا ہے کہ یہ آٹھویں صدی
ہجری کا مخطوطہ ہے۔ اس اندازے کے پیش نظر حضرت مخدومؒ کی جانب اس
ترجمہ کی نسبت صحیح ہو سکتی ہے اگرچہ محقق نہیں ہو سکی، کیونکہ مخدوم جہانیاںؒ
کی وفات ۷۸۵ھ کے بالکل آخری حصے میں ہوئی ہے۔ اور غالباً ترجمے کا کام
آخری عمر میں شروع کرنے کے باعث ناتمام رہ گیا۔
(کتاب مخدوم جہانیان جہاں گشت مترجمہ ایوب قادری صاحب بحوالہ الرحیم ماہ مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۱) کشف الاسرار و عدة الابرار

سعد الدین تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ مشہور فاضل کی تالیف ہے نواب صدیق
حسن خاں نے بھی "اکسیر فی اصول التفسیر" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ فارسی میں اس
نام کی متعدد تفسیریں ہیں۔ خواجہ عبداللہ انصاریؒ کی تفسیر کا بھی یہ ہی نام[۱] ہے۔

[۱] قاضی زاہد الحسینی نے اپنے "تذکرۃ المفسرین" میں خواجہ عبداللہ انصاری کی تفسیر کا نام کشف الاسرار وعدة الابرار" بتلایا ہے یہ سبقت قلمی ہے خود تفسیر کی لوح پر کشف الاسرار و عدة الابرار درج ہے۔

(۱۲) ترجمہ سید شریف جرجانیؒ

یہ ترجمہ بھی اس اعتبار سے اپنے اندر ایک ندرت رکھتا ہے کہ یہ جتنا معروف ہے اتنی ہی اس کی نسبت بھی غلط مشہور ہوگئی ہے۔ عام طور پر لوگ اس کو شیخ سعدیؒ کا ترجمہ جانتے ہیں کیونکہ چھاپنے والوں نے اسی نام سے اس کو چھاپ بھی دیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ شیخ سعدی کا کوئی ترجمۂ قرآن موجود نہیں ہے۔ یہ اصلاً سید شریف جرجانی کا ترجمہ ہے جن کی وفات ۸۱۶ھ میں ہوئی ہے جبکہ شیخ سعدیؒ ان سے سوا سو برس پہلے وفات پا چکے تھے[1]۔ یہ ترجمہ مطبوعہ ہے اور بعض ناشرین نے اس ترجمے کو شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ترجمے "فتح الرحمان" کے ساتھ چھاپا ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ:-

جمیع ستائش مر خدا را کہ پروردگار عالمیان است بخشائندہ مہربان خداوند روز جزا۔ ترا می پرستیم و از تو یاری می خواہیم، راہ نما ما را راہ راست، راہ آں کسانے کہ انعام کردۂ بر ایشاں، نہ راہ آں کسانے کہ خشم گرفتہ بر ایں ہا و نہ راہ گمراہاں۔

(۱۳) تفسیر بحر مواج

مولانا شہاب الدین دولت آبادی المتوفی ۸۴۹ھ کی تالیف ہے اور سلطان ابراہیم شرقی کے عہد میں یہ تفسیر لکھی گئی[2]۔

---

[1] البیان مقدمہ تفسیر حقانی ص۔ الرحیم مارچ ۱۹۶۵ء ص۳۱ [illegible] کے مقالہ نگار کو [illegible]

[2] [illegible]

(۱۴) تفسیر شیخ علاء الدینؒ

یہ شیخ علاء الدین علی بن محمد الشاہرودی البسطامی العمری البکری کی فارسی تفسیر ہے جو سلطان محمد خاں فرمانروائے ترکیہ کے حکم سے لکھی گئی۔ صاحب کشف الظنون نے سن تالیف ۸۶۳ھ لکھا ہے اور مصنف کی وفات ۸۷۵ھ میں ہوئی ہے۔ چلپی نے اس تفسیر کی آخری جلد کا جو آخری پارے پر مشتمل تھی مطالعہ کیا ہے۔

(۱۵) تفسیر نور النبی

یہ خواجہ حسین ناگوری ۹۰۱ھ کی تالیف ہے ہر پارہ کی الگ الگ تفسیر لکھی ہے اور دوسری تفاسیر کے معانی و مطالب کو جمع کر دیا ہے اور نہایت سہل انداز بیان [۱۵] ہے۔

(۱۶) تفسیر حسینی

ملا حسین بن علی واعظ کاشفی المتوفی ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء کی مشہور و متداول تفسیر ہے

(حاشیہ متعلقہ ص۸۸) اس تفسیر کے مصنف کے نام اور سن وفات میں سہو ہوا ہے انھوں نے .... نام علامہ شمس الدین اور سن وفات ۸۴۵ھ لکھا ہے حالانکہ شمس الدین مؤلف کے باپ کا نام ہے اور مؤلف قاضی شہاب الدین دولت آبادی ہیں جن کا سن وفات ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱۵] اخبار الاخیار ص۱۸۱

جس کو وسط ایشیا میں مدتوں قبولِ عام حاصل رہا ہے۔ اردو میں بھی اس کا ترجمہ تفسیرِ قادری کے نام سے خاصا مقبول ہے۔

(۱۷) جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر

یہ ملا حسین واعظ کاشفی متوفی سنہ ۹۱۰ھ صاحب تفسیر حسینی کی دوسری تفسیر ہے یہ اصل تفسیر حسینی کا خلاصہ ہے، اس کا ایک نسخہ آصفیہ لائبریری میں فنِ تفسیر کے ۵۱۱ پر موجود ہے۔ پہلے پارہ سے پانچویں پارہ کے ابتدائی حصہ تک اس میں تفسیر ہے ۱۰۶۷ھ کی مکتوبہ ہے۔ کاتب کا نام حافظ اللہ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مصنف کا ذہن شیعیت کی طرف مائل تھا۔ اس تفسیر کا ترجمہ ترکی میں بھی ہو چکا ہے۔

(۱۸) ایک قلمی ترجمہ

اس کا مخطوطہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانے میں فنِ تفسیر ۲۱۲/۳۳۶ پر درج ہے یہ جہازی سائز کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے، متنِ قرآن جلی قلم بخطِ نسخ سیاہ روشنائی سے اور درمیان میں خط کشید کر کے سرخ روشنائی سے بخطِ نستعلیق فارسی ترجمہ دیا ہے۔ آغاز و اختتام پر مترجم کی حیثیت سے کوئی وضاحت نہیں ہے۔ آخری صفحہ البتہ بعد میں کسی دوسرے شخص نے لکھ کر شامل کر دیا ہے جس میں صرف سورۂ والناس اور اس کا ترجمہ ہے، بقیہ قرآن اور اس ورق کی کتابت و کاغذ اور طرزِ کتابت میں بیّن فرق محسوس ہوتا ہے۔ آخر میں دعائیہ کلمات پر مشتمل

عربی عبارت نقل کی ہے۔ اور اس عبارت کا ترجمہ کرنے کے بجائے اس کے بین السطور میں کاتبِ قرآن کا نام اور سن دیا ہے۔ پھر آخری سطر میں بخطِ نسخ سیاہ روشنائی سے دوبارہ کاتب کا نام لکھا ہے لیکن اوپر اور نیچے کی عبارت میں ایک بین فرق ہے۔ اوپر تو لکھا ہے کہ "یہ کلام پاک عبدالرضا ابن مرحوم حاجی غلام محمد مازندرانی نے ماہ رجب سنہ ۹۸۵ھ میں لکھا ہے"۔ اور نیچے کی سطر میں یہ عبارت ہے: "بید اقل عباد عبدالرضا ابن حاجی جواد بر اغ فی شہر رجب المرجب سنہ ۹۸۳ھ"

یہ ترجمہ موجودہ فارسی تراجم سے بالکل مختلف ہے۔ مترجم نے بسم اللہ کا ترجمہ متعدد مقامات پر مختلف انداز میں کیا ہے۔ مثلاً سورۂ فاتحہ پر بسم اللہ لکھنے کے بعد اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

"ابتدا می کنم بنامِ خدا بسیار بخشائندہ، در دنیا نیک بخت و در آیندہ آخرت۔"

دوسرے مقامات پر بسم اللہ کے مختلف ترجمے ہیں اگرچہ کہیں کہیں محض جزوی فرق ہے۔ مثلاً

۲۔ بنام بسیار بخشائندہ مہربان

۳۔ بنام خدا بخشائندۂ منعم خلائق مہربان

۴۔ بنام خدائے منعم خلق در دنیا و محسنِ مومناں در آخرت

۵۔ بنام خدا بخشندۂ مہربان است

۶۔ بنامِ خدا بخشائندہ مہربان

۷۔ بنام خداوند بخشندہ مہربان

نمونہ ترجمہ سورۂ فاتحہ

"جمیع محامد و ہمہ شکر ہا مر خدائے راست کہ پروردگار جمیع مخلوقات است
بخشائندہ است بعامۂ خلق، بخشائندہ است از خصوص مؤمنین۔
خداوند روزِ جزا و قادر بر اقامتِ آں ست، ترا عبادت می کنم و بس
و خاص از تو یاری می خواہم، بنما مارا راہِ راست راہ آنانکہ تو انعام
کردۂ برایشاں، نہ راہ آں کسانے کہ خشم گرفتہ برایشاں و نہ را ہ
گمراہاں مثل نصاریٰ و یہود۔"

یقیناً یہ فارسی کا ایک نو دریافت ترجمہ ہے جو دسویں صدی ہجری کے وسط میں کیا گیا ہے۔ قرینہ یہی ہے کہ یہ ترجمہ عبدالرضا ابن حاجی غلام محمد مازندرانی نے مراغہ شہر میں کیا ہے جو مملکت روس میں آجکل شامل ہے۔ اور وسط ایشیا کا مشہور علاقہ ہے۔ سنہ ۹۴۵ھ (1538) میں مترجم اسے لکھ کر فارغ ہوا۔ اس کے بعد قریبی زمانے میں آخری ورق کسی طرح ضائع ہو گیا تو پھر ایک اور شخص نے جو مترجم کا ہمنام تھا اور مراغہ میں سکونت پذیر تھا وہ آخری ورق نقل کر کے اس میں اپنی کتابت کی تاریخ سنہ ۹۴۲ھ درج کر دی، اصل مترجم و کاتب عبدالرضا بن غلام محمد مازندرانی ہے اور ورق ایزاد کرنے والا شخص عبدالرضا ابن محمد جواد ہے۔ مخطوطہ پر اتفاق سے جو چٹ لگی ہے اور فہرست میں جو اندراج ہے وہ یہ ہے کہ یہ قرآن پاک عبدالرضا ابن محمد جواد نے سنہ ۹۴۲ھ میں لکھا ہے۔ حالانکہ اس کی کتابت سنہ ۹۴۵ھ میں ہوئی ہے اور اصل کاتب عبدالرضا ابن غلام محمد مازندرانی ہے، غالباً اس تضاد کی جانب کسی کی نظر نہیں گئی۔ بہر حال اس مخطوطہ سے ایک نئے فارسی ترجمے کا اضافہ ہو جاتا ہے جس سے اب تک اہلِ علم بے خبر تھے۔

(۱۹) تفسیر اکبری

دربار اکبری کے نورتنوں میں سے ایک مشہور فاضل ابوالفضل ابن مبارک ناگوری المتوفی ۱۰۱۱ھ/۱۶۰۲ء نے قرآن پاک کی مشہور آیت آیت الکرسی کی تفسیر لکھی۔ یہ نام مادۂ تاریخ بھی ہے جس سے ۹۸۳ھ کے اعداد نکلتے ہیں۔ یہ تفسیر ابوالفضل نے اکبر کے دربار میں پیش کر کے انعام شاہی حاصل کیا تھا

(۲۰) ترجمہ نوح ہالائی سندھی

المتوفی ۹۹۸ھ۔ یہ ترجمہ برصغیر کے ترجموں میں سب سے قدیم ترجمہ ہے جو اس وقت ملتا ہے، اس ترجمے کا سب سے پہلا پارہ حیدرآباد یونیورسٹی سے شائع ہونے والا تھا۔ ممکن ہے اب تک شائع ہو چکا ہو۔ یہ کام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب پروفیسر حیدرآباد کے زیر اہتمام ہو رہا ہے۔ غالباً برصغیر کا یہ سب سے پہلا فارسی ترجمہ ہے۔

(۲۱) تفسیر شیخ یعقوب صرفی کشمیری

المتوفی ۱۰۰۳ھ/۱۵۹۵ء وادی کشمیر کے صاحب دل لوگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، حدیث میں شیخ ابن حجر مکی الہیثمی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ اپنے وقت میں دنیائے اسلام کے تمام مشہور مشائخ سے مستفیض ہوئے، صاحب تصنیف ہیں۔ ملا بدایونی کے معاصر تھے اور ان سے مراسلت رکھتے تھے، قرآن پاک کی تفسیر لکھنے کا ارادہ

کیا مگر تمام نہ کر سکے، یہ تفسیر نا تمام رہ گئی۔ (نزہتہ الخواطر ج ۴ ص۲۹۲)

(۲۲) تفسیر حدائق الحقائق فی کشف اسرار الدقائق

ملا معین الدین المعروف بہ ملا مسکین ہروی کی تالیف ہے۔ اس کا ایک حصہ جو سورۂ یوسف کی تفسیر پر مشتمل ہے اور ۱۰۰۹ھ کا مکتوبہ ہے

(۲۳) تفسیر معینی

مولوی عبداللہ بن اسمٰعیل مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل نے صراحت کی ہے کہ ڈابھیل کے نواح میں انھوں نے اس تفسیر کا کوئی دیمک خوردہ مخطوطہ دیکھا ہے جو پوری طرح قابل استفادہ تو نہیں رہا مگر کچھ پارے اچھی حالت میں ہیں جس کے مقدمے میں اس کے نام کی صراحت ہے کہ:۔

"و اتفاق ختم آں در بست و ہفتم شہر محرم الحرام سنہ ہزار و ہفتاد
بود بوضوح پیوست موجب تسمیۂ ایں مؤلف باسم شرح القرآن
معینی ایں بود کہ مذکور امر غیبی و الہام لاریبی دریں امر جہد نمودہ شد"

اس کے بارہ میں قاضی زاہد الحسینی کا یہ اندازہ ہے کہ یہ خواجہ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی ۱۰۸۵ھ کی لکھی ہوئی ہے مگر یہ بات محتاج تحقیق ہے کیونکہ خواجہ معین الدین کی کوئی تفسیر ان کے تذکرے میں نہیں ملتی، اتنا ضرور متعین ہے کہ یہ مولانا معین الدین کی تفسیر ہے مگر یہ معین الدین کون سے ہیں یہ بات تحقیق طلب ہے۔

(۲۴) تفسیر نظامی

یہ شیخ نظام الدین تھانیسری ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء کی تالیف ہے۔ شیخ نظام الدینؒ

علوم ظاہری و باطنی کے فاضل اور شیخ جلال الدین تھانیسری کے خلیفہ تھے، جلا وطنی کی حالت میں بلخ میں انتقال ہوا، یہ تفسیر اپنی نوعیت میں محتاج تحقیق ہے کہ آیا کسی جزو قرآن کی تفسیر تھی یا مکمل قرآن کی۔ (حدائق الحنفیہ ص۴۰۳)

(۲۵) تفسیر خلاصۃ المنہج

سورۂ مریم سے سورۂ والناس تک کی تفسیر ایک جلد میں ہے اس کی ابتدائی جلد کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا۔ یہ سنہری روشنائی سے لکھی گئی ہے عبد اللہ بر سپوری اس کے کاتب ہیں اور ۱۰۲۹ھ میں کتابت ہے، اس تفسیر کا اصل مصنف کون ہے یہ بات اس کے ابتدائی حصہ کی بازیابی پر موقوف ہے۔

(۲۶) تفسیر آیات الاحکام (تفسیر شاہی)

یہ علامہ ابو الفتح حسینی نے شاہ طہماسپ فرمانروائے ایران کی فرمائش پر لکھی تھی۔ ان آیات کی تفسیر ہے جن میں حرام و حلال کے متعلق احکام ہیں۔ اس کا مخطوطہ آصفیہ لائبریری میں موجود ہے جو فن تفسیر کے ۲۵۱ پر درج ہے ۱۰۴۵ھ کا مکتوبہ ہے اور کاتب محمد حسین بن حسن نامی ہے صفحات کی تعداد ۴۴۴ ہے۔

(۲۷) ایک شیعی ترجمہ

جس کا کاتب علی رضا نامی ایک شخص ہے اور ۱۰۸۲ھ کی کتابت ہے اور یہ بھی غالباً گیارہویں صدی کے کسی شیعی عالم کا ترجمہ ہے۔

(۲۹) مخطوطہ ۱۰۸۵ھ

یہ حمائل شریف کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں فہرست مخطوطات فارسی ۵۴ پر درج ہے سائز ۱۸×۲۲ کتابت اور آرٹ کا بہت اچھا نمونہ ہے، حوض میں متن قرآن ہے حواشی پر تفسیر حسینی چڑھی ہوئی ہے۔ اس مخطوطے کی کتابت ۱۰۸۵ھ میں ہوئی جبکہ مفسر کی وفات ۹۱۰ھ میں ہوئی۔ گویا مفسر کی وفات کے ایک سو ۱۷۵ پچھتر سال بعد اس نسخہ کی کتابت ہوئی ہے۔ کاتب ملا یعقوب عنایت خلف غباری ملتان کا باشندہ ہے۔ روشنائی سرخ وسیاہ استعمال کی گئی ہے جدولیں مطلا اور منقش بنائی گئی ہیں۔

تفسیر کے علاوہ متن قرآن کے ساتھ ساتھ بین السطور ترجمہ بھی ہے جو کسی نامعلوم مترجم کا ہے۔ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ یہ ہے:۔

"بنام اللہ بخشندہ مہربان
جمیع ستائش مر آکہ را کہ رب جہانیان ست، بخشندۂ مہربان بادشاہ
روز جزا، ترا بندگی کنم واز تو مدد خواہم، بنمائے مارا راہ پایندہ
راہ آنانکہ انعام کردی تو بر[1] جز آنانکہ غضب کردہ شد نہ
بر کفار نہ گمراہاں"

یہ مخطوطہ شیخ عبدالقیوم ولد خواجہ عبدالعزیز بن خواجہ فتح اللہ ملتانی نے ملا یعقوب عنایت خاں غباری سے اپنے لئے کتابت کرایا ہے

[1] غالباً یہاں "بر" کے بعد لفظ "آنہا" چھوٹ گیا ہے لیکن اصل میں اسی طرح درج ہے

(۲۹) عہد اورنگزیب عالمگیر کا ایک فارسی ترجمہ و تفسیر

جس کا آغاز حسن ابدال میں ہوا اور دکن میں اختتام ہوا، اس کے ابتدائی صفحے پر عالمگیر اور سید علی خاں جواہر رقم کی مہریں ہیں۔ ان مہروں پر بالترتیب ۱۰۸۶ھ اور ۱۰۹۰ھ کندہ ہے۔ اس ترجمے و تفسیر کا اب صرف ایک جز باقی رہ گیا ہے جس میں سورۂ یونس سے سورۂ عنکبوت تک دس پاروں کی تفسیر و ترجمہ ہے باقی حصہ زمانے کی نذر ہو گیا۔ بڑے سائز پر ہے اور ترجمہ بین السطور ہے، مترجم کا نام تحقیق طلب ہے، ناقص ہو جانے کی وجہ سے مؤلف کا نام دریافت نہیں ہو سکا[1]۔

(۳۰) تفسیر زاہدی

یہ تفسیر ۱۱۰۱ھ کی ہے، اس کا ذکر نواب صدیق حسن خاں اور سید سلیمان ندوی جیسے اہل علم نے بھی کیا ہے، ایک نے اس کی مقبولیت کا حال بیان کیا ہے، دوسرے نے علمی حیثیت سے اس تفسیر کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ یہ تفسیر چند جلدوں میں ہے سید سلیمان ندوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں یہ تفسیر کافی مقبول و متداول رہی ہے[2]۔

(۳۱) تفسیر سید محمد ابوالمجد محبوب عالم

یہ گیارہویں صدی کے احمد آباد کے مشہور بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں

---

[1] ہفتہ وار صدق لکھنؤ ۸ ر نومبر۔ جلد ۱۳ شمارہ ۴۹ [2] ماہنامہ الرحیم مارچ ۱۹۶۶ء ص ۴۱

کثیر التعداد کتب کے مصنف ہیں، قرآن کریم کی دو تفسیریں عربی اور فارسی میں الگ الگ لکھیں فارسی کی تفسیر اہل بیت کی روایت پر مشتمل ہے اور عربی کی تفسیر جلالین کے طرز پر مرتب کی ہے، مصنف کا انتقال ۱۱۱۱ھ میں ہوا

(تذکرہ علماء ہند ص ۲۷ مصنفہ ایوب قادری)

(۳۱) تفسیر امینی

از محمد امین الدین الصدیقی۔ مصنف نے اورنگ زیب عالمگیرؒ کی فرمائش پر یہ تفسیر لکھی۔ یہ اگرچہ تفسیر کے نام سے معروف ہے مگر نہایت مختصر تفسیر ہے جلالین کے طرز پر لکھی گئی ہے، مصنفؒ کے پیش نظر دوسری تفسیروں کے علاوہ خاص طور پر تفسیر حسینی رہی ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ آصفیہ لائبریری کے فن تفسیر ۱۶۵ پر درج ہے ۵۶۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کے کاتب اور سن کتابت کی کوئی صراحت نہیں بظاہر یہ گیارہویں صدی کے اوائل میں لکھی گئی۔

(۳۲) تفسیر موئد الرحمٰن

یہ تفسیر مولوی محمد بن حسین جمال الدین محقق خونساری کی تالیف ہے جو انھوں نے شہنشاہ ایران نادر شاہ افشار کے حکم سے لکھی ہے، مختصر انداز کی تفسیر ہے جو انیسویں صدی کے وسط میں بمبئی کے مشہور ایرانی تاجر مرزا محمد شیرازی ملک الکتاب نے شائع کی ہے۔ یہ ۴۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حوض کے اندر ترجمہ ہے اور حاشیہ پر متن قرآن ہے اور آیات پر نمبر موجود ہیں۔ ترجمے میں بھی نمبروں کا

حوالہ دیا گیا ہے۔ ترجمہ سورۂ فاتحہ کا نمونہ یہ ہے:-

"ہر ثنائے مر خدائے را کہ پروردگار عالمیان ست۔ ۲۔ بخشائندہ مہربان ۳ صاحب روز جزا ۴ ترا می پرستیم واز تو یاری می جوییم ۵ بنمائے ما را راہ راست ۶ راہ کسانے کہ انعام کردہ بر ایشاں نہ راہ خشم کردہ شد بر ایشاں و نہ راہ گمراہاں"

(۳۴) تفسیر سورۂ والضحیٰ (روح الارواح)

از قاضی محمد علی قادری احمد آبادی۔ سن تالیف ۱۱۳۰ھ ہے۔ اس کا قلمی نسخہ آصفیہ لائبریری میں فن تفسیر کے ۱۳۰/۵ پر محفوظ ہے۔ اس قلمی نسخہ پر کاتب کا نام درج نہیں۔ سن کتابت ۱۱۳۰ھ ہے، اس لئے غالب گمان یہ ہے کہ یہ خود مؤلف کے قلم کا ہو گا۔

(۳۵) شاہ ولی اللہ صاحب کا ترجمہ تفسیر فتح الرحمٰن

ہندوستان میں یہ پہلا فارسی ترجمہ ہے۔ عوامی حلقوں میں ترجمۂ قرآن کی طرف یہ پہلا جرأت آمیز قدم تھا جو اٹھایا گیا۔ اس سے قبل ترجمے کے بارے میں عوام تو عوام خواص تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ یہ بدعت فی الدین ہے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ جیسی حکمت طراز اور صاحب بصیرت شخصیت نے وقت کی اس اہم ضرورت کا احساس کیا اور قرآن پاک کا فارسی ترجمہ "فتح الرحمٰن" کے نام سے ۱۱۵۰ھ میں مرتب فرمایا۔ کم فہموں نے حقیقت ناشناسی اور صورت
1737

پرستی کے مرض میں مبتلا ہونے کی بنا پر قرآن کریم کی اس عظیم خدمت کو "احداث فی الدین" قرار دے کر شاہ صاحبؒ کے خلاف ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ تاہم شاہ صاحب رحمہ اللہ صاحبِ استقامت حضرات کی صف اول میں تھے انھوں نے جس جذبے، جس نیت، جس ضرورت اور جس داعیہ کی بنا پر قرآن پاک کا یہ فارسی ترجمہ کیا تھا وہ بظاہر تو ایک ذہنی تحریک تھی مگر حقیقت میں وہ اشارۂ غیبی تھا۔ اس لئے شاہ صاحبؒ نے ان لغو مخالفتوں کا کوئی اثر نہیں لیا اور اس سطحی دین داری کو ناقابل اعتنا سمجھ کر اپنے کام میں لگے رہے۔ چنانچہ اس ترجمۂ قرآن کریم کے ذریعے شاہ صاحبؒ نے اپنے بعد آنے والوں کے لئے وہ راہ باز کر دی جس کا کھولنا آسان نہ تھا اور جس پر چلنا بھی بڑی ہمت کا طلب گار رہا۔

آخر یہی ترجمۂ "فتح الرحمان" اردو ترجموں کے لئے نشان راہ بنا اور اسی کو سامنے رکھ کر شاہ صاحبؒ کے صاحبزادوں نے قرآن کریم کے اردو تراجم کئے چنانچہ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ ہر دو کے ترجمے اردو زبان کے تمام دوسرے تراجم کے لئے سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بعد آنے والا کوئی بھی بارد مترجم ان حضرات کے ترجموں سے بے نیاز ہو کر ترجمۂ قرآن کریم کی خدمت انجام نہیں دے سکتا۔

غرض ترجمۂ قرآن کریم کے باقاعدہ اور مستند آغاز کی داستان شاہ صاحبؒ ہی کے خاندان سے وابستہ ہے۔ ورنہ اس سے پہلے کے متعدد فارسی تراجم کا پتہ صرف فہرستوں ہی میں ملتا ہے اسی طرح اردو تراجم و تفاسیر میں جو تفسیر.... شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ترجمے پر مقدم ہے وہ شاہ مراد اللہ انصاری کی تصنیف ہے اور

صرف ۱۵۹ صفحات پر مشتمل ہے یہ شاہ صاحبؒ کے ترجمۂ قرآن سے ۲۱ سال قبل وجود پذیر ہو چکی تھی اور عرصہ دراز سے طبع ہوتی چلی آرہی ہے۔

بہر حال اردو فارسی کے تمام تراجم جو برصغیر میں رائج ہیں ان میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ترجمے کو بہت سے اعتبارات سے افضلیت و مرجعیت حاصل ہے زبان سلیس و شستہ اور معیاری استعمال کی گئی ہے اور کہیں کہیں میر سید شریف جرجانیؒ کے ترجمے سے ہم آہنگ بھی ہو جاتی ہے۔ اس دور میں فارسی کا چلن برصغیر سے بوجوہ اُٹھ چکا ہے مگر شاہ صاحبؒ کا فارسی ترجمہ پھر بھی از راہِ عقیدت و عظمت کہیں نہ کہیں چھپ ہی جاتا ہے اگرچہ ترجمہ فتح الرحمان مستقلاً تو ایک عرصہ سے شائع نہیں ہوا مگر دوسرے اردو تراجم کے ساتھ اس ترجمے کو بھی بعض ناشرین نے شائع کیا ہے۔ اس طرح ابھی تک شاہ صاحبؒ کی یہ عظیم خدمت اہل علم کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہوئی اور استدادِ زمانہ کے باوجود شاہ صاحبؒ کے ترجمہ فتح الرحمان کا اِک خاص مقام ہے نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنامِ خدائے بخشائندۂ مہربان

ستائش خدا راست پروردگار عالمہا، بخشائندہ مہربان خداوند روز جزا، ترامی پرستیم واز تو مدد می طلبیم، بنما مارا راہِ راست، راہ آنانکہ اکرام کردۂ برایشاں بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا و بجز گمراہاں "

(پنج ترجمہ۔ اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوعہ ۱۹۳۶ء)

(۳۶) تفسیر عزیزی

برصغیر کے نامور محدث وفاضل شاہ عبدالعزیز دھلویؒ فرزند جلیل شاہ ولی اللہ دھلوی نے تیرھویں صدی کے نصف اول میں فتح العزیز کے نام سے قرآن کریم کی ایک جامع اور دلچسپ تفسیر شروع کی تھی جو ادھر سورۂ بقرہ تک پہونچ سکی۔ اُدھر آخر کے دو پاروں کی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ شاہ صاحبؒ کے ایک تلمیذ خاص نے شاہ صاحبؒ کے درس قرآن کو قلم بند کر کے سورۂ مومنون سے سورۂ یٰسین تک تقریباً سوا پانچ پاروں کی تفسیر مرتب کی ہے جو پنجپارہ کے نام سے شائع ہوئی ہے تفسیر عزیزی ناقص ہونے کے باوجود مشہور و متداول تفسیروں میں شمار ہوتی ہے، ۱۲۶۱ھ میں آخری دو پاروں کا ترجمہ محمد حسن خاں رام پوری نے کیا تھا جو عام طور پر رائج ہے اور مسلسل چھپتا رہتا ہے۔ ترجمہ بسم اللہ

"بنام خدا بخشائندۂ مہربان"

ترجمہ سورۂ فاتحہ

"ہمہ ستائش وثنا برائے خداست کہ پروردگار عالمہا ست

(بخشائندہ مہربان)[1] خاوند روز جزا (یا بادشاہ روز جزا)[2] خاص

ترا بندگی می کنم، از تو مدد می خواہم، بنما مارا راہ راست

---

[1] شاہ عبدالعزیز صاحب نے سورہ فاتحہ کے ذیل میں "الرحمٰن الرحیم" کا ترجمہ نقل کرنے کے بجائے صرف تفسیر پر اکتفا کیا ہے۔ ہم نے اس آیت کا ترجمہ بسم اللہ کے ترجمے سے نقل کیا ہے کیونکہ "الرحمٰن الرحیم" کا ترجمہ "بسم اللہ" کے ذیل میں شاہ صاحبؒ نے یہ ہی کیا ہے۔

[2] شاہ صاحبؒ نے دوسری قرأت کی رعایت سے یہ ترجمہ بھی ساتھ میں رکھا ہے۔

راہ کسانے کہ انعام کردۂ برایشاں، نہ آں کساں کہ خشم الٰہی بر
ایشاں شدہ است و نہ گمراہاں ؎

(۳۷) فارسی ترجمۂ قرآن

یہ قلمی ترجمۂ قرآن کتب خانہ روضۂ گلبرگہ میں موجود ہے۔ اس ترجمے کے مصنف وکاتب کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس کے خاتمے پر [شاہ اسد اللہ حسینی ۱۱ ۱۲ / ۱۱ ۱۳] کی مہر ثبت ہے۔ اس کے علاوہ ایک مہر اور سید شاہ قطب الله کے نام کی ہے۔

ترجمہ سورۂ فاتحہ:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بنام خدائے مہربان بخشندہ

سپاس وستائش مرخدائے را، خداوند جہانیان است، مہربان
بخشائندہ، بادشاہ روز دین۔ ترامی پرستیم، بہ تو یاری خواہیم، راہ
نمائی راہ راست، راہے آنکہ منت نہادی برایشاں، غیر غضب
کردہ برایشاں و نہ گمراہ ؎

(۳۸) ترجمہ تفسیر طبرسی

ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی الطبرسی المتوفی ۵۱۶ھ کی تفسیر کا ترجمہ تیرھویں صدی میں آغا محمد نے کیا تھا۔ لیکن طبرسی کی تفسیر دو ہیں ایک مفصل تفسیر مجمع البیان کے نام سے ہے۔ اور ایک اور تفسیر تفسیر طبرسی کے نام سے پائی جاتی ہے اور کمیاب ہے

مجمع البیان اصلاً عربی میں ہے اور متعدد بار چھپ چکی ہے اور ایران میں مقبول و معروف ہے۔ اس کے مقابلے میں تفسیر طبری ایک چوتھائی ہے اور نایاب ہے۔ یہ بھی عربی میں ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ آصفیہ لائبریری کے فن تفسیر ۱۲۶ پر درج ہے جو اول و آخر سے کچھ ناقص بھی ہے اور ۳۴۴ اوراق پر مشتمل ہے۔ لیکن فارسی میں جس تفسیر کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ تفسیر مجمع البیان ہی ہے۔ ابو جعفر طبرسی کی ہر دو تفسیر شیعی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہیں کیونکہ مصنف خود شیعہ تھا۔[۱]

(۳۹) تفسیر نظم الجواہر

یہ مولوی محمد ولی اللہ بن سعید احمد فرخ آبادی متوفی ۱۲۴۹ھ کی تالیف ہے ۱۲۳۶ھ میں یہ تفسیر لکھی گئی نظم الجواہر اسی مناسبت سے اس کا تاریخی نام ہے۔ لفظ "اکمال نظر" سے اس کا ایک اور مادۂ تاریخ ۱۲۴۲ھ نکلتا ہے۔ اسی سن میں اس تفسیر کی تکمیل ہوئی۔ رضا لائبریری میں جہازی سائز کے سات سو سات صفحات پر مشتمل ہے۔ ایوب قادری صاحب نے "عہد بنگش" میں اس تفسیر پر کچھ روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب صاحب تفسیر مفتی ولی اللہ فرخ آبادی کی "تاریخ فرخ آباد" کا ترجمہ ہے جسے ایوب قادری صاحب نے ایڈٹ کیا ہے۔ خود صاحب تفسیر نے "تاریخ فرخ آباد"

---

[۱] مضمون قاضی زاہد الحسینی صدق جلد ۱۲ شمارہ ۴۹ و ۵۰۔ فہرست مخطوطات آصفیہ لائبریری جلد اول ص ۶۳۰۔ قاضی زاہد الحسینی کو مؤلف کے نام میں کچھ تسامح ہوا ہے انھوں نے ابو علی فضل بن حسن طبرسی نام لکھا ہے۔ اس کے علاوہ سن وفات میں بھی فروگذاشت ہوئی ہے۔ انھوں نے سن وفات ۵۴۸ھ لکھا ہے حالانکہ ۵۱۶ھ ہے۔

کے مقدمے میں اپنی تفسیر کی اہمیت ان الفاظ کے ساتھ ظاہر کی ہے[۱]۔

"تفسیر نظم الجواہر دیدنی است دیدۂ ودل سپردنی"۔

قادری صاحب نے اس تفسیر کو علوم قرآنی کا دائرۃ المعارف قرار دیا ہے اگرچہ بعض علما رنے اس تفسیر پر فتوائے تکفیر بھی جاری کیا تھا۔ رضا لائبریری رامپور میں اس تفسیر کا ایک بہت اچھا نسخہ موجود ہے جو بڑے سائز کے ۱۴۱۴ صفحات پر مشتمل ہے[۲]۔

(۴۰) تفسیر سورۂ یوسف و تفسیر سورۂ والضحیٰ

مولانا حافظ دراز پشاوری متوفی ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء۔ محمد احسن نام تھا۔ علوم حدیث وفقہ میں خاصی دسترس رکھتے تھے، عمر کا بیشتر حصہ تصنیف و تدریس میں لگا دیا فارسی میں بخاری کی ایک شرح بھی لکھی۔ اس کے علاوہ سورۂ یوسف اور سورۂ والضحیٰ کی تفسیریں بھی لکھیں[۳]۔

(۴۱) تفسیر بسم اللہ

مولانا عبدالحکیم لکھنوی متوفی ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء۔ صاحب علم وفضل اور خاندان

---

[۱] ولی اللہ فرخ آبادی۔ مقالہ ایوب قادری صاحب ماہنامہ دارالعلوم جلد ۲۸ شمارہ ۵ فروری ۱۹۶۳ء

[۲] قاضی زاہد الحسینی نے اپنے مضمون مندرجہ صدق جلد ۳ شمارہ ۴۹ میں اس تفسیر کا حوالہ دیا ہے لیکن انھوں نے لکھا ہے کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ ممکن ہے اس کا کوئی مخطوطہ تین جلدوں میں بھی ہو مگر رام پور کا نسخہ دو جلد میں ہے۔ دوسرے یہ کہ قاضی صاحب نے مؤلف کا نام ولی الدین بتلایا ہے جبکہ صحیح نام ولی اللہ ہے

[۳] تذکرہ علماء ہند ص۱۲۵، ص۹۵، ص۱۳۶، ص۱۵۸، محققہ ایوب قادری صاحب

فرنگی محل کے رکن تھے۔ بہت سی درسی و غیر درسی کتابیں تصنیف کیں۔ انھیں میں ایک تصنیف بسم اللہ کی فارسی تفسیر بھی ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

(۴۲) تفسیر غریب

مولوی نجف علی جھجری المتوفی ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء۔ اس کی تفسیری نوعیت کیا ہے اس کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کیوں کہ تذکرہ نگاروں نے اس پر کوئی تفصیلی روشنی نہیں ڈالی۔ کتاب کی حیثیت صرف روایتی ہے کیونکہ موجودہ فہرستوں میں بھی یہ تفسیر درج نہیں ہے۔

(۴۳) تبجیل التنزیل

مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور دہلوی متوفی ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء کی تفسیر ہے جو اہتمام کے ساتھ صحیح احادیث کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ غالباً طبع نہیں ہو سکی مؤلف چونکہ فن مناظرہ میں شہرۂ آفاق حیثیت رکھتے ہیں اس لئے آریوں عیسائیوں اور نو تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ان خیالات فاسدہ کے سلسلے میں جو قرآنی تعلیمات پر اثر انداز ہوتے تھے۔ قرآن کے دفاع پر مختلف رسائل لکھے تصحیح التاویل، اعجاز قرآن، جواب رسالہ اصلیت قرآن، تنقیح البیان وغیرہ ان کتابوں کے علاوہ مؤلف کی اور بہت سی تصنیفات ہیں مگر یہ تصانیف خود قرآن ہی سے متعلق ہیں۔

لہ تذکرہ علماء فرنگی محل ص۱۲۵ و ص۱۲۷

(۴۴) بیسویں صدی کا ایک ترجمہ

بیسویں صدی کے وسط میں قرآن کریم کا ایک جدید ترجمہ تفسیر کے ساتھ کابل سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ و تفسیر درحقیقت مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہندؒ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ صدر مہتمم دار العلوم دیوبند کے اردو ترجمہ و حواشی کی فارسی ترجمانی ہے۔ یہ ترجمہ و تفسیر حکومت افغانستان نے اپنے اہتمام سے ۱۹۴۰ء کے قریب مطبع عمومی کابل سے تین ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔ ٹائپ کی طباعت ہے۔

اصل اردو ترجمہ اور حواشی قرآن کریم کے اردو تراجم و تفاسیر میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ترجمے کے بعد اردو زبان میں اسی ترجمہ و حواشی کو مقبولیت حاصل ہے۔ پھر اردو کے مترجم و محشی اپنی علمی فضیلت اور شہرت کے اعتبار سے جس مقام کے مالک ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد حکومت افغانستان نے اس کو فارسی میں منتقل کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اور بڑی آب و تاب کے ساتھ اس کو فارسی میں منتقل کیا گیا۔ اس قرآن کریم پر فارسی مترجمین کا نام درج نہیں جنھوں نے ترجمہ و حواشی کی معنویت اور اردو ترجمہ کی سلاست و روانی کو فارسی میں حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے جس پر افسوس کا اظہار ایرانی فاضل علی اصغر حکمت نے اپنی اس تقریظ میں بھی کیا ہے جو اس فارسی ترجمے کے آخر میں درج ہے

فارسی مترجمین نے اردو حواشی کو تفسیر کے انداز میں منتقل کیا ہے۔ پہلے

آیتِ قرآنی درج ہے، اس کے بعد اس کا ترجمہ ہے، پھر تفسیر کے عنوان سے اردو کے حواشی تمام و کمال منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ترجمہ کا کوئی نام قرار نہیں دیا گیا لوح پر صرف یہ درج ہے۔

"قرآن مجید با ترجمہ و تفسیر"

ترجمہ بسم اللہ:۔

"آغاز می کنیم بنام خدائے کہ بے اندازہ مہربان نہایت بارحم ست۔"

ترجمہ سورۂ فاتحہ:۔

حمد ستائش ہا مر خدائے را۔ آں خدائے کہ پروردگارِ عالمیان است۔ بے اندازہ مہربان۔ نہایت بارحم۔ خداوندِ روزِ جزاست۔ خاص ترا می پرستیم وخاص از تو یاری می خواہیم بنما مارا راہِ راست راہِ کسانے کہ انعام کردۂ بر ایشاں نہ آنانکہ غضب کردہ شد بر ایشاں و نہ گمراہاں [۵۱]۔"

(۴۵) ترجمہ ابن عاقل

یہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ہے اس پر ابن عاقل کا نام لکھا ہوا ہے ابھی تک کوئی ریسرچ اسکالر اس کے بارے میں یہ تحقیق نہیں کر سکا کہ یہ نسخہ

[۵۱] قرآن مجید با ترجمہ و تفسیر۔ مطبوعہ علی عوفی کابل (۱۳۲۳ ف)

منقول ہے یا اصل مسودہ مولف ہے۔ بہر حال فارسی ترجموں میں ایک ترجمے کا اضافہ ہے۔

(۴۶) ترجمہ ابوبکر عتیق ابن الہروی اسورآبادی

اس کے متعدد مخطوطے استنبول، برلن، انڈیا آفس اور ایران میں موجود ہیں۔

حسب ذیل تفاسیر بعض وجوہ سے ترتیب کے ساتھ اپنے مقام پر نہیں آسکیں

(۴۷) تفسیر یعقوب چرخی

یہ تفسیر یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی الچرخی کی تالیف ہے جو درحقیقت تفسیر کواشی وغیرہ چند تفسیروں کا انتخاب ہے اور سورۂ فاتحہ اور پارہ تبارک الذی اور پارہ الم کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ یہ پانچویں صدی ہجری کی تالیف ہے اور معروف و متداول رہی ہے۔

(۴۸) تفسیر زہراوین

یہ ملاحسین واعظ (۹۱۰ھ) کی تالیف ہے جو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تفسیر پر مشتمل ہے اور ان کی دوسری تفاسیر کے طرز پر سلوک و تصوف کے نکات اور روایات و قصص پر مشتمل ہے۔ طبع ہو چکی ہے۔

(۴۹) تفسیر اسرار الفاتحہ

یہ ملا معین الدین ہروی کی تالیف ہے۔ جو درحقیقت ان کی مشہور تفسیر "حدائق الحقائق فی کشف اسرار الدقائق" سے ماخوذ ہے لیکن اس میں کافی اضافے ہیں۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر کئی سو صفحات پر مشتمل ہے طبع ہو چکی ہے۔

(۵۰) تفسیر معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخبار

یہ تفسیر مولانا حکیم محمد حسن امروہوی کی تالیف ہے جس میں زیادہ تر سابقہ الہامی کتب اور آیات قرآنی کے انطباق پر زور دیا گیا ہے، صرف ایک ہی دفعہ چھپ سکی ہے، سن تالیف ۱۲۹۳ھ ہے، دو جلدوں میں ہے، لوح پر تفسیر .... شاہی" کا عنوان بھی درج ہے۔ اس کے علاوہ مصنف کی ایک اور تفسیر غایۃ البرہان فی تاویل القرآن ہے۔

(۵۱) التیسیر فی التفسیر

یہ چوتھی اور پانچویں صدی کے مشہور حنفی فاضل علامہ نسفی کی تفسیر ہے جو غیر مطبوعہ ہے۔

(۵۲) تفسیر سورۂ یوسف

یہ مولانا قطب الدین مولانا غلام علی لکھنوی کی تالیف ہے جو دراصل امام غزالیؒ کی تفسیر سے ماخوذ ہے اور اسی کے مضامین کو فارسی میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ یہ لکھنؤ میں ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی۔ علاوہ ازیں کچھ اور تراجم و تفاسیر کی بھی بعض اہل علم نے نشاندہی کی ہے مگر وہ ابھی اس درجہ میں نہیں ہے کہ ان کے بارے میں کوئی تحقیقی رائے قائم کی جا سکے

فہرست

تراجم وتفاسیر فارسی

١-	ترجمہ تفسیر ابن جریر و تفسیر ابوعلی جبائی	باہتمام ملک مظفر ابو صالح	سنہ ٣٠٣ھ
٢-	ترجمہ تفسیر طبری	مترجم ابوبکر محمد بن فضل العام	باہتمام منصور بن نوح سامانی سنہ ٣٥٠ھ
٣-	تفسیر یعقوب چرخی	یعقوب بن عثمان بن محمود	پانچویں صدی ہجری
٤-	تفسیر اسفرائنی	عمادالدین ابوالمظفر شاہپور	سنہ ٤٧١ھ
٥-	تفسیر اسور آبادی	ابوبکر عتیق بن الہروی	پانچویں صدی ھ
٦-	کشف الاسرار و عدۃ الابرار	مؤلف خواجہ عبداللہ بن محمد محمد الاصبہانی شارح ابوالفضل رشیدالدین المیبذی	المتوفی سنہ ٥٢٠ھ
٧-	موضح فی التفسیر	شیخ الاسلام اسمٰعیل بن محمد القرشی	المتوفی سنہ ٥٣٥ھ
٨-	البصائر فی التفسیر	ظہیرالدین ابوجعفر نیشاپوری	بعد سنہ ٥٥٣ھ
٩-	لطائف التفسیر	امام ابوبکر فضل	المتوفی سنہ ٦٤٠ھ
١٠-	مشکلات القرآن	ابوالفضل جیش ابراہیم	" سنہ ٦٦٩ھ
١١-	ترجمۂ قرآن	احمد بن علی محمد	مترجم؟ کاتب؟ سنہ ٨٠٣ھ
١٢-	ترجمہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت؟		المتوفی سنہ ٧٨٥ھ
١٣-	کشف الاسرار و عدۃ الابرار	سعدالدین تفتازانی	المتوفی سنہ ٧٩٢ھ

۱۴- ترجمہ سید شریف جرجانی المتوفی سنہ ۸۱۶ھ یہ ترجمہ غلط طور پر شیخ سعدیؒ کی طرف منسوب ہے۔

۱۵- تفسیر بحر مواج مولانا شہاب الدین دولت آبادی سنہ ۸۴۹ھ۔ باہتمام سلطان ابراہیم شرقی

۱۶- تفسیر مصنفک شیخ علاء الدین علی بن محمد الشاہرودی المتوفی سنہ ۸۷۵ھ باہتمام سلطان محمد خاں فرمانروائے ترکیہ

۱۷- تفسیر نور النبی خواجہ حسین ناگوری المتوفی سنہ ۹۰۱ھ

۱۸- تفسیر حسینی ملا حسین بن علی واعظ کاشفی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ

۱۹- جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر " " خلاصہ تفسیر حسینی

۲۰- تفسیر زہراوین " " (تفسیر سورہ بقرہ و آل عمران)

۲۱- ترجمہ عبدالرضا بن محمد حاجی غلام محمد مازندرانی سنہ ۹۲۵ھ

۲۲- تفسیر اکبری ابوالفضل بن مبارک ناگوری سنہ ۹۸۳ھ

۲۳- ترجمہ نوح بالائی سندھی المتوفی سنہ ۹۹۸ھ

۲۴- تفسیر شیخ یعقوب صرفی کشمیری المتوفی سنہ ۱۰۰۳ھ

۲۵- حدائق الحقائق فی کشف اسرار الدقائق ملا معین الدین (ملا مسکین فہری) سنہ ۱۰۰۹ھ

۲۶- تفسیر اسرار الفاتحہ " "

۲۷- تفسیر نظامی شیخ نظام الدین تھانیسری المتوفی سنہ ۱۰۲۴ھ

۲۸- تفسیر معینی مولانا معین الدین نصف آخر صدی یازدہم

۲۹- تفسیر خلاصۃ المنہج کاتب عبداللہ برسپوری مکتوبہ سنہ ۱۰۲۹ھ

۳۰- تفسیر آیات الاحکام (تفسیر شاہی) علامہ ابوالفتح حسینی۔ باہتمام شاہ طہماسپ شاہ ایران صدی یازدہم

۴۵ تفسیر بسم اللہ مولانا عبدالحکیم لکھنوی المتوفی ۱۲۸۷ھ

۴۶ ۔ تفسیر سورۂ یوسف مولانا قطب الدین لکھنوی ۱۲۸۹ھ

۴۷ ۔ تفسیر معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخبار
مولانا حکیم محمد حسن امروہوی ۱۲۹۳ھ

۴۸ ۔ تفسیر غریب مولوی نجف علی جھجری المتوفی ۱۲۹۹ھ

۴۹ ۔ تفسیر تجلیل التنزیل مولانا ابو منصور دہلوی المتوفی ۱۳۲۰ھ

۵۰ ۔ قرآن مجید با ترجمہ و تفسیر ترجمہ حواشی شیخ الہندؒ و مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
مطبوعہ کابل صدی چہاردہم ۱۹۴۰ء

۵۱۔ التیسیر فی التفسیر علامہ نسفی پانچویں صدی

۵۲۔ ترجمہ ابن عاقل .... ؟ مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی

۷۸۶

کتب مراجع متعلقہ فارسی تراجم وتفاسیر

۱ - فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ
۲ - فہرست مخطوطات رضا لائبریری رام پور
۳ - فہرست مخطوطات خدا بخش لائبریری
۴ - فہرست مخطوطات سبحان اللہ اوزٹیل لائبریری علیگڈھ
۵ - فہرست مخطوطات دار العلوم دیوبند
۶ - اکسیر فی اصول التفسیر نواب صدیق حسن خاں
۷ - نزہتہ الخواطر مؤلفہ مولانا عبدالحیٔ رح
۸ - فرنگیوں کا جال مؤلفہ مولانا امداد صابری
۹ - تذکرہ علماء ہند مؤلفہ رحمٰن علی محققہ ایوب قادری
۱۰ - تذکرۃ المفسرین مؤلفہ قاضی زاہد الحسینی
۱۱ - ہفتہ وار صدق جدید لکھنؤ (مختلف شمارے)
۱۲ - ماہنامہ الرحیم حیدر آباد سندھ جلد ۲ شمارہ ۱۰

۴۵ تفسیر بسم اللہ مولانا عبدالحکیم لکھنوی المتوفی ۱۲۸۷ھ

۴۶ - تفسیر سورۂ یوسف مولانا قطب الدین لکھنوی ۱۲۸۹ھ

۴۷ - تفسیر معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخبار
مولانا حکیم محمد حسن امروہوی ۱۲۹۳ھ

۴۸ - تفسیر غریب مولوی نجف علی جھجری المتوفی ۱۲۹۹ھ

۴۹ - تفسیر تجلیل التنزیل مولانا ابو منصور دہلوی المتوفی ۱۳۲۰ھ

۵۰ - قرآن مجید با ترجمہ و تفسیر ترجمہ حواشی شیخ الہندؒ و مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
مطبوعہ کابل صدی چہاردہم ۱۹۴۰ء

۵۱- التیسیر فی التفسیر علامہ نسفی پانچویں صدی

۵۲- ترجمہ ابن عاقل ....؟ مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی

۷۸۶

کتب مراجع متعلقہ فارسی تراجم وتفاسیر

۱ - فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ
۲ - فہرست مخطوطات رضا لائبریری رام پور
۳ - فہرست مخطوطات خدا بخش لائبریری
۴ - فہرست مخطوطات سبحان اللہ اوریئنٹل لائبریری علیگڈھ
۵ - فہرست مخطوطات دار العلوم دیوبند
۶ - اکسیر فی اصول التفسیر نواب صدیق حسن خاں
۷ - نزہتہ الخواطر مؤلفہ مولانا عبد الحئی رح
۸ - فرنگیوں کا جال مؤلفہ مولانا امداد صابری
۹ - تذکرہ علماء ہند مؤلفہ رحمٰن علی محققہ ایوب قادری
۱۰ - تذکرۃ المفسرین مؤلفہ قاضی زاہد الحسینی
۱۱ - ہفتہ وار صدق جدید لکھنؤ (مختلف شمارے)
۱۲ - ماہنامہ الرحیم حیدرآباد سندھ جلد ۲ شمارہ ۱۰

ہندی زبان میں

قرآنِ کریم کی خدمت

تراجم وتفاسیر

(۱) ترجمۂ قرآن — ۱۸۸۳ء بحکم راجہ مہر دوک (پنجاب) بحوالہ آئینہ

(۲) القرآن — پادری ڈاکٹر احمد شاہ — ۱۹۱۵ء مطبوعہ دہرہ دون

(۳) قرآن شریف کا ہندی انواد — شیخ محمد یوسف قادیانی — مابین ۱۹۱۵ء و ۱۹۳۰ء مطبوعہ امرتسر

(۴) ترجمہ چند سورہ — مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی — مطبوعہ لکھنؤ

(۵) ترجمہ چند سورہ — مولانا تجمل حسین بہاری — ۱۹۲۲ء مطبوعہ لکھنؤ

(۶) ترجمۂ قرآن — مولانا غلام محمد (نومسلم) — ۱۹۲۳ء شائع کردہ خواجہ حسن نظامی دہلی

(۷) تفسیر سورۂ بقرہ — باہتمام خواجہ حسن نظامی — غیر مطبوعہ

(۸) ترجمۂ قرآن — ۱۹۳۹ء

(۹) ترجمۂ قرآن — مولانا احمد بشیر، مولانا غلام محمد قریشی — مابین ۱۹۴۰ء و ۱۹۴۶ء
شائع کردہ شری پربھاکر ساہتیہ لوک سبھا لکھنؤ

(۱۰) ترجمہ — مولانا محفوظ الرحمٰن نگرامی — ۱۹۴۳ء غیر مطبوعہ

(۱۱) ترجمہ و تفسیر — قاضی عابد علی بلہوری — ۱۹۵۵ء ہندی ماہنامہ اسلام کانپور
میں قسط وار اس کے پندرہ۱۵ پارے چھپ چکے ہیں ۱۹۶۱ء میں مترجم کا انتقال ہوگیا

(۱۲) پوتر قرآن (ترجمہ پارۂ الم) — مولانا صدر الدین اصلاحی — مکتبہ جماعت اسلامی رامپور

(۱۳) ترجمہ پارہ عم و الم — مولانا ابومحمد امام الدین رام نگری ۱۹۵۸ء۔ ساہتیہ سدن رام نگر بنارس

(۱۴) قرآن سار — شری اجیت دیش پانڈے — ۱۹۶۳ء۔ اکھل سروسیوا سنگھ پرکاش، بنارس

(۱۵) ترجمۂ قرآن (گیارہ پارے) مولانا کوثر یزدانی۔ ماہنامہ کانتی رام پور۔ یہ ترجمہ بالاقساط اس ماہنامے میں
شائع ہو رہا ہے اب تک گیارہ پارے ہو چکے ہیں

(۱۶) ترجمۂ قرآن (تفسیری حواشی) مولانا محمد فاروق خاں صاحب سلطان پوری ۱۹۶۶ء۔ مکتبہ الحسنات رام پور

قرآنِ کریم کے ہندی تراجم وتفاسیر

ہندی زبان بھی اردو کی طرح کوئی قدیم اور منجھی ہوئی زبان نہیں ہے، تاہم اردو کے مقابلہ میں اس کی عمر کئی گنا زیادہ ہے اور اس کی تاریخ تغیر وتبدل کے متعدد مراحل سے گذر چکی ہے، لیکن بعض تاریخی اسباب کی بنا پر ہندی زبان میں اسلامی لٹریچر کا تقریبًا فقدان ہے، چند گنی چنی کتابوں کے علاوہ آزادی سے قبل اسلامیات پر ہندی کتابوں کی دستیابی ایک دشوار کام تھا۔ آزادی کے بعد کے چند سالوں میں ہندی کے اندر جتنا کچھ اسلامی ذخیرہ وجود میں آیا ہے وہ ہندی کے گذشتہ ہزار سالہ ذخیرۂ اسلامیات سے کئی گنا بڑھ چڑھ کر ہے۔

اسی ذیل میں جب ہم ہندی زبان میں قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر کا جائزہ لیتے ہیں تو تاریخی یادداشتیں ہمیں ہزار سال قبل کے ایک ہندی ترجمے تک پہونچاتی ہیں جو یقینًا ہندی میں قرآن کریم کا سب سے پہلا ترجمہ ہے، البتہ اس سلسلے میں یہ بات ملحوظ رکھنی ہوگی کہ ہندی میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کے موضوع پر جتنا کچھ کام ہوا ہے وہ دو طرح کا ہے، کچھ لوگوں نے تو قرآن کریم کے کچھ پاروں یا سورتوں یا منتخب مضامین کے ترجمے یا تشریحی فوائد بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ تراجم وتفاسیر ایسے ہیں جو پورے قرآن کریم پر حاوی ہیں، پھر اس میں بھی بعض لوگوں نے متن قرآن شامل رکھنے کا اہتمام کیا ہے اور بعض نے صرف ترجمے اور

تعارف کو کافی سمجھا ہے۔ موجودہ جائزے میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ہندی میں قرآن کریم کی جو خدمات کی گئی ہیں ان کی اس طرح کی تفصیلی نوعیت بھی سامنے آجائے اور اسی کے ساتھ ساتھ تراجم اور مترجمین کے تعارف سے یہ اندازہ ہوسکے کہ یہ تراجم قرآن کے اصل مقصد سے کہاں تک مطابقت رکھتے ہیں اور ان مترجموں نے وقت کی ضروریات کو کس حد تک پورا کیا ہے، زبان و بیان کے لحاظ سے اب مزید ترجموں کی ضرورت باقی رہ گئی ہے یا نہیں؟ اور ضرورت ہے تو کس طرح کے تراجم کی۔ ترجموں کے اس جائزے کے بعد اہل علم کو اس بات کا اندازہ کرنے میں سہولت ہوگی۔

ماٰخذ و مراجع

۱۔ مکاتیب مولانا ابو محمد امام الدین رام نگری۔ بنام مجلس معارف القرآن
۲۔ مکتوب مولانا فدا حسین صاحب اٹاوہ "
۳۔ ماہنامہ زندگی جلد ۳۷ شمارہ ۴ مضمون سید قادر علی صاحب
۴۔ متفرق یادداشتیں

ہندی میں غیر مکمل قرآنی تراجم

(۱) نویں صدی عیسوی کا قدیم ترین ہندی ترجمہ

۸۸۳ء میں مہروک بن رائک نامی ایک ہندوستانی حکمران تھا جس کی حدود سلطنت میں کشمیر سے لے کر پنجاب و راجستھان تک کا علاقہ شامل تھا، یہ وہ دور تھا جب سندھ پر مسلمانوں کا پورا تسلط ہو چکا تھا۔ اسلامی تعلیمات کی بھنک جب اس ہندوستانی راجہ کے کانوں میں پڑی تو اس نے منصورہ (سندھ) کے مسلمان حاکم عبداللہ بن عمر کے پاس پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کی اصل تعلیمات کو مقامی زبان میں منتقل کرنے کے لئے کسی شخص کو راجہ کے پاس روانہ کیا جائے چنانچہ عبداللہ بن عمر نے ایک ایسے عالم کا انتخاب کیا جو ہندوستان میں مدتوں رہا تھا اور یہاں کی مختلف زبانوں پر اسے عبور حاصل تھا جس کا قیام راجہ کے پاس تین سال تک رہا۔

چنانچہ راجہ مہروک کی فرمائش پر اس شخص نے قرآن کریم کا ترجمہ شروع کیا جو سورہ یٰسین تک پہونچ سکا اور نامعلوم وجوہ کی بنا پر نا تمام رہ گیا۔ البتہ اس ترجمے کی بدولت راجہ مہروک اسلام لے آیا۔

یہ ترجمہ ہزار سال قبل کا ہے جس کا ذکر چوتھی صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ ابن شہریار نے اپنے سفرنامۂ ہند میں کیا ہے۔ (عجائب الہند ص۳)

(۲) ہندی میں درس قرآن

مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کا معمول تھا کہ اپنے متوسلین ومریدین کے لئے کبھی کبھی درس قرآن مجید کا بذاتِ خود اہتمام فرمایا کرتے تھے، مولاناؒ کے ان درسوں کا مولوی تجمل حسین بہاری نے ترجمہ کیا جسے ناگری رسم الخط میں مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی نے ۱۳۴۱ھ میں شائع کیا۔ اس ترجمہ کا طول ۸۔ انچ اور عرض ۵۔ انچ ہے اور ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے جو گورنمنٹ اسپلائز پریس لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔ اسی میں چند سورتوں کی تفسیر وتشریح ہے۔

(مضمون سید قادر علی صاحب، ماہنامہ زندگی جلد ۳ شمارہ ۴ ص۳۴)

(۳) مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کا ہندی ترجمہ

مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ نے خود بھی ہندی قرآن کریم کی کچھ سورتوں کا اور حصوں کا ترجمہ فرمایا تھا جو گلشن ابراہیمی پریس لکھنؤ سے ایک زمانے میں شائع ہوا تھا اور اب یہ ترجمہ عام طور پر دستیاب نہیں ہے۔

(تذکرہ فضل رحمٰن ص۸۳ از مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی)

اس ترجمے کے بارے میں اہل نظر کی رائے ہے کہ یہ ترجمہ مولانا فضل الرحمٰن

سلہ المتوفی ۱۳۱۳ھ و ۱۸۹۶ء

صاحب کی بصیرت قرآنی، ذوق ادبی اور لطافت طبع کا آئینہ دار ہے۔

(۴)

خواجہ حسن نظامی نے ایک مستقل ہندی تفسیر شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کے لئے خاص طور پر ایک فاضل شخص کی خدمات حاصل کی گئیں جس نے دو سال کے عرصے میں سورہ بقرہ کی تفسیر مکمل کی، لیکن جب اس کو ہندی میں منتقل کرنے کی نوبت آئی تو اس کی ضخامت اس قدر بڑھ گئی کہ مصارف کے پیش نظر خواجہ صاحب نے اس کی اشاعت ملتوی کر دی۔ صرف سورۂ بقرہ تک یہ ہندی تفسیر لکھی جا سکی اور وہ بھی ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

(۵)

قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ کے مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نے کچھ پاروں کا ہندی ترجمہ کیا تھا، خود ضعیف العمر تھے اور مستقل بیمار رہتے تھے حتیٰ کہ ہاتھوں میں تکلیف کی وجہ سے خود لکھ بھی نہیں سکتے تھے لیکن انھیں ہندی میں ترجمۂ قرآن کرنے کا خاص شغف تھا، ہندی زبان پر خاصا عبور حاصل تھا، بڑی تحقیق کے ساتھ ترجمہ کیا کرتے، خود معذور ہونے کی بنا پر ایک کایستھ پنڈت کو املا کرا دیتے اور وہ کتابت کے فرائض انجام دیتا، افسوس کہ یہ ساری محنت ادھوری رہ گئی، ۱۹۴۳ء کے لگ بھگ مولانا کا انتقال ہو گیا اور یہ ترجمہ مکمل نہ ہو سکا۔

(ماخوذ صدق جدید ۲۶ جون ۶۴ء)

(۶)

بلہور ضلع کانپور کے قاضی عابد علی صاحب (المتوفی ۱۹۶۱ء) نے بہت آسان

زبان میں قرآن کریم کے ۱۵ پاروں کا ترجمہ کیا تھا جو قسط وار کانپور کے ماہنامہ "اسلام" میں شائع ہوتا رہا۔ اس ترجمے کے ساتھ جستہ جستہ تفسیری حواشی بھی ہیں۔

(زندگی جلد ۳ شمارہ ۴ ص ۳۶)

(۷)

۱۹۴۷ء کے بعد ملک کے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر ہندی میں اسلامی لٹریچر کی شدید ضرورت محسوس ہونے لگی تو مختلف حلقوں سے اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ سرگرمیاں شروع ہوئیں۔ ۱۹۵۵ء میں جماعت اسلامی (ہند) نے پہلے پارہ کا ہندی ترجمہ شائع کیا جو "پوتر قرآن" کے نام سے طبع ہوا۔ یہ بڑے سائز کے ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے اور ہندوستانی پرنٹنگ ورکس رامپور سے شائع ہوا ہے، اصل ترجمہ تو جماعت اسلامی کے ایک عالم مولانا صدرالدین اصلاحی کا ہے، اس کو ہندی میں منتقل کرنے کی خدمت تین اشخاص نے انجام دی ہے اس میں پہلے شخص ہندی و سنسکرت کے معروف مسلمان فاضل مولانا ابو محمد امام الدین رام نگری، دوسرے ایک ماہر تعلیم افضل حسین صاحب اور تیسرے ایک غیر مسلم اہل قلم پنڈت کیلاش ناتھ برہسپت ہیں۔

اس ترجمے کے ساتھ تفسیری حواشی بھی ہیں جو اس دور کے غیر مسلم ذہن کو پیش نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اس ترجمہ و تفسیر کی زبان اس دور کی معیاری ہندی ہے۔ اس کے ساتھ قرآن کا متن بھی شامل ہے۔

(۸)

ترجمہ ۹ کے مترجمین میں سے مولانا امام الدین رام نگری نے قرآن کریم کے

پہلے اور آخری پارے کا ہندی ترجمہ ۱۹۵۸ء میں ساہتیہ سدن رام نگر، بنارس انسٹیٹ سے شائع کیا۔ یہ دونوں پارے $\frac{30\times30}{16}$ سائز پر چھپے ہیں، مترجم نے اس کے دو ایڈیشن شائع کئے ہیں۔ ایک ایڈیشن میں قرآن کا متن بھی ہے اور دوسرے ایڈیشن میں متن قرآن نہیں ہے۔ اس ترجمے کی زبان بھی عمدہ اور سلجھی ہوئی ہے۔

(۹)

اچاریہ ونوبا بھاوے گاندھی جی کے جانشین کی حیثیت سے ہندوستان کی ایک مقبول شخصیت اور اس دور کی ملک گیر دو سماجی تحریکوں کے بانی ہیں جنھیں لوگ بھودان اور سرادوے کے نام سے جانتے ہیں۔ ونوباجی نے قرآن کریم کا ایک انتخاب کیا ہے جو چار سو عنوانات پر مشتمل ہے۔ ان عنوانات کے تحت کہیں پوری پوری آیات آگئی ہیں اور کہیں صرف آیت کا کوئی ٹکڑا لیا گیا ہے لیکن اس میں کسی ترتیب کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ ونوباجی نے اپنے نقطۂ نظر سے قرآنی تعلیمات کا ایک منتخب مجموعہ تیار کرنے کی صدق دلانہ کوشش کی ہے یہ انتخاب دراصل ونوباجی نے مرہٹی زبان میں کیا تھا جو ان کی مادری زبان ہے، اس کے بعد اسے مختلف زبانوں میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ اب تک اس کے چار ایڈیشن چار زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہندی ایڈیشن "قرآن سار" کے نام سے چھپا ہے۔ انگریزی ایڈیشن "دی اسنس آف قرآن" کے نام سے شائع ہوا ہے، اردو اور عربی ایڈیشن کا نام "روح القرآن" ہے۔ یہ جملہ ایڈیشن اکھل سروسیوا سنگھ پرکاش راج گھاٹ، کاشی سے چھپے ہیں۔

(۱۰)

اردو ترجمہ ۱۹۶۳ء میں "روح القرآن" کے نام سے شری اجیت ڈیش ہانڈے نے کیا ہے جس میں قرآن کا متن شامل نہیں، اور اسی اردو ترجمے کو ناگری رسم الخط میں "روح القرآن" کے نام سے چھاپا گیا ہے۔

مذکورہ ناگری رسم الخط والے ترجمے کے علاوہ خود ہندی زبان اور ہندی رسم الخط میں براہ راست یہ قرآنی انتخاب ۱۹۶۵ء میں "قرآن سار" کے نام سے منظر عام پر آیا ہے لیکن اس کے بھی دو طرح کے ایڈیشن ہیں۔ ایک ایڈیشن میں متن قرآن شامل ہے اور دوسرے میں متن قرآن شامل نہیں۔

(۱۱)

ہندی کے اسلامی رسالے "ماہنامہ کانتی رامپور" میں تقریباً ۱۹۶۱ء سے ایک ترجمہ بالاقساط شائع ہو رہا ہے۔ یہ ترجمہ دراصل سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی تفسیر "تفہیم القرآن" کا ہے۔ اب تک اس ہندی ترجمے میں قرآن کریم کے دس پارے پورے ہو چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلۂ اشاعت جاری ہے۔ یہ ترجمہ خود ایڈیٹر "کانتی" کر رہے ہیں جو اپنی ہندی دانی میں خاصی شہرت رکھتے ہیں اور جنھیں ہندی لٹریچر پر اچھی دسترس حاصل ہے اس ترجمے کی زبان بھی اچھی ہے اور معیاری تصور کی جاتی ہے۔

ہندی میں مکمل تراجم قرآن

سولہویں صدی کا ایک نایاب ہندی ترجمہ

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ نے شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے ترجمے سے دو سو برس قبل کے ایک "بھاکھا" ترجمے کی نشاندہی کی ہے[1] شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء میں وجود پذیر ہوا ہے اس سے دو سو برس قبل کے ہندی ترجمے کا مطلب یہ ہے کہ ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۰ء میں پہلے یہ ترجمہ لکھا گیا ہوگا لیکن اس قدیم ہندی ترجمے کی تصدیق افسوس ہے کہ ہنوز کسی اور ذریعہ سے نہ ہو سکی، جبکہ مولانا فضل الرحمٰنؒ جیسی شخصیت کی روایت اپنی جگہ ناقابلِ انکار ہے

(۲)

انگریزی عہد حکومت میں ہندی کا چرچا شروع ہوا تو ہندی میں مذہبی لٹریچر مختلف حلقوں سے شائع ہونے لگا حتیٰ کہ مشنریز نے بھی اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ ہندی میں اپنے نقطۂ نظر کے مطابق قرآن شریف کا ترجمہ کریں چنانچہ پادری ڈاکٹر احمد شاہ مسیحی نے "القرآن" کے نام سے قرآن شریف کا ہندی ترجمہ ۱۹۱۵ء میں راجپور ضلع دہرہ دون سے شائع کیا جس کے تین ایڈیشن نکلے، آخری ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا، یہ عربی سے براہِ راست

ہندی میں منتقل کیا گیا ہے، ساتھ میں مختصر طور پر فٹ نوٹس بھی ہیں، البتہ متن قرآن شامل نہیں، یہ چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

اب یہ ہندی ترجمہ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز جبلپور کے ذریعہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

(۳)

اس سلسلے میں مسلمانوں کی جانب سے غالباً کوئی قابل ذکر کوشش شدھی اور سنگھٹن کے دور سے پہلے نہیں ہوئی، البتہ قادیانی حلقے سے شیخ محمد یوسف ایڈیٹر "نور" قادیان ضلع گورداسپور نے قرآن کریم کا ایک ہندی ترجمہ شائع کیا جو "قرآن شریف کا ہندی انواد" کے نام سے چھپا۔ یہ ترجمہ خود شیخ محمد یوسف قادیانی نے کیا تھا، اس ترجمے کی ترتیب میں مترجم نے خاص طور پر ہندو اور سکھ ذہن کو سامنے رکھا ہے، قرآن کا متن شامل نہیں، حاشیے پر مختصر فٹ نوٹس کہیں کہیں دیئے ہیں، ترجمہ اچھا رواں ہے، اسٹار پریس امرتسر میں غالباً ۱۹۱۹ء اور ۱۹۳۰ء کے دوران اس کی اشاعت ہوئی ہے۔

(۴) خواجہ حسن نظامی کا ہندی ترجمہ اور تفسیر

تحریک خلافت کے زوال کے بعد شدھی اور سنگھٹن کے پر آشوب دور میں خواجہ حسن نظامی نے ایک صاف ستھرے ہندی ترجمۂ قرآن کی ضرورت محسوس کی۔ یہ کام انھوں نے ۱۹۲۲ء سے لے کر ۱۹۲۹ء تک ۷ سال کے عرصے میں انجام دیا۔

یہ بڑے سائز کی دو جلدوں میں ہے اور ۹۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ دھلی سے
ابن عربی کا رکن حلقۂ مشائخ نے اسے شائع کیا ہے اور ہندوستان الیکٹرک
پرنٹنگ ورکس دھلی میں اس کی طباعت ہوئی ہے۔

خواجہ صاحب نے انداز یہ اختیار کیا ہے کہ جہازی سائز کے ہر صفحے پر ایک گوشہ میں قرآن کا متن بھی دیا ہے اور اس میں ندرت یہ اختیار کی ہے کہ یہ متن اس حمائل سائز" قرآن کا فوٹو ہے جو اورنگ زیب عالمگیرؒ کی جانب منسوب ہے۔ اسی متن قرآن کے سامنے ڈپٹی نذیر احمد مرحوم کے مشہور اردو ترجمے کو ناگری رسم الخط میں منتقل کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ اردو ترجمہ محاوروں کی بیاض تصور کیا جاتا ہے اس لحاظ سے اس کا ہندی رسم خط میں بدل دینا کوئی مفید اور نتیجہ خیز کام نہیں ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ حاشیے پر خود خواجہ صاحب کا ترجمہ اور تفسیر بھی ہے جسے ایک نومسلم فاضل پنڈت مولانا غلام محمد صاحب (فاضل دیوبند) اور متعدد مسلم و غیر مسلم اہل علم کی مدد سے خواجہ صاحب نے ہندی میں منتقل کر دیا ہے، اس طرح خواجہ حسن نظامی کی یہ خدمت قرآن اپنے وقت میں ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کر سکی۔ البتہ آجکل جبکہ اس ہندی ترجمے کی زیادہ ضرورت تھی یہ مارکیٹ میں موجود نہیں ہے۔

(۵)

قرآن کریم کے ہندی ترجمے کی ایک اور خدمت مولانا احمد بشیر فرنگی محلی اور غلام محمد قریشی صاحب نے انجام دی ہے۔ اس ترجمے کے ساتھ قرآن کا متن نہیں ہے البتہ حسب ضرورت حاشئے پر مختصر نوٹ دیئے گئے ہیں، ابتدا میں خود مترجم کی ایک تمہید ہے۔ اس کے بعد نند کمار اوستھی نے اس پر مقدمہ تحریر کیا ہے جس کا

عنوان ہے "قرآن شریف پر ایک نظر" ترجمہ آسان اور سادہ زبان میں ہے۔ اس ترجمہ کی اشاعت شری پربھاکر ساہتیہ لوک، رانی کٹرہ، لکھنؤ نے کی ہے ۲۰×۳۰/۱۶ سائز ہے اور چھ سو سے کچھ زائد صفحات ہیں۔ بھارگو پریس امین آباد میں چھپا ہے غالباً ۱۹۴۷ء کے لگ بھگ اس کی اشاعت ہوئی ہے لیکن اس وقت سے اب تک اس کے پانچ ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ ساتھ ہی ناشر نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ وہ ہندی ترجمہ اور عربی متن کے ساتھ ایک بڑا ایڈیشن شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(۶)

"مکتبہ الحسنات رام پور" آسان زبان میں دینی کتابوں اور لٹریچر کی اشاعت کے لئے ۱۹۴۷ء کے بعد سے خاصی شہرت رکھتا ہے۔ اسی ذیل میں ہندی ترجمہ قرآن کی ایک نئی خدمت اس نے ۱۹۶۶ء کے اوائل میں انجام دی ہے۔ یہ ایک مکمل ہندی ترجمہ مع متن قرآن ہے جو ۳۰×۲۰/۸ سائز پر ہے، ایک ہزار سے زائد صفحات ہیں اور بہت اہتمام سے فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ چھاپا گیا ہے ترجمہ کی ظاہری خوشنمائی و دیدہ زیبی کا خاص طور پر ناشر نے لحاظ رکھا ہے، ٹائپ کی چھپائی ہے

اس ترجمہ کی خدمت محمد فاروق خاں صاحب سلطان پوری نے انجام دی ہے۔ ابتداء میں ایک تفصیلی مقدمہ ہے جس میں قرآن فہمی اور مطالعۂ قرآن کے خاص خاص نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ، تفسیری نوٹس اور مخصوص قرآنی اصطلاحات کی تشریح بھی حاشیے میں دی ہے۔

ترجمہ عام فہم اور ہندی کے موجودہ ادبی معیار سے کسی طرح کم نہیں سمجھا گیا

مقدمۂ قرآن کے علاوہ ابتداء میں چند تعارفی مضامین بھی دوسرے اہل قلم اور صاحب فکر علماء کے شامل کر دیئے گئے ہیں۔ ایک مضمون سیرت نبوی کے مختصر سے خاکے پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ مضامین قرآن کی ایک فہرست بھی مقدمے کے ساتھ ہے۔

بحیثیت مجموعی موجودہ ہندی تراجم قرآن میں یہ ترجمہ اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ سابقہ ترجموں کے مقابلے میں اس ترجمے کی اشاعت زیادہ اہتمام اور احتیاط کے ساتھ ہوئی ہے اور مجموعی خوبیوں کے لحاظ سے مختلف علمی حلقوں میں بہ نظر پسندیدگی دیکھا گیا۔..................

اگرچہ ہندو ذہن اور ویدانتی فلسفے کے پیش نظر ہندی میں قرآن کریم پر کام کرنے کی ابھی بہت کچھ گنجائش باقی ہے۔

(۷)

اب سے ۳۰ - ۳۵ سال قبل ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ ایٹہ کے ایک برہمن پنڈت نے حمائل سائز پر ایک ہندی ترجمۂ قرآن شائع کیا تھا۔ اس ہندی ترجمے کی عام شہرت نہیں ہوئی اس وقت وہ نایاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ مہاراجہ بنارس کے کتب خانے میں بھی موجود ہے۔

اس ترجمہ کا ناشر شدید قسم کے تعصب کا شکار تھا چنانچہ اس ترجمے کے دیباچے میں اس نے لکھا تھا کہ قرآن ایسی کتاب نہیں ہے جسے مسلمان ہندوؤں کے سامنے پیش کر سکیں۔ قرآن تو دراصل عرب کے جاہل لوگوں کے لئے تھا۔ ع بریں عقل و دانش بباید گریست

پورا دیباچہ اسی قسم کی خرافات سے بھرا ہوا ہے، لیکن اس وقت اس ترجمے کے بارے میں عام طور پر لوگ بالکل کچھ نہیں جانتے۔

گجراتی زبان میں

قرآن کریم کی مجتہد

تراجم و تفاسیر

۱-	ترجمہ	عبدالقادر بن لقمان	۱۸۷۹ء	مطبوعہ بمبئی
۲-	ترجمہ	حافظ عبدالرشید	۱۸۹۲ء	؍؍ دہلی
۳-	ترجمہ مع تفسیر	حاجی غلام علی حاجی اسمٰعیل	۱۹۰۱ء	؍؍ احمدآباد
۴-	ترجمۂ قرآن	شیخ محمد اصفہانی	۱۹۰۲ء	؍؍ بمبئی
۵-	ترجمہ	پیر محمد یعقوب چشتی	۱۹۳۵ء	؍؍ ؍؍
۶-	ترجمہ	؟	۱۹۰۱ء اور ۱۹۲۵ء کے درمیان شائع ہوا	
۷-	ترجمہ مع تفسیری حاشی	احمد بھائی سلیمان جمانی	۱۹۳۰	بمبئی
۸-	ترجمہ	عزیز اللہ خطیب	۱۹۵۵ء	احمدآباد
۹-	ترجمہ مع تفسیر	مولانا عبدالرحیم صادق		سورت

قرآن کریم کے گجراتی تراجم

(۱) گجراتی کا سب سے پہلا ترجمہ

عبدالقادر بن لقمان نے کیا، جو ۱۸۷۹ء میں بمبئی سے شائع ہوا۔

(۲) دوسرا ترجمہ

حاجی غلام علی حاجی اسماعیل بھاؤ نگری ایڈیٹر "راہ نجات" نے کیا تھا جو ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں .... شائع ہوا تھا۔ اس کے ایک صفحہ پر عربی متن ہے دوسرے صفحہ پر گجراتی ترجمہ و تفسیر ساتھ ساتھ ہے۔ احمد آباد کے اثنا عشری پریس میں طبع ہوا۔ یہ ترجمہ شیعی نقطہ نظر کا حامل ہے مترجم حاجی غلام علی کا ابھی پچھلے دنوں کراچی میں انتقال ہوا ہے۔

(۳) تیسرا ترجمہ

حافظ عبدالرشید نے کیا جو ۱۳۱۱ ہجری میں دہلی سے شائع ہوا

یہ ترجمہ سنی نقطۂ نظر سے کیا گیا جو ابتداءً کافی عرصہ تک مقبول رہا لیکن بعد میں دوسرے تراجم کے آجانے کی وجہ سے نایاب ہوگیا اب یہ دوبارہ چھپا بھی ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق کوئی حتمی بابت کم از کم راقم کے علم میں نہیں ہے!

(۴) چوتھا ترجمہ

حبیب میموریل ٹرسٹ کراچی نے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا جو درحقیقت اس ترجمے کا چوتھا ایڈیشن ہے، اس کا پہلا ایڈیشن بمبئی سے ۱۹۳۰ء میں نکلا تھا اس میں صرف گجراتی ترجمہ اور حواشی ہیں۔ عربی متن پہلے ایڈیشن میں نہیں تھا، بعد کے ایڈیشنوں میں عربی متن بھی شامل ہے۔

مترجم کا نام احمد بھائی سلیمان جھائی ہے۔ آخری تینوں ایڈیشن "پاکستان ہیرالڈ پریس کراچی" سے شائع ہوئے ہیں۔ ایک کالم میں متن ہے دوسرے کالم میں ترجمہ ہے، فٹ نوٹ میں مختصر سے حواشی ہیں جو تفسیری نوعیت کے حامل ہیں۔ یہ "حبیب میموریل ٹرسٹ"، اثنا عشری خوجوں کا ہے جس کا ہیڈ آفس پہلے بمبئی تھا اب کراچی منتقل ہوگیا ہے۔

(۵) پانچواں ترجمہ

اصفہانی کا ہے۔ یہ سب سے پہلے ۱۳۱۸ھ میں پھر ۱۳۲۶ھ میں

"مصطفوی پریس بمبئی" سے شائع ہوا۔ اس کے مترجم شیخ محمد اصفہانی (مغل شیعہ) تھے، لیکن بعض وجوہ سے یہ ترجمہ مقبول نہ ہو سکا اور اس کی بہت سی جلدیں ردی کے بھاؤ بازار میں فروخت ہوئیں۔

(٦) چھٹا ترجمہ

یہ ترجمہ حامل متن نہیں ہے صرف گجراتی ترجمہ پر مشتمل ہے، اس کے مترجم صوفی مولوی حکیم پیر محمد یعقوب چشتی صابری تھے۔ یہ ١٩٢٥ء میں خلافت پریس بمبئی سے شائع ہوا تھا، اس کے شروع میں آیات کے استخراج کا ایک انڈکس ٤٠ صفحات پر مشتمل ہے۔

(٧) ساتواں ترجمہ

یہ ١٩٥٥ء میں احمد آباد سے فیض پبلشرز نے شائع کیا۔ اس میں قرآن کریم کا عربی متن گجراتی رسم خط میں ہے، اس کا ترجمہ اردو زبان اور گجراتی حروف میں چھپا ہے جو بین السطور درج ہے۔ مترجم عزیز اشد خطیب مرحوم گودھری تھے ترجمہ تمام و کمال شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ کے ترجموں کی نقل ہے

(٨) آٹھواں ترجمہ

یہ مولانا غلام محمد صادق راندیری کی سعی ہے جو ترجمہ و تفسیر پر مشتمل ہے یہ ترجمہ ١٣٦٦ھ / ١٩٤٧ء میں "مسلم گجرات پریس سورت" سے شائع ہوا۔ دراصل یہ ترجمہ

وتفسیر مولانا شمس الدین بڑودی کی محنت کا نتیجہ ہے مگر ترجمہ مولانا عبدالرحیم صادق کے نام سے اشاعت پذیر ہوا۔

اس ترجمے میں دو کالم کئے گئے ہیں ایک میں عربی متن ہے دوسرے کالم میں ترجمہ ہے، فٹ نوٹس میں تفسیری فوائد ہیں، ترجمہ تمام تر شیخ الہندؒ اور حضرت تھانویؒ کے ترجموں سے مستفاد ہے، تفسیری فوائد مولانا عثمانیؒ کے تفسیری حواشی سے ماخوذ ہیں۔

یہ ترجمہ دو جلدوں پر مشتمل ہے اور ۱۴۶۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ابتدا میں ۱۱۸ صفحات پر مقدمہ ہے، ترجمے کی زبان رواں اور ہلکی پھلکی ہے، گجراتی کے دوسرے تراجم کے مقابلے میں یہ سب سے زیادہ مقبول ہے۔

(۹) نواں ترجمہ

یہ ایک اور ترجمہ ہے جو نصف صدی قبل شمالی گجرات کے کسی شہر سے شائع ہوا تھا، عربی متن بھی گجراتی ترجمے کے ساتھ تھا۔ اس کی اشاعت لیتھو پریس پر ہوئی تھی۔

مگر اب یہ ترجمہ زاویۂ خمول میں ہے، اس کے بارے میں اس وقت اس سے زیادہ تفصیلات فراہم نہیں ہو سکیں۔ گجراتی میں اب تک اس کے ..... علاوہ تراجم وتفاسیر پر کوئی اور مستقل کام نہیں ہوا البتہ مختلف سورتوں کی الگ الگ تفسیریں ملتی ہیں۔ مستند اور مستقل

تفسیر اہل سنت والجماعت کے نقطۂ نظر سے (۸) کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔

مآخذ

۱ - برہان جلد ۴ شمارہ ۲ - فروری ۱۹۴۰ء
۲ - مکتوب مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدرس مدرسہ اشرفیہ راندیر
بنام مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند
۳ - مکتوب سید حبیب الرحمٰن غزنوی۔ مدیر "آب حیات"
احمد آباد - گجرات
بنام مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند

متفرق

ایشیائی تراجم

عبرانی تراجم

(۱) ترجمہ اٹالین زبان سے وینس میں ہوا ۱۵۴۷ء

(۲) ترجمہ رکنڈرف مطبوعہ لپزگ ۱۸۵۷ء

(۳) ترجمہ رولین مطبوعہ قدس ۱۹۳۲ء

(۴) ترجمہ نامعلوم الاسم

(۵) ترجمہ جیکب لیوی

ترکی تراجم

(۱) قرآن عربی متن مع ترکی تفسیر و ترجمہ محمد بک ۱۳۲۰ھ بحاریہ پریس قسطنطنیہ

(۲) تفسیر تبیان ۱۲۶۷ مطبعۃ المصریہ، مصر

(۳) ترجمۃ القرآن ابراہیم حلمی

(۴) تفسیر المواکب المطبعۃ العامرہ آستانہ سے ۱۲۸۲ھ میں شائع ہوئی

(۵) ترجمہ مع تفسیر شیخ احمد زید ۱۳۵۰ھ

ابھی حال میں فاضل محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنے ایک مضمون میں ترکی زبان کے ہیں تراجم کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی تفصیلی معلومات افسوس ہے کہ راقم کی دسترس

متفرّق

ایشیائی تراجم

عبرانی تراجم

(۱) ترجمہ اٹالین زبان سے وینس میں ہوا ۱۵۴۷ء
(۲) ترجمہ رکنڈرف مطبوعہ لپزگ ۱۸۵۷ء
(۳) ترجمہ رولین مطبوعہ قدس ۱۹۳۲ء
(۴) ترجمہ نامعلوم الاسم
(۵) ترجمہ جیکب لیوی

ترکی تراجم

(۱) قرآن عربی متن مع ترکی تفسیر و ترجمہ محمد بک ۱۳۲۰ھ
بخاریہ پریس قسطنطنیہ
(۲) تفسیر تبیان ۱۲۶۷ھ مطبعۃ المصریہ، مصر
(۳) ترجمۃ القرآن ابراہیم حلمی
(۴) تفسیر المواکب المطبعۃ العامرہ آستانہ سے ۱۲۸۲ھ میں شائع ہوئی
(۵) ترجمہ مع تفسیر شیخ احمد زید ۱۳۵۰ھ

ابھی حال میں فاضل محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنے ایک مضمون میں ترکی زبان کے بہت سے تراجم کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی تفصیلی معلومات افسوس ہے کہ راقم کی دسترس

سے فی الوقت باہر ہیں۔

جاوی تراجم

۱۔ ترجمہ نیاؤپاہ مطبوعہ سمارنگ ۱۹۰۳ء

انڈوچائنا تراجم

۱۔ ترجمہ احمد شاہ ۔ کو بنور میں طبع ہوا ۱۹۱۸ء

برمی تراجم

۱۔ ترجمہ احمد اللہ یوبا اودہ ۔ کے، آئی، ایچ

۲۔ ترجمہ مولوی رحمت اللہ مبلغ جمعیۃ علماء برما ۔ رنگون

جاپانی تراجم

۱۔ ترجمہ اسکا موٹو مطبوعہ ٹوکیو

۲۔ ترجمہ آکاج عمر میتساول یہ ترجمہ ابھی طبع نہیں ہوا ۔ رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام ہوا

چینی تراجم

۱۔ ترجمہ پاؤ من چین چنگ مطبوعہ

۲- ترجمہ لوین — مطبوعہ جودھواجوز ۱۹۲۳ء

۳- ترجمہ جن چوک لی — مطبوعہ شنگھائی ۱۹۳۱ء

۴- ترجمہ چی چشنگ — شائع کردہ زیر اہتمام رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۰ء کے بعد ابھی حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

۵- ترجمہ — نامعلوم الاسم

سواحلی تراجم

۱- ترجمہ ڈول — مطبوعہ لندن ۱۹۲۳ء۔ مترجم زنجبار میں پادری تھا۔

۲- ترجمہ قرآن — انجمن اسلامیہ نیروبی

۳- ترجمہ قرآن — زنجبار

۴- ترجمہ — مولانا محمد اسحاق صاحب سرحدی نے ترجمۂ قرآن کریم کا کام شروع کیا تھا جو غالباً مکمل ہو چکا۔

فلپائنی ترجمہ

۱- ترجمہ قرآن کریم — احمد ڈو — رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام طبع ہوا ہے

ہوسی[15] ترجمہ

۱- ترجمہ آدم بن محمد — افریقین اسلامک سوسائٹی لندن کے اہتمام سے زیر طبع ہے

---

[15] افریقہ کے ایک بڑے مسلم قبائلی سلسلے ہوسا HOSA کی زبان

سے فی الوقت باہر ہیں۔

جاوی تراجم

۱۔ ترجمہ نیاؤپاہ مطبوعہ سمارنگ سنہ

انڈوچائنا تراجم

۱۔ ترجمہ احمد شاہ۔ کوینور میں طبع ہوا سنہ ۱۹۱۸ء

برمی تراجم

۱۔ ترجمہ احمد اللہ یوبا اودہ۔ کے، آئی، ایچ

۲۔ ترجمہ مولوی رحمت اللہ مبلغ جمعیۃ علماء برما۔ رنگون

جاپانی تراجم

۱۔ ترجمہ اسکا موٹو مطبوعہ ٹوکیو

۲۔ ترجمہ آکاج عمر میتساول یہ ترجمہ ابھی طبع نہیں ہوا۔ رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام چھپ رہا ہے

چینی تراجم

۔ ترجمہ پاؤمن چین چنگ مطبوعہ سنہ ۱۹

۲- ترجمہ لوین — مطبوعہ جودھوا جوز ۱۹۲۳ء

۳- ترجمہ جن چوک لی — مطبوعہ شنگھائی ۱۹۳۱ء

۴- ترجمہ چی چشنگ — شائع کردہ زیر اہتمام رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۰ء کے بعد ابھی حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

۵- ترجمہ — نامعلوم الاسم

سواحلی تراجم

۱- ترجمہ ڈول — مطبوعہ لندن ۱۹۲۳ء۔ مترجم زنجبار میں پادری تھا۔

۲- ترجمہ قرآن — انجمن اسلامیہ نیروبی

۳- ترجمہ قرآن — زنجبار

۴- ترجمہ — مولانا محمد اسحاق صاحب سرحدی نے ترجمۂ قرآن کریم کا کام شروع کیا تھا جو غالباً مکمل ہو چکا۔

فلپائنی ترجمہ

۱- ترجمہ قرآن کریم — احمد ڈو — رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام طبع ہو گیا ہے

ہوسا ترجمہ

۱- ترجمہ آدم ابن محمد — افریقین اسلامک سوسائٹی لندن کے اہتمام سے زیر طبع ہے

---

۵۱ افریقہ کا ایک ملک صومالیہ، ہوسا HOSA ۔۔۔ ہا

سے فی الوقت باہر ہیں۔

جاوی تراجم

۱۔ ترجمہ نیاؤپاہ مطبوعہ سمارنگ ۱۹۰۳ء

انڈوچائنا تراجم

۱۔ ترجمہ احمد شاہ ۔ کوبنور میں طبع ہوا ۱۹۱۸ء

برمی تراجم

۱۔ ترجمہ احمد اللہ یوبا اودہ ۔ کے، آئی، ایچ

۲۔ ترجمہ مولوی رحمت اللہ مبلغ جمیعۃ علماء برما ۔ رنگون

جاپانی تراجم

۱۔ ترجمہ اسکاموٹو مطبوعہ ٹوکیو

۲۔ ترجمہ آکاج عمر میتساول یہ ترجمہ ابھی طبع
نہیں ہوا ۔ رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام چھپے

چینی تراجم

۱۔ ترجمہ پاؤمن چین چنگ مطبوعہ سنہ ۱۹۵

۲- ترجمہ لوین — مطبوعہ جودھا جوز ۱۹۲۳ء
۳- ترجمہ جن چوک لی — مطبوعہ شنگھائی ۱۹۳۱ء
۴- ترجمہ چی چشنگ — شائع کردہ زیر اہتمام رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۰ء کے بعد ابھی حال ہی میں شائع ہوا ہے۔
۵- ترجمہ — نامعلوم الاسم

سواحلی تراجم

۱- ترجمہ ڈول — مطبوعہ لندن ۱۹۲۳ء۔ مترجم زنجبار میں پادری تھا۔
۲- ترجمہ قرآن — انجمن اسلامیہ نیروبی
۳- ترجمہ قرآن — زنجبار
۴- ترجمہ — مولانا محمد اسحاق صاحب سرحدی نے ترجمۂ قرآن کریم کا کام شروع کیا تھا جو غالباً مکمل ہو چکا۔

فلپائنی ترجمہ

۱- ترجمہ قرآن کریم — احمد ڈو — رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام طبع ہو رہا ہے

ہوسی[۱] ترجمہ

۱- ترجمہ آدم بن محمد — افریقین اسلامک سوسائٹی لندن کے اہتمام سے زیر طبع ہے

---

[۱] افریقہ کا ایک بڑا مسلم قبائلی سلسلہ ہوسا HOSA کی زبان

سے فی الوقت باہر ہیں۔

جاوی تراجم

۱۔ ترجمہ نیاؤپاہ مطبوعہ سمارنگ ۹۰۳ء

انڈو چائنا تراجم

۱۔ ترجمہ احمد شاہ ۔ کوبنور میں طبع ہوا ۱۹۱۸ء

برمی تراجم

۱۔ ترجمہ احمد اللہ یوبا اودہ ۔ کے، آئی، ایچ

۲۔ ترجمہ مولوی رحمت اللہ مبلغ جمعیۃ علماء برما ۔ رنگون

جاپانی تراجم

۱۔ ترجمہ اسکاموٹو مطبوعہ ٹوکیو

۲۔ ترجمہ آکاج عمر میتساول یہ ترجمہ ابھی طبع نہیں ہوا۔ رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام

چینی تراجم

۱۔ ترجمہ پاؤمن چین چنگ مطبوعہ

۲- ترجمہ لوین — مطبوعہ جودھواجوز ۱۹۲۳ء

۳- ترجمہ جن چوک لی — مطبوعہ شنگھائی ۱۹۳۱ء

۴- ترجمہ چی چشنگ — شائع کردہ زیر اہتمام رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۰ء کے بعد ابھی حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

۵- ترجمہ — نامعلوم الاسم

سواحلی تراجم

۱- ترجمہ ڈول — مطبوعہ لندن ۱۹۲۳ء۔ مترجم زنجبار میں پادری تھا۔

۲- ترجمہ قرآن — انجمن اسلامیہ نیروبی

۳- ترجمہ قرآن — زنجبار

۴- ترجمہ — مولانا محمد اسحاق صاحب سرحدی نے ترجمۂ قرآن کریم کا کام شروع کیا تھا جو غالباً مکمل ہو چکا۔

فلپائنی ترجمہ

۱- ترجمہ قرآن کریم — احمد ڈو — رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام طبع ہو رہا ہے

ہوسا[1] ترجمہ

۱- ترجمہ آدم بن محمد — افریقین اسلامک سوسائٹی لندن کے اہتمام سے زیر طبع ہے

[1] افریقہ کے ایک بڑے مسلم قبائلی سلسلے ہوسا HOSA کی زبان

سے فی الوقت باہر ہیں۔

جاوی تراجم

۱۔ ترجمہ نیاؤپاہ مطبوعہ سمارنگ ۱۹۰۳ء

انڈوچائنا تراجم

۱۔ ترجمہ احمد شاہ ۔ کوہنور میں طبع ہوا ۱۹۱۸ء

برمی تراجم

۱۔ ترجمہ احمداللہ یوبا اودہ ۔ کے، آئی، ایچ

۲۔ ترجمہ مولوی رحمت اللہ مبلغ جمعیۃ علما، برما۔ رنگون

جاپانی تراجم

۱۔ ترجمہ اسکاموٹو مطبوعہ ٹوکیو

۲۔ ترجمہ آکاج عمر میتساول یہ ترجمہ ابھی طبع نہیں ہوا۔ رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام ہوا ہے

چینی تراجم

۱۔ ترجمہ پادمن چین چنگ مطبوعہ ۱۹

۲- ترجمہ لوین — مطبوعہ جودھواجوز ۱۹۲۳ء

۳- ترجمہ جن چوک لی — مطبوعہ شنگھائی ۱۹۳۱ء

۴- ترجمہ چی چشنگ — شائع کردہ زیر اہتمام رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۰ء کے بعد ابھی حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

۵- ترجمہ — نامعلوم الاسم

سواحلی تراجم

۱- ترجمہ ڈول — مطبوعہ لندن ۱۹۲۳ء۔ مترجم زنجبار میں پادری تھا۔

۲- ترجمہ قرآن — انجمن اسلامیہ نیر دہلی

۳- ترجمہ قرآن — زنجبار

۴- ترجمہ — مولانا محمد اسحاق صاحب سرحدی نے ترجمۂ قرآن کریم کا کام شروع کیا تھا جو غالباً مکمل ہو چکا۔

فلپائنی ترجمہ

۱- ترجمہ قرآن کریم — احمد ڈو — رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام طبع ہو رہا ہے

ہوسی[۱۵] ترجمہ

۱- ترجمہ آدم بن محمد — افریقین اسلامک سوسائٹی لندن کے اہتمام سے زیر طبع ہے

۱۵؎ افریقہ کے ایک بڑے نو مسلم قبائلی سلسلے ہوسا HOSA کی زبان

سے فی الوقت باہر ہیں۔

جاوی تراجم

۱۔ ترجمہ نیاؤپاہ مطبوعہ سمارنگ ۱۹۰۳ء

انڈوچائنا تراجم

۱۔ ترجمہ احمد شاہ ۔ کوینور میں طبع ہوا ۱۹۱۸ء

برمی تراجم

۱۔ ترجمہ احمد اللہ یوبا اودہ۔ کے، آئی، ایچ

۲۔ ترجمہ مولوی رحمت اللہ مبلغ جمعیۃ علما، برما۔ رنگون

جاپانی تراجم

۱۔ ترجمہ اسکا موٹو مطبوعہ ٹوکیو

۲۔ ترجمہ آکاج عمر ییتساول یہ ترجمہ ابھی طبع نہیں ہوا۔ رابطۂ عالم اسلامی کے زیر اہتمام چھپے

چینی تراجم

۱۔ ترجمہ پاؤمن چین چنگ مطبوعہ ۱۹ء

۲۔ ترجمہ لوین — مطبوعہ جودھوا جوز ۱۹۲۳ء

۳۔ ترجمہ جن چوک لی — مطبوعہ شنگھائی ۱۹۳۱ء

۴۔ ترجمہ چی چشنگ — شائع کردہ زیرِ اہتمام رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۰ء کے بعد ابھی حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

۵۔ ترجمہ — نامعلوم الاسم

سواحلی تراجم

۱۔ ترجمہ ڈول — مطبوعہ لندن ۱۹۲۳ء۔ مترجم زنجبار میں پادری تھا۔

۲۔ ترجمہ قرآن — انجمن اسلامیہ نیروبی

۳۔ ترجمہ قرآن — زنجبار

۴۔ ترجمہ — مولانا محمد اسحاق صاحب سرحدی نے ترجمۂ قرآن کریم کا کام شروع کیا تھا جو غالباً مکمل ہو چکا۔

فلپائنی ترجمہ

۱۔ ترجمہ قرآن کریم — احمد ڈو — رابطۂ عالم اسلامی کے زیرِ اہتمام طبع ہو رہا ہے

ہوسی[۱] ترجمہ

۱۔ ترجمہ آدم بن محمد — افریقین اسلامک سوسائٹی لندن کے اہتمام سے زیرِ طبع ہے

---

[۱] افریقہ کا ایک بڑا مسلم قبائلی سلسلہ ہوسا HOSA کی زبان

ایتھوپین[1] تراجم

۱- ترجمہ راشد انتھونی — افریقن اسلامک سوسائٹی لندن کے اہتمام سے زیر طبع ہے

مالٹی تراجم

۱- ترجمہ پروفیسر سیکوٹن — مالٹا یونیورسٹی۔ ابھی شائع نہیں ہوا

تلیگو تراجم

۱- ترجمۂ قرآن — نرائن راؤ، ایم، اے

۲- ترجمۂ قرآن — ونکٹارمن — مدراس

۳- تفسیر قرآن کریم — مولانا عبدالغفور کرنولی (فاضل دیوبند)

تلیگو زبان میں یہ واحد تفسیر ہے۔ اس میں پہلے تلیگو رسم خط میں متن قرآن ہے اس کے نیچے آیت متعلقہ کا ترجمہ ہے، پھر اس کی تفسیر کی گئی ہے

اس تفسیر کے تین پارے پہلی بار ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئے تھے۔ اس کے بعد نواب مقصود جنگ افسر الاطبا کے پیش لفظ کے ساتھ مکمل تفسیر دو جلدوں پر مشتمل ۱۹۴۹ء میں... شائع ہوئی۔

اس کا دوسرا ایڈیشن پچھلے دنوں "انصاری پرنٹرس وجے واڑہ" سے ۱۹۶۳ء میں خود مفسر نے شائع کرایا ہے۔ جلد اول ۸۰۷۴ صفحات پر اور جلد ثانی ۸۶۸ صفحات

---

[1] ایتھوپیا یعنی حبشہ کی زبان

پر مشتمل ہے۔ مفسر نے ایک خاص اہتمام یہ کیا ہے کہ عربی کے جن الفاظ کا کوئی بدل اور تلفظ تلیگو میں موجود نہیں تھا اس کے لئے مخصوص علامات مقرر کیں اور اصطلاحات وضع کر کے تلیگو میں عربی متن قرآن کے تلفظ کو سہل بنانے کی کوشش کی ہے تفسیر کے شروع ہی میں مفسر نے اس سلسلے میں واضح ہدایات درج کر دی ہیں۔ اس طرح قرآن کو تلیگو رسم خط میں حتی الامکان صحیح پڑھنے کی ایک صورت تجویز کی ہے جس سے الفاظ قرآن کی تحریف کا اندیشہ باقی نہیں رہا۔

سنسکرت تراجم

۱۔ بحوالہ جاوِن۔ فل سکیپ سائز۔ ۷۱۶ صفحات پر مشتمل۔ رزاقی پریس کانپور سے لیتھو کے ذریعہ ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا

۲۔ ایچ گنڈے راؤ نے بھی چند پاروں کا ترجمہ کیا ہے، طبع ہو سکا یا نہیں یہ دریافت نہیں ہوا۔

گورمکھی تراجم

۱۔ ترجمہ شیخ محمد یوسف قادیان

بنگالی تراجم

۱۔ ترجمہ ترجمہ مجلس علماء ۱۸۹۲ء کلکتہ

۲۔ ترجمہ گریش چندر سین۔ اس ترجمے کی نشان دہی ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی مرتبہ ایک قدیم فہرست میں کی گئی ہے مگر کسی اور ذریعے سے

اس ترجمے کی تحقیق اب تک نہ ہو سکی۔ ہو سکتا ہے یہ ترجمہ وہی مذکورہ ترجمہ ہو جو علماء کے ایک بورڈ نے کیا تھا اور بعد میں گریش چندر سین نے اس پر نظر ثانی کی ہو۔

۳۔ ترجمہ گولڈسیک پہلی بار ۱۹۰۸ء میں دوسری مرتبہ ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا۔

۴۔ نعیم الدین و غلام سرور ۱۸۹۹ء

۵۔ مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی کے ترجمۂ قرآن کو بنگالی میں منتقل کیا گیا ۱۹۰۱ء اردو میں یہ ترجمہ تفسیر حقانی کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ بنگلہ میں صرف ترجمے کو منتقل کیا گیا۔ مترجم کا نام "دھومیاں" ہے

۶۔ اردو کے پہلے مترجم شاہ رفیع الدین دہلوی کا ترجمہ بنگالی میں منتقل کیا گیا ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۰ء۔ اس کے علاوہ پاکستان بننے کے بعد کچھ اور جزوی تراجم بھی غالباً وجود میں آئے ہیں مگر ہنوز متعلقہ تفصیلات سامنے نہیں آسکیں۔

کنڑی تراجم

۱۔ ترجمہ (مولانا اشرف علی تھانوی) ۱۶ پارے دارالاشاعت بنگلور ۱۹۲۶ء

سندھی تراجم

۱۔ ترجمہ عزیز اللہ المتعلوی ۱۸۷۵ء مطبوعہ بمبئی

۲- ترجمہ محمد صدیق عبدالرحمٰن ۱۸۷۹ء مطبوعہ بمبئی

پنجابی تراجم

۱- تفسیر محمدی (منظوم) حافظ محمد مبارک اللہ ۱۸۷۰ء ۱۲۸۶ھ
میں شروع کی ۱۲۹۶ھ میں تمام ہوئی ۱۳۰۰ھ میں پہلی جلد چھپی۔

۲- ترجمہ ہدایت اللہ غلزئی ۱۸۸۷ء لاہور

۳- ترجمہ شمس الدین بخاری ۱۸۹۴ء امرتسر

۴- ترجمہ فیروزالدین ۱۹۰۳ء امرتسر

۵- تفسیر سورہ یوسف مولوی غلام رسول

۶- اکرام محمد تفسیر سورہ والضحیٰ عبدالستار

مرہٹی تراجم

۱- ترجمۂ قرآن حکیم صوفی میر یعقوب خاں مطبوعہ بمبئی

ٹیمل ترجمہ

۱- ترجمۂ قرآن اسلامک پبلشنگ ہاؤس بنگلور

ملیالم تراجم

۱- ترجمہ ایس۔ این کرشنا راؤ کوچین

۲۔ ترجمہ و تفسیر — مولانا سی، این احمد مولوی باقوی۔ انصاری بکڈپو کالی کٹ

۳۔ ترجمہ و تفسیر (مع متن قرآن) — اسلامک پبلشنگ ہاؤس۔ بنگلور

پشتو تراجم

۱۔ تفسیر سورہ والضحیٰ (منظوم)

اس کے مصنف غلام محمد نامی ہیں۔ یہ تفسیر غالباً بارہویں صدی کے آخری حصے میں لکھی گئی ہے جو شیخ حمید الدین ناگوری کی تفسیر "بحر المرجان" سے ماخوذ ہے لیکن اس وقت تفسیر سورہ والضحیٰ کے نام سے جو کتاب بازار میں دستیاب ہے وہ اس قدیم تفسیر سے بہت کچھ مختلف ہے۔

۲۔ تفسیر یسیر

یہ غالباً پشتو زبان میں پہلی تفسیری کوشش ہے جو پایۂ تکمیل کو پہونچ سکی اس کی تصنیف ۱۲۸۱ھ میں شروع ہوئی اور ۱۲۸۴ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ مولانا مراد علی صاحب کی تالیف ہے جو جلال آباد کے نواح کے رہنے والے تھے اور اپنے زہد و تقویٰ اور علم و فضل میں بہت ممتاز حیثیت کے حامل تھے، عربی، فارسی اور پشتو زبان پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ سلسلۂ اصلاح و ارشاد بہت وسیع تھا اس لئے یہ تفسیر ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔ مؤلف نے آیات کو چند حصوں میں تقسیم کر کے ان کی تشریح و ترجمے کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ آیت کے اختتام پر تفسیر سے متعلق زائد امور کا ذکر کرتے ہیں۔ ترجمے کی نوعیت نہ لفظی ہے نہ بامحاورہ ہے بَین بَین ایک طرز ہے البتہ ترجمہ اور تفسیر میں کوئی امتیاز

نہیں برتا گیا۔ عام آدمی کو ترجمہ و تفسیر میں تمیز نہیں ہو سکتی لیکن یہ ضرور ہے کہ مفہوم آیت پوری آیت کی تشریح پڑھ کر ذہن نشین ہو جاتا ہے اس لئے یہ تفسیر عام طور پر مقبول رہی ہے اگرچہ سو برس پیشتر کی یہ تفسیر اپنی زبان و بیان کی قدامت اور طرز ادا کے لحاظ سے اس دور میں عام فہم نہیں رہی اسی وجہ سے بعد میں اس تفسیر کے مشکل الفاظ و مقامات کی شرح کے طور پر متعدد حضرات نے اس پر کچھ حواشی کا بھی اضافہ کر دیا ان میں ایک متداول شرح "تیسیر الیسیر" اور دوسری "نوق الیسیر" کے نام سے ملتی ہے۔

۳۔ مخزن التفاسیر

یہ تفسیر چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں لکھی گئی، اس کے مؤلف مولانا محمد الیاس کوچیانی تھے۔ کوچیان پشاور کے نواح میں ایک موضع ہے۔ "تفسیر یسیر" میں ترجمہ اور تفسیر میں کوئی امتیاز نہیں تھا ایک قاری کے لئے یہ سمجھنا دشوار تھا کہ کونسا لفظ کس عربی لفظ کا ترجمہ ہے اس مخلوط انداز بیان کی وجہ سے "تفسیر یسیر" ترجمہ اور تشریح کے ذوق اور معیار پر یقیناً پوری نہیں اُتری تھی، اسی ضرورت کے تحت مصنف نے "مخزن التفاسیر" لکھی جس میں اس بات کا لحاظ رکھا کہ پشتو زبان میں لفظی ترجمہ عربی عبارت کے نیچے اس طرح آگیا کہ ہر عربی لفظ کا پشتو ترجمہ بآسانی معلوم ہو جائے اور تفسیری نوٹ حاشئے پر دیئے ہیں اس لحاظ سے یہ تفسیر نسبتاً عام فہم تفسیر بن گئی۔ ترجمہ اگرچہ تحت اللفظ ہے مگر اس میں عربی یا فارسی کے ثقیل الفاظ کم سے کم استعمال کئے گئے۔

لیکن یہ ترجمہ اس درجہ مقبول نہ ہو سکا جتنا اس کو ہونا چاہیئے تھا۔ اس کی بنیادی وجہ غالباً یہ تھی کہ اس کا طرز کتابت مکمل اور معیاری نہیں تھا کیونکہ پشتو زبان کا کوئی متعینہ رسم خط نہیں ہے۔ اس کا سارا دارومدار کاتب کی علمیت و قابلیت پر

ہوتا ہے۔ پھر شاید یہ وجہ بھی ہو کہ اس کی طباعت کا پشاور کے کسی ناشر سے معاملہ کرنے کے بجائے دہلی کے مطبع خادم الاسلام سے معاملہ کیا ۱۳۳۲ھ میں یہ تفسیر دہلی میں چھپی چنانچہ مقامی ناشرین نے اس کی توسیع واشاعت میں مصنف کا ہاتھ نہیں بٹایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پشتو زبان کے علاقے میں اس تفسیر کے نسخے زیادہ عام نہ ہو سکے اور دہلی میں اس کا ایک بڑا ذخیرہ جمع رہا جہاں پشتو زبان کی کسی کتاب کی نکاسی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے، غالباً دہلی میں جمع شدہ "مخزن التفاسیر" کا ذخیرہ ضائع ہو گیا۔

۴۔ ترجمہ مولانا عبدالحق درھنگوی

یہ تیسرا ترجمہ بھی مولانا کوچائی ہی کے علاقے کے ایک فاضل مولانا عبدالحق درھنگوی نے شائع کیا جن کو پشتو زبان میں زبردست مہارت حاصل تھی، وہ قادر الکلام عالم تھے چنانچہ انھوں نے سابقہ ہر دو تراجم کے مقابلے میں نسبتاً آسان زبان میں ترجمہ لیا جو ایک طرف لفظی تھا تو دوسری طرف عام فہم بھی تھا۔ یہ ترجمہ ایسے جلی رسم خط میں چھپا ہے کہ بہت جلد لوگوں میں مقبول ہو گیا۔ ترجمے کے ساتھ حواشی بھی ہیں جو مختلف تفاسیر سے ماخوذ ہیں۔ کتاب کی ضخامت ایک ہزار صفحات کے قریب ہے۔

۵۔ تفسیر حسینی

مشہور واعظ و مصنف ملا حسین کاشفی کی تفسیر حسینی کا پشاور کے ایک رئیس قاضی محمد حسن جان نے مولانا عبداللہ وارث کوئی ؒ اور مولانا عبدالعزیز عادل گڑھی سے پشتو ترجمہ اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ ترجمہ "تفسیر حسینی" کے نام سے بمبئی میں چھپا ہے ترجمے کی زبان میں کوئی ندرت نہیں ہے۔

۶- ترجمہ ترجمۂ شیخ الہند

اسی زمانہ میں برصغیر کے مشہور و ممتاز عالم شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے اردو ترجمے کو پشتو زبان میں منتقل کرنے کا کام چند جید علماء نے انجام دیا حضرت شیخ الہند کے ترجمے کو ترجمے کی حیثیت سے اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے تفسیری حواشی کو حواشی ہی کی شکل میں پشتو میں منتقل کیا۔

یہ پوری تفسیر چار ہزار صفحات پر مشتمل ہے ترجمہ تحت اللفظ ہے اور اسی اردو ترجمے کی طرح بامحاورہ اور رواں دواں ہے جو اس پشتو ترجمے کی اصل ہے۔ لیکن اہل زبان اور ارباب نظر کی رائے میں یہ ترجمہ عربی فارسی کے ثقیل الفاظ کی وجہ سے عام فہم نہیں رہا۔ زبان کی ثقالت اور قیمت کی زیادتی کے سبب اس ترجمے کو وہ عوامی مقبولیت حاصل نہ ہو سکی جس کا یہ ترجمہ درحقیقت مستحق ہے۔

۷۔ تفسیر ودودی

آزادی ہند اور قیام پاکستان کے بعد مولانا فضل ودود نے قرآن کریم کے پندرہ پاروں کا ترجمہ و تفسیر شائع کی۔ مؤلف عربی اور پشتو کے بہترین خوشنویس ہیں۔ انھوں نے سترہ پاروں کا لفظی ترجمہ لکھا مگر قوسین میں تفہیمی جملے اضافہ کر کے اس کو بامحاورہ بنانے کی کوشش کی۔ حواشی پر مختلف عربی تفاسیر سے متعلقہ فوائد نقل کیے، لیکن مصنف نے نصف قرآن کریم شائع کر کے بقیہ حصے کی خدمت سے دستکشی اختیار کر لی جس کی تکمیل مردان کے مولانا گل رحیم الاسماری نے کی، اتفاق سے یہ بھی ایک عمدہ خوشنویس ہیں۔ اس طرح تفسیر مکمل ہو کر منظر عام پر آگئی

۸۔کشاف القرآن

اس کے مؤلف حافظ محمد ادریس صاحب لیکچرر شعبۂ عربی پشاور یونیورسٹی ہیں ترجمہ بامحاورہ اور سلیس ہے تفسیری حصے میں ربط آیات اور شان نزول پر ضروری گفتگو ہے اسرائیلیات سے یہ تفسیر پاک ہے بعض مقامات پر مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت بھی ہے ۱۹۶۲ء میں اس تفسیر کی جلد اول شائع ہوئی جو پندرہ پاروں پر مشتمل ہے دوسری جلد بھی مکمل ہو چکی ہے مگر ابھی زیر طبع ہے۔

ان کے علاوہ بھی پشتو میں جزوی تراجم و تفاسیر شائع ہوئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

۹۔قصب السکر فی تفسیر سورۃ الکوثر

درحقیقت شیخ ابن تیمیہ کی تفسیر سورۃ الکوثر کا منظوم پشتو ترجمہ ہے ۱۲۹۶ھ میں امرتسر میں چھپی مصنف کا نام محتاج تحقیق ہے۔

۱۰۔تفسیر سورہ والضحیٰ - یہ منظوم تفسیر ہے مؤلف کون ہے اس کے بارہ میں کوئی محقق بات سامنے نہیں ہے اس سے قبل سورۂ والضحیٰ کی جس منظوم تفسیر کا ذکر آیا ہے وہ اس تفسیر سے یقیناً مختلف ہے

۱۱۔تفسیر بے نظیر - یہ آخری ۲ پاروں کی مختصر تفسیر ہے مصنف کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ تارک الدنیا ہو کر سیاحت کرتے چین جا پہنچا اور وہیں یہ تفسیر لکھی ۱۳۰۲ھ میں چھپی۔ مقدمہ منظوم ہے اور باقی کتاب نثر میں ہے۔

۱۲۔تفسیر الظاہر - کچھ دنوں قبل اس تفسیر کا صرف پہلا پارہ "تفسیر الظاہر" کے نام سے چھپا ہے

۱۳۔تفسیر مولانا گل بادشاہ صاحب - اکوڑہ خٹک کے مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے بھی ایک مبسوط تفسیر شروع کی تھی مگر اب تک اس کا بھی ایک ہی جزو چھپ سکا ہے۔

۱۴۔تفسیر حبیبی - مردان کے مولانا حبیب الرحمن صاحب نے سید رشید رضا کی مرتبہ مشہور تفسیر المنار کا خلاصہ پشتو زبان میں تفسیر حبیبی کے نام سے الگ الگ رسالوں کی شکل میں شروع کیا ہے اب تک اس کے ۱۲ پارے چھپ چکے ہیں

مغربی زبانوں میں

تراجمِ قرآن کریم

یورپ کی سرزمین میں اسلام کے قدم اگرچہ اسلامی لشکر کی یلغار کی بدولت پہونچے اور اندلس کے علاوہ کسی قطعۂ زمین میں دیر تک ٹک نہیں سکے لیکن تاریخی اعتبار سے اسلامی لشکر کشی کے اثرات یورپ کے قلب و جگر تک جا پہونچے چنانچہ مجاہدین اسلام ۹۲ھ سنہ ۷۱۱ء ہی میں اسپین کے جنوبی علاقے میں آچکے تھے اور تقریباً پون صدی تک یہ مجاہدین اسی خطے میں یکہ و تنہا جمے رہے، حتیٰ کہ "موسیٰ بن نصیر" اور "طارق" کی معرکہ آرائیوں نے ان مجاہدین کی اولاد کو ہسپانیہ کے اندرونی حصے میں گھسنے اور بسنے کا موقع فراہم کیا۔ عظیم سپہ سالار طارق کی رزم آرائیوں کی حد تو یہ تھی کہ وہ فرانس کے اندر جا گھسے اور "ناربن" کے مقام پر قبضہ کر لیا جسے اس دور میں "اربونہ" کہا جاتا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد شیر دل حکمراں عبدالرحمٰن الغافقی نے "بورڈو" فتح کر لیا جو اربونہ سے آگے تھا، اپنی مہم جو طبیعت کے تحت وہ سارے فرانس کو زیر نگیں کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے تو "پورتے" نامی شہر سے آگے چل کر شارل مارٹل سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی عبدالرحمٰن کے دلیرانہ ارادے اور ان کی باعظمت شخصیت سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ شارل مارٹل سے نمٹ کر اپنے ارادے کی تکمیل میں کامیاب ہو جاتے لیکن عین لڑائی کے میدان میں رات کے وقت خیمے کے اندر کسی جاسوس یا غدار نے اس عظیم جرنیل کو شہید کر کے تاریخ کا ورق الٹ دیا اور مجاہدین کا یہ سیلِ رواں جو اسلام کی تازہ دم قوتوں کا سرمایہ اپنے ساتھ لیکر یورپ پر چھا جانا چاہتا تھا خود بے کنٹرول ہو گیا

اور اسے عبدالرحمٰن الغافقی کی شہادت کے بعد واپس لوٹنا پڑا۔

اگرچہ اس کے بعد بھی اندلس کے حکمرانوں نے عبدالرحمٰن کے منصوبے کی تکمیل کے لئے فرانس میں آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن انھیں اندرونی کشمکش نے اس کا موقع نہ دیا اور یورپ کو اسلامی تعلیمات کا اثر قبول کرنے کے لئے صلیبی لڑائیوں کا کئی صدی تک انتظار کرنا پڑا۔ تاہم فرانس میں آج بھی ان شہداء کے مشہد موجود ہیں اور اہل علم وخبر ان تک پہونچ کر کبھی کبھی ایصال ثواب کا فریضہ انجام دے لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلامی تہذیب وتمدن کے آثار ہنوز فرانس میں موجود ہیں، جنوبی فرانس میں خاص طور پر قلعوں کے کھنڈر، سکے، ہتھیار اور اس قسم کی چیزیں ملتی ہیں جو اس کی شہادت دیتی ہیں کہ یہ ملک کبھی اسلامی اثرات کو قبول کر چکا ہے۔

سارے یورپ میں صرف فرانس ہی ایسا علاقہ ہے جہاں اسلامی تہذیب قرن اول میں جا پہونچی تھی، اس بنا پر کچھ بعید نہیں کہ فرانس کا ایک تہائی علاقہ مسلمانوں کے تسلط میں ہو اور وہاں کے نو مسلموں میں قرآنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے کسی فرانسیسی ترجمے کی ضرورت لاحق ہوئی ہو جبکہ میڈرڈ (اسپین) کی لائبریریوں میں قرآن کریم کے چار ترجموں کا پتہ چلا ہے جو عربی خط میں لکھے گئے ہیں اور اسپینی زبان میں ہیں[1]۔ یہ تراجم زمانۂ حال میں بھی محفوظ ہیں ......

ایسے ہی پولینڈ اور لتھوانیا کے مسلمانوں کا معمول ایک عرصہ تک یہ رہا ہے کہ وہ پولشی اور لتھوانی زبانیں عربی رسم خط میں لکھا کرتے تھے اور ان ہر دو زبانوں کے عربی رسم خط میں لکھے ہوئے قرآن کریم کے مخطوطے اب بھی دستیاب ہیں،

[1] مقالہ "قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے" از ڈاکٹر حمید اللہ مجلۂ معارف اعظم گڑھ ج ۸۰ شمارہ ۶

اسی طرح یوگوسلاوی زبان کا عربی رسم خط میں لکھا ہوا ترجمہ قرآن کریم کا ایک قلمی نسخہ بھی حال ہی میں فراہم ہوا ہے

تاہم تاریخی قرائن کے باوجود دستاویزی حیثیت سے کسی ایسے ترجمۂ قرآن کریم کی نشان دہی ایک ہزار سال کے بعد کرنا مشکل ہے اور نہ ہی اب تک کسی محقق نے اس قسم کا کوئی سراغ بہم پہونچایا ہے۔ البتہ جس فرانسیسی ترجمے کا پتہ تاریخی طور پر چلتا ہے وہ اس واقعہ سے دو صدی بعد کا ہے جس کی تفصیل فرانسیسی تراجم کے ذیل میں آئی ہے۔ محقق بات یہی ہے کہ اسلامی تاریخ کے آغاز کے کچھ عرصہ بعد قرآن کریم کو مغربی رسم خط میں لکھنے اور اس کا ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس ہو چکی تھی اور اس کا ثبوت قرآن کریم کے وہ مخطوطے ہیں جو مغرب کی لائبریریوں میں دستیاب ہوئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ انجیل کی طرح قرآن کریم کے تراجم کی یورپ میں کثرت سے اشاعت نہیں ہوئی اور اس کی ایک معقول وجہ بھی ہے کہ یورپ بحیثیت مجموعی سارا کا سارا مسیحی تھا اور اس کی ضرورت انجیل سے وابستہ تھی نہ کہ قرآن سے اس لئے انجیل کے تراجم کی کثرت اشاعت ایک فطری اور طبعی بات تھی، اس لحاظ سے انجیل و قرآن کے تراجم کا کوئی تقابل کیا ہی نہیں جا سکتا جبکہ صدیوں تک قرآن کریم بجائے خود اہل یورپ کے لئے بالعموم ایک عجیب اور نا قابل التفات کتاب رہی ہے تاہم جتنی کچھ اور جیسی کچھ توجہ اس طرف اہل مغرب کو ہوئی اور انھوں نے قرآن کریم کی ترجمانی یا تشریح و تفسیر اپنے اپنے نقطۂ نظر سے کی اس کا اِک جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔ تاکہ اس کے نتیجے میں ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ انھوں نے قرآن کریم کو کیا

حیثیت دی اور یہ کہ قرآن پر انھوں نے کام کس طرح کیا اور یہ بات بھی سامنے آسکے کہ ان کے کئے ہوئے کام کے کون سے پہلو قابل اصلاح ہیں اور یہ کہ اب مغرب میں قرآن کریم پر کیا کام کرنا باقی ہے اور اسے کس طرح انجام دیا جاسکتا ہے۔

اگرچہ پیش نظر جائزہ کوئی وسیع الاطراف جائزہ نہیں اور تحقیق و تدقیق کے بہت سے گوشے ابھی تشنۂ تکمیل رہ گئے ہوں گے، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ابھی تک اردو میں اس موضوع پر کوئی مستقل کام نہیں ہوا اور اس لحاظ سے غالبًا یہ کہنا بجا ہوگا کہ اردو میں مغربی تراجم قرآن کریم سے متعلق یہ پہلی مستقل پیشکش ہے جو نقش اول ہونے کی حیثیت سے بہت سے گوشوں میں یقینًا تکمیل طلب ہوگی، تاہم پہلی کوشش ہونے کے ناطے یہ جائزہ اردو داں حلقوں کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ مغربی تراجم سے روشناس کرائے گا جو بڑی حد تک ملک کے نامور محقق و فاضل ڈاکٹر حمید اللہ مقیم پیرس کی تحقیقات سے مستفاد ہے۔

اسی کے ساتھ اتنی بات اور عرض کردینا مناسب ہوگا کہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے فرنچ ترجمہ قرآن کے مقدمے میں بھی مغربی تراجم کی ایک تفصیلی فہرست موجود ہے نیز مستقبل قریب میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب خود اس موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ پیش کرنے والے ہیں۔

بلاشبہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا مقالہ اس موضوع پر پوری طرح حاوی ہوگا اور اس کو ہر لحاظ سے ایک مکمل اور مستند جائزہ کی حیثیت حاصل ہوگی۔

اپنے محدود ذرائع و وسائل کے ساتھ جو اعداد و شمار فراہم ہوسکے ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔ البتہ مغربی تراجم کے سلسلے میں صرف فرانسیسی تراجم کے متعلق

تفصیلی مواد فراہم ہوسکا جس کی روشنی میں فریخ ترجموں کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے جو مغربی تراجم کے اخیر میں شامل ہے اور اجمالی فہرست یہاں دی جا رہی ہے۔

فرانسیسی ترجمے

(۱) ہنتو روسیو کا ترجمہ۔ جو جزوی حیثیت رکھتا تھا۔ تیرہویں صدی ہجری میں کیا گیا لیکن اس کی اشاعت کا حوالہ کہیں دریافت نہیں ہوا۔

(۲) ڈورائر (جو مصر میں قونصل تھا) کا ترجمہ پیرس میں سنہ ۱۶۴۷ء بسنہ ۱۶۴۹ بسنہ ۱۶۵۱ سنہ ۱۶۷۳ء میں چھپا۔ ہیگ میں سنہ ۱۶۸۳۔ ۱۶۸۵۔ ۱۷۱۹۔ ۱۷۲۳ء میں چھپا۔ ایمسٹرڈم میں سنہ ۱۷۳۴۔ ۱۷۵۶۔ ۱۷۷۰ء میں چھپا۔ اینورس میں سنہ ۱۷۱۶ء میں چھپا۔

اس سے روس نے سنہ ۱۶۴۹ء میں انگریزی ترجمہ کیا۔ گلاس میکر نے سنہ ۱۶۵۸ء میں ڈچ ترجمہ کیا اور ڈچ زبان سے سنہ ۱۶۸۸ء میں جرمن میں ترجمہ ہوا۔ اور ڈیمٹریس کینٹر نے سنہ ۱۷۱۶ء میں اور ویریکن نے سنہ ۱۷۹۰ء میں دونوں نے روسی زبان میں ترجمہ کیا۔

(۳) ایم سیواری جو ایران کے سفارت خانے میں مترجم تھا، بقول چند اس نے براہ راست عربی کے ایک مراکشی رسالے سے ترجمہ کیا۔ اور بقول دیگر یہ مراکش کے لاطینی کا ترجمہ ہے آکتوو میں دو جلدوں میں شائع ہوا۔ پیرس میں سنہ ۱۷۸۳ سنہ ۱۸۲۱۔ ۱۸۲۲۔ ۱۸۲۶۔ ۱۸۲۸۔ ۱۸۲۹۔ ۱۸۹۱۔ ۱۹۲۶ء ایمسٹرڈم

۱۸۸۶ء اور اس سے ۱۸۸۲ء میں اطالوی زبان میں ۱۹۱۱ء میں آرمینین اور ۱۹۱۳ء میں کاسٹی لین میں شائع ہوا۔

(۴) مشہور مستشرق رینو کا ترجمہ۔ یہ جزوی ترجمہ ہے جو اس نے مشرقیات پر اپنی ایک تالیف کے ضمن میں کیا ہے۔

(۵) مشہور و معروف فرانسیسی مستشرق گارسن تاسی کا ترجمہ جو ترجمہ (۳) کی ترتیب جدید ہے ۱۸۳۰ء ۱۸۷۰ء میں چھپا۔

(۶) ایم کاسمرسکی۔ پیرس ۱۸۴۰ء (اکتوبر میں ۱۸۰۰ء) بیسواں ایڈیشن ۱۹۰۹ء میں اور پھر ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۲ء میں اور اس سے ۱۸۴۲ء میں روسی اور ۱۹۱۱ء میں آرمینی میں۔

(۷) جے پوتیے کا ترجمہ جو غالباً ۱۸۴۰ء اور ۱۸۵۵ء کے درمیان شائع ہوا

(۸) گیلان نے ایک ترجمہ قرآن کیا لیکن یہ اس کے نام سے شائع نہیں ہو سکا۔

(۹) جی پاتھیر کا ترجمہ پیرس سے ۱۸۵۲ء میں

(۱۰) جے، جے مارسل کا ترجمہ ۱۸۵۶ء شائع نہیں ہوا

(۱۱) فاطمہ زاہدہ۔ ترجمہ ۱۸۶۱ء، قرآن کی آیات، احادیث اور ان خیالات کی تالیف ہے جو فاطمہ زاہدہ کے نزدیک غیر معمولی اہمیت کی حامل تھیں۔

(۱۲) میڈرس کا ترجمہ پیرس سے ۱۹۲۶ء میں

(۱۳) ای مانٹر۔ پیرس۔ اور اس سے ۱۹۲۹ء میں اطالوی زبان میں۔

(۱۴) احمد الاعش اور ابن داؤد کا ترجمہ ۱۹۳۱ء میں وہران (الجزائر) سے شائع ہوا جو عام طور پر مقبول ہوا۔

(۱۵) نامعلوم، گمنام ترجمہ۔ پیرس

(۱۶) ترجمہ محمود مختار پاشا۔ پیرس

(۱۷) ترجمہ ایڈورڈ مونٹے ۱۹۴۳ء

(۱۸) ترجمہ ریژسے بلاشر۔ ۱۹۴۹ء پیرس سے شائع ہوا

(۱۹) ترجمہ ادپل اور احمد تیجانی۔ ۱۹۴۶ء پیرس سے شائع ہوا

(۲۰) ایک تیونسی قدیر نامی نے لیون (فرانس) سے ۱۹۵۶ء میں اہتمام کے ساتھ ایک ترجمہ شائع کیا۔

(۲۱) ترجمہ (انتخاب قرآن) ہنری مرلیسی مراکش ۱۹۵۲ء اس میں فرنچ ترجمے کے ساتھ عربی متن بھی ہے۔

(۲۲) ترجمہ و تفسیری نوٹس۔ ڈاکٹر حمید اللہ حیدرآبادی۔ پیرس ۱۹۵۹ء

انگریزی ترجمے

(۱) الگزینڈر راس Alexander Ross لندن ۱۶۴۹ء۔ ڈورآئر کے فرانسیسی ترجمے سے انگریزی میں منتقل کیا گیا۔ مزید طباعت ۱۶۸۸ء و ۱۷۱۹ء امریکہ ۱۸۰۶ء

(۲) انتخاب قرآن از لین برطانیہ۔ تیرہویں صدی میں لکھا گیا مگر رومن کیتھولک چرچ کے حکم سے ضائع کر دیا گیا۔

(۳) جارج سیل George Sale اصل سے ترجمہ کیا گیا۔ لندن ۱۷۳۴ء طبع ثانی ۱۹۱۳ء امریکی ایڈیشن ۱۸۳۸ء۔ آٹھواں ایڈیشن ۱۹۲۹ء

سنہ ۱۸۷۶ء اور اس سے سنہ ۱۸۸۲ء میں اطالوی زبان میں سنہ ۱۹۱۱ء میں آمینین اور سنہ ۱۹۱۳ء میں کاسٹی لین میں شائع ہوا۔

(۴) مشہور مستشرق رینو کا ترجمہ۔ یہ جزوی ترجمہ ہے جو اس نے مشرقیات پر اپنی ایک تالیف کے ضمن میں کیا ہے۔

(۵) مشہور و معروف فرانسیسی مستشرق گارسن تاسی کا ترجمہ جو ترجمہ (۳) کی ترتیب جدید ہے سنہ ۱۸۴۰ء سنہ ۱۸۷۰ء میں چھپا۔

(۶) ایم کاسمرسکی۔ پیرس سنہ ۱۸۴۰ء اور اکتوود میں صنعہ) بیسواں ایڈیشن سنہ ۱۹۰۹ء میں اور پھر سنہ ۱۹۲۱ء اور سنہ ۱۹۳۲ء میں اور اس سے سنہ ۱۸۴۳ء میں روسی اور سنہ ۱۹۱۱ء میں آرمینی میں۔

(۷) جے پوتیے کا ترجمہ جو غالباً سنہ ۱۸۴۰ء اور سنہ ۱۸۵۵ء کے درمیان شائع ہوا

(۸) گیلان نے ایک ترجمہ قرآن کیا لیکن یہ اس کے نام سے شائع نہیں ہو سکا۔

(۹) جی پاتھیر کا ترجمہ پیرس سے سنہ ۱۸۵۲ء میں

(۱۰) جے، جے مارسل کا ترجمہ سنہ ۱۸۵۶ء شائع نہیں ہوا

(۱۱) فاطمہ زاہدہ۔ لزبن سنہ ۱۸۶۱ء، قرآن کی آیات، احادیث اور ان خیالات کی تالیف ہے جو فاطمہ زاہدہ کے نزدیک غیر معمولی اہمیت کی حامل تھیں۔

(۱۲) میڈرس کا ترجمہ پیرس سے سنہ ۱۹۲۶ء میں

(۱۳) ای مانٹر۔ پیرس۔ اور اس سے سنہ ۱۹۲۹ء میں اطالوی زبان میں۔

(۱۴) احمد الاعش اور ابن داؤد کا ترجمہ سنہ ۱۹۳۱ء میں وہران (الجزائر) سے شائع ہوا جو عام طور پر مقبول ہوا۔

(۱۵) نامعلوم، گمنام ترجمہ۔ پیرس
(۱۶) ترجمہ محمود مختار پاشا۔ پیرس
(۱۷) ترجمہ ایڈورڈ مونٹے ۱۹۴۳ء
(۱۸) ترجمہ ریژیے بلاشر۔ ۱۹۴۶ء پیرس سے شائع ہوا
(۱۹) ترجمہ اوپل اور احمد تیجانی۔ ۱۹۴۶ء پیرس سے شائع ہوا
(۲۰) ایک تیونسی قدیر نامی نے لیون (فرانس) سے ۱۹۵۶ء میں اہتمام کے ساتھ ایک ترجمہ شائع کیا۔
(۲۱) ترجمہ (انتخاب قرآن) ہنری مرسیی مراکش ۱۹۵۶ء اس میں فرنچ ترجمے کے ساتھ عربی متن بھی ہے۔
(۲۲) ترجمہ و تفسیری نوٹس۔ ڈاکٹر حمید اللہ حیدرآبادی۔ پیرس ۱۹۵۹ء

انگریزی ترجمے

(۱) الگزینڈر راس Alexander Ross لندن ۱۶۴۹ء۔ ڈوائر کے فرانسیسی ترجمے سے انگریزی میں منتقل کیا گیا۔ مزید طباعت ۱۶۸۸ء و ۱۷۱۹ء امریکی ۱۸۰۶ء
(۲) انتخاب قرآن از لین برطانیہ۔ تیرہویں صدی میں لکھا گیا مگر رومن کیتھولک چرچ کے حکم سے ضائع کر دیا گیا۔
(۳) جارج سیل George Sale اصل سے ترجمہ کیا گیا۔ لندن ۱۷۳۴ء طبع ثانی ۱۹۱۳ء امریکی ایڈیشن ۱۸۳۶ء۔ آٹھواں ایڈیشن ۱۹۲۹ء

(۴) ریونڈ جے۔ایم۔ راڈویل Rodwell ۔ فہرست و سورتوں کی سن وار ترتیب سے لندن ۱۸۶۱ء بعد ۱۸۶۷ء بعد ۱۹۰۹ء بعد ۱۹۱۱ء بعد ۱۹۱۳ء ۱۹۱۵ء ۱۹۱۶ء ۱۹۲۰ء۔ امریکہ ۱۹۰۹ء

(۵) ای۔ ایچ پامر E. H. Palmer دو جلدیں آکسفورڈ ۱۸۸۰ء لندن ۱۹۰۰ء ۱۹۲۸ء ۱۹۲۹ء۔ امریکہ ۱۹۰۹ء

(۶) ترجمہ سورہ آل عمران۔ مارگولیتھ Margoleth ۱۸۹۳ء

(۷) تفسیر۔ وہیری Wherry ۱۸۹۴ء

(۸) نامعلوم۔ پیرس

(۹) ترجمۂ قرآن۔ این، جے، داؤد David 1956 مترجم البنان عیسائی ہے واقی بھوری

(۱۰) ترجمۂ قرآن۔ مرزا حیرت دہلی

(۱۱) ترجمۂ قرآن۔ نواب عماد الملک حیدرآباد۔ بیسویں صدی کے اوائل میں۔ ترجمہ نامکمل رہا شائع نہ ہوسکا

(۱۲) ترجمۂ قرآن۔ بادشاہ حسین بی۔اے ؟ لکھنؤ

(۱۳) عبدالحکیم خاں۔ لندن ۱۹۰۵ء

(۱۴) مرزا ابوالفضل الہ آباد ۱۹۱۱ء ۱۹۱۶ء ۱۹۵۵ء

(۱۵) محمد علی لاہور ۱۹۱۶ء ۱۹۲۰ء ۱۹۲۹ء

(۱۶) غلام سرور آکسفورڈ ۱۹۳۰ء

(۱۷) مارماڈیوک پکتھال Pickthal لندن ۱۹۴۳ء ۱۹۵۲ء ۱۹۵۷ء

(۱۸) ڈاکٹر امیر ہاشم علی حیدرآباد غیر مطبوعہ صرف ۲۵ چھوٹی چھوٹی

سورتوں کا ترجمہ ۱۹۶۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ (ماخوذ از مکتوب ڈاکٹر ہاشم امیر علی بنام سید محبوب رضوی)

(۱۹) عبداللہ یوسف علی "بلینک ورس" میں لاہور ۱۹۳۵ء و ۱۹۴۵ء

(۲۰) از ڈاکٹر بیل Rechard Bell ۱۹۳۸ء

(۲۱) ترجمۂ قرآن پروفیسر اے۔ جے آربری A. J. Arberry
آکسفورڈ پریس لندن ۱۹۵۵ء

(۲۲) تفسیر عبدالماجد دریابادی ۱۹۶۰ء لاہور

(۲۳) ترجمہ پروفیسر ٹی۔ ایف۔ مائکل T. F. Mickel —— ؟
کینیڈا ۱۹۶۲ء

(۲۴) ترجمہ ڈاکٹر ماکو ولن ہل یونیورسٹی ؟
برطانیہ ۱۹۶۶ء

(۲۵) ترجمہ لیو پولڈ وائس محمد اسد پہلی جلد طبع ہوئی ہے

(۲۶) ترجمۂ قرآن رابرٹ تیرھویں صدی ؟
میکسکو ۱۹۴۴ء

لاطینی ترجمے

(۱) روبرٹس ریٹنینسس Robertus Retnensis نے (جو انگلستان کا باشندہ تھا) اور ہرمانس (جو ڈالمیشیا یعنی یوگوسلاویہ کا باشندہ تھا) نے ۱۱۴۳ء میں مشترکہ طور پر یہ ترجمہ تیار کیا۔ لوتھر

(۴) ریورنڈ جے۔ ایم۔ راڈویل Rodwell فہرست و سورتوں کی سن وار ترتیب سے لندن ۱۸۶۱ء، ۱۸۷۶ء، ۱۹۰۹ء، ۱۹۱۱ء، ۱۹۱۳ء ۱۹۱۵ء، ۱۹۱۸ء، ۱۹۲۱ء۔ امریکہ ۱۹۰۹ء

(۵) ای۔ ایچ پامر E. H. Palmer دو جلدیں آکسفورڈ ۱۸۸۰ء لندن ۱۹۰۰ء ۱۹۲۸ء، ۱۹۲۹ء۔ امریکہ ۱۹۰۹ء

? (۶) ترجمہ سورہ آل عمران۔ مارگولیتھ Margoleth ۱۸۹۳ء

(۷) تفسیر۔ وہیری Wherry ۱۸۹۴ء

? — (۸) نامعلوم۔ پیرس

(۹) ترجمۂ قرآن۔ این، جے، داؤد David 1956 مترجم لبنانی عیسائی ہے واقی یہودی

(۱۰) ترجمۂ قرآن۔ مرزا حیرت دھلی

(۱۱) ترجمۂ قرآن۔ نواب عماد الملک، حیدرآباد۔ بیسویں صدی کے اوائل میں۔ ترجمہ نامکمل رہا شائع نہ ہوسکا

(۱۲) ترجمۂ قرآن۔ بادشاہ حسین بی۔ اے لکھنؤ

(۱۳) عبدالحکیم خاں۔ لندن ۱۹۰۵ء

— (۱۴) مرزا ابوالفضل الہ آباد ۱۹۱۱ء، ۱۹۱۶ء، ۱۹۵۵ء

(۱۵) محمد علی لاہور ۱۹۱۶ء، ۱۹۲۰ء، ۱۹۲۹ء

(۱۶) غلام سرور آکسفورڈ ۱۹۳۰ء

(۱۷) مارماڈیوک پکتھال Pickthal لندن ۱۹۴۳ء، ۱۹۵۳ء، ۱۹۵۶ء

— (۱۸) ڈاکٹر امیر ہاشم علی حیدرآباد غیر مطبوعہ۔ صرف ۲۵ چھوٹی چھوٹی

سورتوں کا ترجمہ ۱۹۶۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ (ماخوذ از مکتوب ڈاکٹر محمد امیر علی بنام سید محبوب رضوی)

(۱۹) عبداللہ یوسف علی "بلینک ورس" میں لاہور ۱۹۳۵ء و ۱۹۴۵ء

(۲۰) از ڈاکٹر بیل Rechard Bell ۱۹۳۸ء

(۲۱) ترجمۂ قرآن پروفیسر اے۔ جے آربری A. J. Arberry
آکسفورڈ پریس لندن ۱۹۵۵ء

(۲۲) تفسیر عبدالماجد دریابادی ۱۹۶۰ء لاہور

(۲۳) ترجمہ پروفیسر ٹی۔ ایف۔ مائکل T. F. Mickel —— ؟
کینیڈا ۱۹۶۲ء

(۲۴) ترجمہ ڈاکٹر ماکوولن ہل یونیورسٹی ؟
برطانیہ ۱۹۶۶ء

(۲۵) ترجمہ لیو پولڈ وائس محمد اسد پہلی جلد طبع ہوئی ہے

(۲۶) ترجمۂ قرآن رابرٹ تیرھویں صدی ؟
میکسکو ۱۹۴۴ء

لاطینی ترجمے

(۱) رو برٹس ریٹنینسس Robertus Retnensis نے (جو انگلستان کا باشندہ تھا) اور ہرمانس (جو ڈالیشیا یعنی یوگوسلاویہ کا باشندہ تھا) نے ۱۱۴۳ء میں مشترکہ طور پر یہ ترجمہ تیار کیا۔ لوتھر

(جو مسیحی فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی تھا) کی ہدایت پر تھیوڈورس ببلینڈر Theodorus Biblander نے جو سوئٹزر لینڈ کے مسیحی لیڈر (سونگلی Zwingle کا قائم مقام تھا، اس ترجمے کو پہلی بار ۱۵۴۳ء میں بازل (سوئٹزر لینڈ) میں شائع کیا اور اسے ناشرین کی طرف منسوب کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ترجمہ نہایت ناقص ہے۔

(۲) تھیوڈورس ببلیانڈر القرآن ـ مطبوعہ سوئٹزر لینڈ
درحقیقت یہ وہی ترجمہ ہے جس کی تفصیل اوپر آئی ہے (یعنی نمبرا)

(۳) لوڈوویکو مراچیو Ludovico Maraccio القرآن بمکمل متن، پڈاول میں ۱۶۹۸ء میں اور پھر ۱۷۲۱ء میں شائع ہوا، اس کی تیاری میں چالیس برس صرف ہوئے۔ متن کے ساتھ اسلام اور قرآن کے خلاف طویل مقالے ہیں

(۴) پی۔ ڈی کلرنی P. de Cluny ان کے ترجمے کا حوالہ شُواں نے دیا ہے (فہرست) کے صفحہ ۲۴ پر دیا ہے لیکن تفصیل نہیں دی۔

(۵) ڈومی نیکس Dominicus رسائی لیبیا کا باشندہ) تفسیر القرآن ۱۲۵۰ء اور ۱۲۶۵ء کے درمیان لکھی گئی۔ پاپائے روم الیگزینڈر ہفتم کی مما نعت کی وجہ سے شائع نہ ہوسکی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جرنل ایشیا ٹک ۱۸۸۳ء صفحات ۳۴۳ تا ۴۰۶

(۶) جے۔ ایف۔ فوریپ J. F. Fooriep عربی ولاطینی دونوں زبانوں میں ساتھ ہے۔ ۱۲۶۶ء

(۷) جرمانوس Germanus رسائی لیبیا کا باشندہ تھا) نے

پاپائے روم کی ہدایت پر تیار کیا۔ اس کے مخطوطے کے حوالے کے لئے ملاحظہ ہو
جرنل ایشیاٹک ۱۸۸۳ء ۱۰۰۔

(۸) پارو Pareau مخطوطہ یوٹرشٹ (ہالینڈ) میں ہے۔ فہرست کتب
میں اس کا نمبر ۳۳۹ ہے

(۹) شروڈر Schroeder مخطوطہ لائیڈن میں ہے۔ فہرست کتب، جلد پنجم
صفحات ۷۱-۲۷۰ نمبر شمار ۳۳۹

(۱۰) شوان Chauvin نے (صفحہ ۳۶ پر) لکھا ہے کہ اسکالیگر Scaliger
۱۶۰۹ء میں قرآن کے اس نسخے کی تلاش میں رہا جو دو کالموں میں تھا
ایک کالم میں عربی متن لاطینی رسم خط میں اور دوسرے کالم میں لاطینی ترجمہ تھا
ملاحظہ ہو جرنل ایشیاٹک ۱۸۸۳ء صفحہ ۴۰۶

(۱۱) لیڈرین Leder'in بہ تعاون ڈاڈلیشی
و ستفرفات گرون ۲-۔ صفحہ ۳۳۹)

(۱۲) سائکس Sikes مخطوطہ نائر بوشرنال
۳۔ صفحہ ۱۱۸۔ جرنل دی اسکاواں (رسالے کا نام ہے) جلد ۵۲ صفحات
۹-۳۲۸ و جلد ۵۵ صفحہ ۲۳۵

(۱۳) آگسٹس فائفر Augustus Pfiffer نے ۱۶۷۸ء میں
اپنا ترجمہ "القرآن العظیم" شائع کرنے کا خیال کیا تھا۔

(۱۴) سیموئل گاٹ والڈ Samuel Gattawald نے قرآن کا تنقیدی متن
مع ترجمہ اور نوٹس شائع کرنے کا اعلان کیا تھا ملاحظہ ہو (رسالہ عالمی ادب)

(جو مسیحی فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی تھا) کی ہدایت پر تھیوڈورس ببلینڈر Theodorus Bibliander نے جو سوئٹزرلینڈ کے مسیحی لیڈر (سوئنگلی Zwingle کا قائم مقام تھا، اس ترجمے کو پہلی بار ۱۵۴۳ء میں باژل (سوئٹزرلینڈ) میں شائع کیا اور اسے ناشرین کی طرف منسوب کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ترجمہ نہایت ناقص ہے۔

(۲) تھیوڈورس ببلیانڈر القرآن، مطبوعہ سوئٹزرلینڈ
درحقیقت یہ وہی ترجمہ ہے جس کی تفصیل اوپر آئی ہے (یعنی نمبرا)

(۳) لوڈوویکو مراچیو۔ Ludovico Maraccio القرآن، مکمل متن، پیٹاول میں ۱۶۹۸ء میں اور پھر ۱۷۲۱ء میں شائع ہوا، اس کی تیاری میں چالیس برس صرف ہوئے۔ متن کے ساتھ اسلام اور قرآن کے خلاف طویل مقالے ہیں

(۴) پی۔ ڈی کلونی P. de Cluny ان کے ترجمے کا حوالہ شوان نے اپنی (فہرست) کے صفحہ ۲۴ پر دیا ہے لیکن تفصیل نہیں دی۔

(۵) ڈومینیکس Dominicus (سائی لیسیا کا باشندہ) تفسیر القرآن ۱۲۵۰ء اور ۱۲۶۵ء کے درمیان لکھی گئی۔ پاپائے روم الیگزینڈر ہفتم کی ممانعت کی وجہ سے شائع نہ ہو سکی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جرنل ایشیا ٹلک ۱۸۸۳ء صفحات ۳۴۳ تا ۴۰۶

(۶) جے۔ ایف۔ فوریپ J. F. Fooriep عربی و لاطینی دونوں زبانوں میں ساتھ ہے۔ ۱۶۶۶ء

(۷) جرمانوس Germanus (سائی لیسیا کا باشندہ تھا) نے

پاپائے روم کی ہدایت پر تیار کیا۔ اس کے مخطوطے کے حوالے کے لئے ملاحظہ ہو
جرنل ایشیاٹک ۱۸۸۳ء، ۱۰۔

(۸) پارو Pareau مخطوطہ یوٹرشٹ (ہالینڈ) میں ہے۔ فہرست کتب
میں اس کا نمبر ۹۳۳۹ ہے

(۹) شروڈر Schroeder مخطوطہ لائیڈن میں ہے۔ فہرست کتب، جلد پنجم
صفحات ۱۷۰-۲۷۰ نمبر شمار ۳۳۹

(۱۰) شوان Chauvin نے (صفحہ ۱۳۶ پر) لکھا ہے کہ اسکالیگر Scaliger
۱۶۰۹ء میں قرآن کے اس نسخے کی تلاش میں رہا جو دو کالموں میں تھا
ایک کالم میں عربی متن لاطینی رسم خط میں اور دوسرے کالم میں لاطینی ترجمہ تھا
ملاحظہ ہو جرنل ایشیا ٹک ۱۸۸۳ء صفحہ ۴۰۶

(۱۱) لیڈرلن Leder'in بہ تعاون ڈاڈلیشی
(متفرقات گرون ۔ ۲۔ صفحہ ۳۳۹)

(۱۲) سائکس Sikes مخطوطہ نارٹربوشرنال
۳۔ صفحہ ۱۸۱۔ جرنل دی اسکاواں (رسالے کا نام ہے) جلد ۵۳ صفحات
۹-۳۲۸ و جلد ۵۵ صفحہ ۲۳۵

(۱۳) آگسٹس فائفر Augustus Pfiffer نے ۱۶۷۸ء میں
اپنا ترجمہ "القرآن العظیم" شائع کرنے کا خیال کیا تھا۔

(۱۴) سیموئل گاٹ والڈ Samuel Gattawald نے قرآن کا تنقیدی متن
مع ترجمہ اور نوٹس شائع کرنے کا اعلان کیا تھا ملاحظہ ہو (رسالہ عالمی ادب)

انگیمائن لٹراٹور سائٹنگ
جلد سوم صفحہ ۳۸۰ سنہ ۱۸۵۰ء۔

(۱۵) نامعلوم شخص کا مخطوطہ۔ برلن

جرمنی ترجمے

(۱) ترجمہ مارٹن لوتھر پندرہویں صدی
(۲) ترجمہ شویگر Soloman Schweigger مطبوعہ نورمبرگ سنہ ۱۶۱۶ء سنہ ۱۶۶۳ء
(۳) " لینگی Johann Lange مطبوعہ ہیمبرگ سنہ ۱۶۸۸ء
(۴) " ڈیوڈ نارٹر David Narreter مطبوعہ نورمبرگ سنہ ۱۷۰۳ء
(۵) " آرنلڈ Theodor Arnold مطبوعہ ہیمبرگ سنہ ۱۶۸۸ء
(۶) " مگرلین " فرنکفرٹ سنہ ۱۷۷۲ء
(۷) " بوسین " ہال سنہ ۱۷۷۳ء
(۸) " روکرٹ سنہ ۱۸۸۳ء
(۹) " المان Ulman مطبوعہ کریفیلڈ سنہ ۱۸۹۷ء
(۱۰) " ہیننگ Maz Henning " لیپزگ سنہ ۱۹۰۱ء
(۱۱) " گرگیول Theodor Fr. Grigull " ہال سنہ ۱۹۰۱ء
(۱۲) " کیمروتھ Martin Klamroth مطبوعہ ہیمبرگ سنہ ۱۹۱۰ء
(۱۳) " گولڈاسمتھ L. Goldschmidt " برلن سنہ ۱۹۱۶ء

(۱۴) ترجمہ گریم Grimme ۱۹۲۳ء

(۱۵) ترجمۃ القرآن مع تفسیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ برلن ۱۹۳۶ء

(۱۶) ترجمۃ القرآن روڈی باریٹ ناشر

کوھلامر فرلاج بون ۱۹۶۵ء

اٹالین ترجمے

(۱) ترجمہ اریفا بین Andrea Arrivabene نے ببلانڈر کے لاطینی ترجمہ سے اٹالین میں منتقل کیا۔ مطبوعہ وینس ۱۵۴۷ء

(۲) ترجمہ کلزہ مطبوعہ بسٹیا ۱۸۴۷ء

(۳) " بنزیری Vinc Panzeri " ۱۸۸۲ء، ۱۹۱۲ء، ۱۹۱۳ء

(۴) " ویولینٹی Violanti " روم ۱۹۱۲ء

(۵) " برانسی E. Branchi " روم ۱۹۱۳ء

(۶) " فرکسی E. Fracassi " میلان ۱۹۱۴ء

(۷) " فروجو Frojo " پیری ۱۹۲۸ء

(۸) " بونلی Bonelli " میلان ۱۹۲۹ء

(۹) " قرآن نامعلوم الاسم

اسپینی ترجمے

(۱) ترجمہ ڈی رولز De Roles مطبوعہ میڈرڈ ۱۸۴۴ء
(۲) ″ اورٹز D. Vincente Ortiz ″ برشلونہ ۱۸۷۲ء
(۳) ″ مرگیونڈو Marguiunday ″ میڈرڈ ۱۸۷۵ء
(۴) ″ براوو Dr. Andres Borrego ″ برشلونہ ۱۹۰۷ء
(۵) ″ کیٹو Cato ″ میڈرڈ ۱۹۱۳ء
۱۹۳۱ء ۱۹۳۶ء
(۶) ″ ڈاکٹر اینڈرس پیرس ۱۸۴۴ء میں
تیار ہوا۔ غالباً یہ ترجمہ طبع نہیں ہو سکا۔

ڈچ ترجمے

(۱) ترجمہ شوگر Scheweiger مطبوعہ ہیمبرگ ۱۶۴۱ء
(۲) ″ گلاسمیکر Glassmaker نے ڈیوائر کے فرنچ ترجمے
سے توضیحات کے ساتھ ڈچ زبان میں منتقل کیا ۱۶۹۶ء ۱۶۹۸ء، ۱۷۲۱ء، ۱۷۳۴ء
(۳) ترجمہ ٹولنس L. A. J. Tollent مطبوعہ بٹویا ۱۸۵۹ء
(۴) ″ کئی زر S. Keijzer یہ ترجمہ انگریزی سے

ڈچ میں منتقل کیا گیا۔ مطبوعہ روٹرڈیم سنہ ۱۹۰۵ء و ۱۹۱۶ء

(۵) ترجمہ محمد علی لاہوری مطبوعہ ہاریم سنہ ۱۸۶۰ء و ۱۸۷۸ء

یونانی ترجمے

(۱) ترجمہ ہرمینس وان ڈر ہارٹ Hermannus Vonder سنہ ۱۸۳۴ء

(۲) " پنٹاکی Pentakie مطبوعہ ایتھنز سنہ ۱۹۲۸ء

مکاسرین ترجمے

(۱) انتخاب قرآن، ڈبلیو، ایم، ڈونسلادر

رانٹرڈیم سنہ ۱۸۶۱ء

(۲) ترجمہ بی، ایف میتھس

ارگونین ترجمے

(۱) ترجمہ - شیون نے اس کا حوالہ دیا ہے

روسی ترجمے

(۱) ڈیمٹریوس کانٹیر Demetrius Kantemu کا ترجمہ، پیٹرزبرگ سے

۱۶۷۱ء میں نادرروس کی ملکہ کے حکم سے ڈیورائر Du Ryer کے فرنچ ترجمے سے کیا گیا۔

(۲) فریکین Verebkin کا ترجمہ پیٹرزبرگ سے ۱۷۹۰ء میں ڈیورائر کے فرنچ ترجمے سے کیا گیا ہے۔

(۳) سوارے Savary کے فرانسیسی ترجمے کا ترجمہ ۱۸۴۳ء میں شائع ہوا

(۴) کاسمرسکی Kesimirski کے فرانسیسی ترجمے کا ترجمہ۔ ماسکو سے ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔

(۵) گورڈی سیلوکوف Gordi Sahloukov کازان سے ۱۸۷۷ء-۱۸۷۹ء

(۶) ترجمہ لاگ نیتی کراڈکوسکی ۱۹۲۶ء کے لگ بھگ شائع ہوا

ڈینس (ڈنمارک) ترجمے

(۱) پیڈرسن کا ترجمہ Pederson کا ترجمہ کوپن ہیگن سے ۱۹۱۹ء میں

(۲) بہل Buhl کا ترجمہ کوپن ہیگن سے ۱۹۲۱ء میں

(۳) ڈاکٹر پول ٹیکسن Dr. Poul Tuxen کا ترجمہ ۱۹۲۱ء میں کوپن ہیگن سے

(۴) عبدالسلام مدین Abdus Salam Madin ۱۹۶۵ء کوپن ہیگن

بلغاری ترجمے

(۱) ترجمہ ٹوموف وسکولوف Tomovetshatev
مطبوعہ صوفیہ ۱۹۳۳ء

سویڈش ترجمے

(۱) ترجمہ کروسنٹولپ

مطبوعہ اسٹاک ہالم ۱۸۴۳ء

(۲) " ٹورنبرگ مطبوعہ لندن ۱۸۴۷ء

(۳) " زٹرسٹین " اسٹاک ہالم ۱۹۱۷ء

پولش (پولینڈ) ترجمے

(۱) ترجمہ۔ اس ترجمے کے بارے میں پولینڈ کے مفتی اعظم جیکب زنکوک "کا کہنا ہے کہ پولش زبان کا یہ ترجمہ ابتدائی دور میں عربی رسم خط میں لکھا گیا۔

(۲) ترجمہ بوشکیفو مطبوعہ وارسا ۱۸۵۸ء

سیل کے انگریزی ترجمے سے منتقل کیا گیا۔

(۳) ترجمہ جیکب زنکوک Jacob Szinkiewic یہ قرآنی انتخاب بیسویں صدی کے نصف اول میں وارسا سے جدید پولش زبان میں شائع ہوا۔

پرتگالی ترجمے

(۱) ترجمہ الکوراؤ O Alcoragao جو فرانسیسی زبان سے کیا گیا ۱۸۸۲ء

(۲) ترجمہ بکاراویگو Bucaraviego لزبن ۱۸۹۲ء

غالباً یہ ترجمہ بھی لزبن سے شائع ہوا۔

(۳) ترجمہ جوزپیڈرومیگاڈو Jose Pdro Maahado

لزبن ۱۹۴۶ء

(۴) قرآن اور اس کے معانی۔ پروفیسر حتی میکسیکو ۱۹۴۴ء

سربین ترجمے

(سربیا۔ بلقان)

(۱) ترجمۂ قرآن یہ سربیا کے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر شائع کیا گیا۔ بقول برٹین ریویو جلد ۴۴ شمارہ ۴

(۲) ترجمہ مکولوبیرانک Mikolobibartie

مطبوعہ بلگریڈ ۱۸۹۵ء

ہنگری ترجمے

(۱) ترجمہ زیڈ ماسرکین Szendmayeretgeden مطبوعہ ۱۸۵۴ء

(۲) جرزان

البانی ترجمے

(۱) ترجمہ ا۔م، ق A-M-Q یہ ترجمہ ایک البانی مسلمان نے کیا ہے

ارمنی ترجمے

(۱) ترجمہ نامعلوم الاسم

(۲) " امیرچنگیزی Amirchangenz

مطبوعہ اڈریانوپل ۱۹۰۹ء سنہ ۱۹۱۰ء

(۳) " لورنز Lorenz استنبول ۱۹۱۱ء یہ ترجمہ سیتورے اور کازمیرسکی کے فرنچ ترجمے سے کیا گیا ہے۔

(۴) ترجمہ کوربی ٹین Kourbatian مطبوعہ ایڈریانوپل ۱۹۱۲ء

رومانی ترجمے

(۱) ترجمہ ایسوپیکل مطبوعہ ۱۹۱۲ء

آسٹرین ترجمے

(۱) ترجمہ زومایروگدیون

مطبوعہ وائنا

(۲) ترجمہ گیرسون مطبوعہ وائنا

بوہیمیا ترجمے

(۱) ترجمہ ویزلی پراگ ۱۹۲۵ء

(۲) ترجمہ نائیکی پراگ ۱۹۳۳ء

فرنچ زبان میں

تراجم و تفاسیر قرآن کریم

کا

تفصیلی جائزہ

فرانسیسی تراجم قرآن

یورپ کی سرزمین میں یہ سعادت صرف اسپین ہی کو حاصل ہے کہ قرن اول ....
سنہ ۹۲ھ / ۷۱۱ء ہی میں اسلامی فوجیں اندلس تک پہونچ گئی تھیں جو جنوبی اسپین کا علاقہ ہے اور جب تک آٹھویں صدی کے نامور سپہ سالار "طارق" اور "موسیٰ بن نصیر" کی تسخیری مہمیں اس علاقے میں شروع ہوئیں یہ فوجیں وہیں مقیم رہیں، اس کے بعد عظیم سپہ سالار "طارق" نے اپنی لشکرکشی کے دوران "اربونہ" پر قبضہ کر لیا جو موجودہ فرانس میں "ناربن" کا علاقہ کہلاتا ہے۔ لیکن بعد میں بعض حوادث کی وجہ سے یہ اقتدار برقرار نہ رہ سکا۔ البتہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کی اس لشکرکشی کے آثار ابھی تک فرانس کے اس علاقے میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا فرانسیسی ترجمہ

الفونسو دہم نے جو قسطیلہ کا حاکم تھا اور سنہ ۶۵۰ھ / ۱۲۵۲ء سے سنہ ۶۸۳ھ / ۱۲۸۴ء تک حکمران رہا ایک یہودی عالم سے جو طلیطلہ کا رہنے والا تھا اور جسے "دون ابرہام" کہا جاتا تھا قرآن کریم کی سورۃ المعارج کا اسپینی زبان میں ترجمہ کرایا تھا، پھر اس ترجمہ کو بونا ونتورا دیسیو BONNAVONT UP. ADESEVE نے فرنچ زبان میں منتقل کیا لیکن یہ صرف تاریخی تذکرہ کی حد تک ایک بات ہے کیونکہ اس کا حوالہ انسائکلوپیڈیا

میں دیا گیا ہے لیکن یہ ترجمہ اب کسی کتب خانے میں دستیاب نہیں ہے۔

دوسرا ترجمہ

مذکورہ جزوی ترجمے سے تقریباً چار سو سال کے بعد ایک مکمل ترجمۂ قرآن
وجود میں آیا سیوئر دیو رایر نے "محمد کا قرآن"
کے نام سے ایک مکمل ترجمہ شائع کیا۔ یہ ترجمہ پہلی بار ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں شائع ہوا اور سو ۱۵۰
برس کے عرصہ میں اس کے ۲۱۔ ایڈیشن تو یقینی طور پر شائع ہوئے ہیں۔ بعد میں پھر
یورپ بھر میں جتنے ترجمے ہوئے وہ بیشتر اسی ترجمے کی بنیاد پر ہوئے چنانچہ روز
ROSS نے اسی فرنچ ترجمے کو ۱۶۴۹ء میں انگریزی میں منتقل کیا۔ گلاس میکر
GLASEMAKER نے اس ترجمے سے ڈچ زبان میں ۱۶۵۸ء میں ترجمہ
کیا اور ڈچ زبان سے ۱۶۸۸ء میں جرمنی میں ترجمہ کیا گیا، اس کے بعد ڈیٹرس کنٹر
نے ۱۷۱۶ء میں اور وری کین
نے ۱۷۹۰ء میں جرمنی سے روسی زبان میں ترجمہ کیا

تیسرا ترجمہ

۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء میں پیرس سے سیواری SAUARY نے دو جلدوں میں ترجمۂ
قرآن کے نام سے چھاپا ہے۔ اس وقت سے یہ متعدد بار چھپ
چکا ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے اس ترجمہ کو عمدہ قرار دیا گیا ہے لیکن صحت کے
اعتبار سے قابلِ اعتماد یقیناً نہیں ہے۔ ایم سیواری ایرانی سفارت خانے میں

فرانسیسی تراجم قرآن

یورپ کی سرزمین میں یہ سعادت صرف اسپین ہی کو حاصل ہے کہ قرن اول....
سنہ ۹۲ھ ہی میں اسلامی فوجیں اندلس تک پہونچ گئی تھیں جو جنوبی اسپین کا علاقہ ہے اور جب تک آٹھویں صدی کے نامور سپہ سالار "طارق" اور "موسیٰ بن نصیر" کی تسخیری مہمیں اس علاقے میں شروع ہوئیں یہ فوجیں وہیں مقیم رہیں، اس کے بعد عظیم سپہ سالار "طارق" نے اپنی لشکرکشی کے دوران "اربونہ" پر قبضہ کرلیا جو موجودہ فرانس میں "ناربن" کا علاقہ کہلاتا ہے۔ لیکن بعد میں بعض حوادث کی وجہ سے یہ اقتدار برقرار نہ رہ سکا۔ البتہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کی اس لشکرکشی کے آثار ابھی تک فرانس کے اس علاقے میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا فرانسیسی ترجمہ

الفونسو دہم نے جو قسطیلہ کا حاکم تھا اور سنہ ۶۵۰ھ/۱۲۵۲ء سے سنہ ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء تک حکمران رہا ایک یہودی عالم سے جو طلیطلہ کا رہنے والا تھا اور جسے "دون ابرہام" کہا جاتا تھا قرآن کریم کی سورۃ المعارج کا اسپینی زبان میں ترجمہ کرایا تھا، پھر اس ترجمہ کو بونا ونتورا دسیو BONNAVONT UR ADESEVE نے فرنچ زبان میں منتقل کیا لیکن یہ صرف تاریخی تذکرہ کی حد تک ایک بات ہے کیونکہ اس کا حوالہ ترجمہ فرنچ انسائیکلوپیڈیا

ں دیاگیا ہے لیکن یہ ترجمہ اب کسی کتب خانے میں دستیاب نہیں ہے۔

دوسرا ترجمہ

مذکورہ جزوی ترجمے سے تقریباً چار سو سال کے بعد ایک مکمل ترجمۂ قرآن وجود میں آیا سیور ڈیو رایر نے "محمد کا قرآن" کے نام سے ایک مکمل ترجمہ شائع کیا۔ یہ ترجمہ پہلی بار ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں شائع ہوا اور سو برس کے عرصہ میں اس کے ۲۱۔ ایڈیشن تو یقینی طور پر شائع ہوئے ہیں۔ بعد میں پھر یورپ بھر میں جتنے ترجمے ہوئے وہ بیشتر اسی ترجمے کی بنیاد پر ہوئے چنانچہ روز ROSS نے اسی فرنچ ترجمے کو ۱۶۴۹ء میں انگریزی میں منتقل کیا۔ گلاس میکر GLASEMAKER نے اس ترجمے سے ڈچ زبان میں ۱۶۵۸ء میں ترجمہ کیا اور ڈچ زبان سے ۱۶۸۸ء میں جرمنی میں ترجمہ کیا گیا، اس کے بعد ڈیوس کنٹر نے ۱۷۱۶ء میں اور ورپاکین نے ۱۷۹۰ء میں جرمنی سے روسی زبان میں ترجمہ کیا

تیسرا ترجمہ

۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء میں پیرس سے سیواری SAUARY نے دو جلدوں میں ترجمۂ قرآن کے نام سے چھپا ہے۔ اس وقت سے یہ متعدد بار چھپ چکا ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے اس ترجمہ کو عمدہ قرار دیا گیا ہے لیکن صحت کے اعتبار سے قابلِ اعتماد یقیناً نہیں ہے۔ ایم سیواری ایرانی سفارت خانے میں

فرانسیسی تراجم قرآن

یورپ کی سرزمین میں یہ سعادت صرف اسپین ہی کو حاصل ہے کہ قرن اول.....

سنہ ۹۲ھ ہی میں اسلامی فوجیں اندلس تک پہونچ گئی تھیں جو جنوبی اسپین کا علاقہ ہے اور جب تک آٹھویں صدی کے نامور سپہ سالار "طارق" اور "موسیٰ بن نصیر" کی تسخیری مہمیں اس علاقے میں شروع ہوئیں یہ فوجیں وہیں مقیم رہیں، اس کے بعد عظیم سپہ سالار "طارق" نے اپنی لشکر کشی کے دوران "اربونہ" پر قبضہ کرلیا جو موجودہ فرانس میں "ناربن" کا علاقہ کہلاتا ہے۔ لیکن بعد میں بعض حوادث کی وجہ سے یہ اقتدار برقرار نہ رہ سکا۔ البتہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کی اس لشکر کشی کے آثار ابھی تک فرانس کے اس علاقے میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا فرانسیسی ترجمہ

الفونسو دہم نے جو قسطیلہ کا حاکم تھا اور سنہ ۶۵۰ھ / ۱۲۵۲ء سے سنہ ۶۸۳ھ / ۱۲۸۴ء تک حکمران رہا ایک یہودی عالم سے جو طلیطلہ کا رہنے والا تھا اور جسے "دون ابراہام" کہا جاتا تھا قرآن کریم کی سورۃ المعارج کا اسپینی زبان میں ترجمہ کرایا تھا، پھر اس ترجمہ کو بونا ونتورا دسیو BONNAVONT UR ADESEVE نے فرنچ زبان میں منتقل کیا لیکن یہ صرف تاریخی تذکرہ کی حد تک ایک بات ہے کیونکہ اس کا حوالہ خوش قسمتی سے نہیں ملتا ہے۔

میں دیا گیا ہے لیکن یہ ترجمہ اب کسی کتب خانے میں دستیاب نہیں ہے۔

دوسرا ترجمہ

مذکورہ جزوی ترجمے سے تقریباً چار سو سال کے بعد ایک مکمل ترجمۂ قرآن وجود میں آیا سیور ڈیو رایر نے "محمد کا قرآن" کے نام سے ایک مکمل ترجمہ شائع کیا۔ یہ ترجمہ پہلی بار ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں شائع ہوا اور سو برس کے عرصہ میں اس کے ۲۱ ایڈیشن تو یقینی طور پر شائع ہوئے ہیں۔ بعد میں پھر یورپ بھر میں جتنے ترجمے ہوئے وہ بیشتر اسی ترجمے کی بنیاد پر ہوئے چنانچہ روز ROSS نے اسی فرنچ ترجمے کو ۱۶۴۹ء میں انگریزی میں منتقل کیا۔ گلاس میکر GLASEMAKER نے اس ترجمے سے ڈچ زبان میں ۱۶۵۸ء میں ترجمہ کیا اور ڈچ زبان سے ۱۶۸۸ء میں جرمنی میں ترجمہ کیا گیا، اس کے بعد ڈیٹرس کنٹر نے ۱۷۱۶ء میں اور ورلی کین نے ۱۷۹۰ء میں جرمنی سے روسی زبان میں ترجمہ کیا

تیسرا ترجمہ

۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء میں پیرس سے سیواری SAUARY نے دو جلدوں میں ترجمۂ قرآن کے نام سے چھاپا ہے۔ اس وقت سے یہ متعدد بار چھپ چکا ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے اس ترجمہ کو عمدہ قرار دیا گیا ہے لیکن صحت کے اعتبار سے قابلِ اعتماد یقیناً نہیں ہے۔ ایم سیواری ایرانی سفارت خانے میں

مترجم کی حیثیت سے کام کرتا تھا، اس نے ترجمہ عربی سے براہِ راست کیا ہے لیکن مراکشی رسائل کی مدد سے کیا ہے۔ سنہ ۱۷۷۲ء کے بعد سنہ ۱۷۸۳ء، سنہ ۱۸۲۱ء، سنہ ۱۸۲۲ء، سنہ ۱۸۳۶ء، سنہ ۱۸۲۸ء، سنہ ۱۸۳۹ء، سنہ ۱۸۹۱ء، سنہ ۱۹۳۶ء میں پیرس سے اس کی اشاعت ہوئی، ایمسٹرڈم میں سنہ ۱۷۸۶ء میں غالباً دو ترجمہ شائع ہوا۔

چوتھا ترجمہ

یہ ایک مشہور فرانسیسی مستشرق رینو   کی تالیف جس کا شمار ممتاز عربی دانوں میں ہوتا ہے اس نے سنہ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء میں ایک کتاب شائع کی جس میں یورپ کی بعض ممتاز شخصیتوں کے ذاتی کتب خانوں میں موجود عربی فارسی اور ترکی زبان کے علمی ذخیروں کا انتخاب و تعارف شائع کیا تھا، یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے اور دوسری جلد میں متعدد آیات و سور کا ترجمہ بھی ہے گو اس کو جزوی ترجمے کی حیثیت حاصل ہے تاہم تاریخی لحاظ سے ترجموں کی ترتیب میں اس کو چوتھے نمبر پر ہی رکھا جا سکتا ہے۔

پانچواں ترجمہ

یہ انیسویں صدی کے اردو زبان کے مشہور مغربی مصنف کی کوشش ہے گارسن دتاسی   فرانس کا معروف مستشرق ہے جو اردو ادب کی تاریخ میں جانے پہچانے لوگوں میں شامل ہے۔ گارسن دتاسی نے دلاگ ترجمہ (۳) کو سامنے رکھکر ایک کتاب مرتب کی جو گویا قرآن کی روشنی میں اسلامی

عقائد واعمال کا ایک خاکہ تھا، جسے پہلی بار ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں شائع کیا گیا، یہ کتاب اگرچہ سیواری" کے ترجمے سے ماخوذ تھی مگر گارسن دتاسی نے اس ترجمے پر پہلے نظرثانی کی تھی۔ پھر اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں نئی ترتیب کے ساتھ
کے عنوان سے

چھاپا گیا۔

چھٹا ترجمہ

یہ ترجمہ پیرس یونیورسٹی کے عربی کے پروفیسر کازیمرسی KAZIMIRS کا ہے جو توبہت کے اعتبار سے پولش تھا، اس ترجمہ کی اشاعت پہلی بار ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ یہ مکمل ترجمہ تھا۔ یہ ترجمہ بھی اس وقت سے برابر شائع ہو رہا ہے اور اس کی خاصی مانگ ہے، دوسرے ترجموں کے مقابلے میں اسی ترجمے کو ترجیح دی جاتی ہے اس ترجمے کا بیسواں ایڈیشن سنہ ۱۹۲۱ء میں، بائیسواں سنہ ۱۹۳۲ء میں اور تیئیسواں سنہ ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا، پھر اس ترجمے کو سنہ ۱۸۴۳ء میں روسی زبان میں اور سنہ ۱۹۱۱ء میں آرمینی زبان میں منتقل کیا گیا۔

ساتواں ترجمہ

ترجمہ (۷) پوتئے   نے ازسرِنو شائع کیا لیکن
اس نے "کازیمرسی" کے ترجمے پر نظرثانی کی اور   واضافے کے ساتھ اس ترجمے
کو نئی ترتیب دی جس کی بنا پر اس ترجمے کو ایک مستقل حیثیت حاصل ہو گئی، یہ

مترجم کی حیثیت سے کام کرتا تھا، اس نے ترجمہ عربی سے براہِ راست کیا ہے لیکن مراکشی رسائل کی مدد سے کیا ہے۔ سنہ ۱۷۷۲ء کے بعد سنہ ۱۷۸۳ء، سنہ ۱۸۲۱ء، سنہ ۱۸۲۲ء، سنہ ۱۸۳۶ء، سنہ ۱۸۳۸ء، سنہ ۱۸۳۹ء، سنہ ۱۸۹۱ء، سنہ ۱۹۲۶ء میں پیرس سے اس کی اشاعت ہوئی، ایمسٹرڈم میں سنہ ۱۷۸۶ء میں غالباً ڈچ ترجمہ شائع ہوا۔

چوتھا ترجمہ

یہ ایک مشہور فرانسیسی مستشرق رینو   کی تالیف ہے جس کا شمار ممتاز عربی دانوں میں ہوتا ہے اس نے سنہ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء میں ایک کتاب شائع کی جس میں یورپ کی بعض ممتاز شخصیتوں کے ذاتی کتب خانوں میں موجود عربی فارسی اور ترکی زبان کے علمی ذخیروں کا انتخاب و تعارف شائع کیا تھا، یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے اور دوسری جلد میں متعدد آیات و سور کا ترجمہ بھی ہے گو اس کو جزوی ترجمے کی حیثیت حاصل ہے تاہم تاریخی لحاظ سے ترجموں کی ترتیب میں اس کو چوتھے نمبر پر ہی رکھا جا سکتا ہے۔

پانچواں ترجمہ

یہ انیسویں صدی کے اردو زبان کے مشہور مغربی مصنّف کی کوشش ہے گارسن دتاسی   فرانس کا معروف مستشرق ہے جو اردو ادب کی تاریخ میں جانے پہچانے لوگوں میں شامل ہے۔ گارسن دتاسی نے دلال ترجمہ (۳) کو سامنے رکھکر ایک کتاب مرتب کی جو گویا قرآن کی روشنی میں اسلامی

عقائد واعمال کا ایک خاکہ تھا، جسے پہلی بار ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں شائع کیا گیا، یہ کتاب اگرچہ سیواری کے ترجمے سے ماخوذ تھی مگر گارسن وتاسی نے اس ترجمے پر پہلے نظر ثانی کی تھی۔ پھر اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں نئی ترتیب کے ساتھ کے عنوان سے

چھاپا گیا۔

چھٹا ترجمہ

یہ ترجمہ پیرس یونیورسٹی کے عربی کے پروفیسر کازیمرسکی KAZI MIRS کا ہے جو قومیت کے اعتبار سے پولش تھا، اس ترجمہ کی اشاعت پہلی بار ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ یہ مکمل ترجمہ تھا۔ یہ ترجمہ بھی اس وقت سے برابر شائع ہو رہا ہے اور اس کی خاصی مانگ ہے، دوسرے ترجموں کے مقابلے میں اسی ترجمے کو ترجیح دی جاتی ہے اس ترجمے کا بیسواں ایڈیشن ۱۹۲۱ء میں، بائیسواں ۱۹۳۲ء میں اور تیئیسواں ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا۔ پھر اس ترجمے کو ۱۸۴۴ء میں روسی زبان میں اور ۱۹۱۱ء میں آرمینی زبان میں منتقل کیا گیا۔

ساتواں ترجمہ

ترجمہ (۶) پوتے نے از سرنو شائع کیا لیکن اس نے "کازیمرسی" کے ترجمے پر نظر ثانی کی اور واضافے کے ساتھ اس ترجمے کو نئی ترتیب دی، جس کی بنا پر اس ترجمے کو ایک مستقل حیثیت حاصل ہوگئی، یہ

ترجمہ غالباً ۱۸۴۰ء و ۱۸۵۵ء کے درمیان شائع ہوا۔

پہلے ترجمے کو چھوڑ کر باقی چھ ترجمے تو وہ ہیں جن کی مستقل حیثیت ہے اور جن کی اشاعت ہوتی رہی ہے، ان کے علاوہ کچھ ایسے ترجمے بھی ہیں جن کا تذکرہ اہلِ قلم نے کیا ہے۔ مثلاً

(۱) J.J. MARCEL کے ترجمۂ قرآن کا ذکر متعدد مصنفین نے کیا ہے مگر کس سن میں اس کی اشاعت ہوئی، یہ بات غیر محقق ہے۔

(۲) ایک دوسرے منظوم ترجمے کی بھی نشان دہی کی گئی ہے جو مختلف سورتوں کے ترجمے پر مشتمل ہے یہ ستیان مارسل کا ترجمہ ہے، لیکن یہ کب شائع ہوا اور کہاں موجود ہے اس کے بارے میں کوئی یادداشت ہنوز دستیاب نہیں ہوئی۔

(۳) مستشرق گالان Q ALL AHT کے ایک ترجمے کا ذکر ملتا ہے یہ ترجمہ ابھی شائع نہیں ہوا تھا کہ مترجم کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس ترجمے کے مسودہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہو سکا کہ اس کا کیا ہوا۔

(۴) قرآن اور بائبل کے تقابلی مطالعے پر مشتمل ایک کتاب شائع ہوئی جس کا مصنف بلوئیس تھا۔ اس کتاب میں قرآن کی نَو سورتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۵) پیرس کے کتب خانہ ملی میں ۴۶۸ پر جو مخطوطہ موجود ہے وہ قرآن کریم کا فرانسیسی ترجمہ ہی ہے، لیکن یہ ترجمہ کس کا ہے اور اس کی دینی کیا حیثیت ہے، یہ بات ابھی تک محتاجِ تحقیق ہے۔

مذکورہ بالا تراجم کے بعد اب ان تراجم کا جائزہ پیش نظر ہے جو قرآنی آیات اور سورتوں کے انتخاب کی حیثیت رکھتے ہیں اور اہل علم کی ان کے بارے میں ایک رائے سامنے آچکی ہے۔

(۱) الجزائر سے سی گلوت   نے اسلامی مسائل کے موضوع پر ایک فقہی کتاب شائع کی۔ اس کتاب میں قرآنی آیات کے اقتباسات دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب الجزائر کے شہر عنابہ سے ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء میں شائع ہوئی ہے

(۲) لزبن پرتگال سے "فاطمہ زادہ" نے ۱۸۶۱ء/۱۲۷۸ھ میں   کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس کا نام تو قرآنی ترجمے کی طرف مشیر ہے لیکن اس کی ترتیب اور مضامین کچھ ایسے عجیب و غریب ہیں کہ اس کو ترجمۂ قرآن کہنا مشکل ہے۔ اس کتاب میں آیات قرآنی، احادیث اور مصنفہ کے خیالات کچھ ایسے ملے جلے اور مخلوط ہیں کہ قرآنی ترجمے کی حیثیت سے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ بلکہ ایک مشہور صاحب تحقیق کے نزدیک چند مکار لوگوں نے مسلمان مصنفہ کا فرضی نام اختیار کرکے ایک لغوی کتاب تیار کر ڈالی جس میں سوائے سورۂ فاتحہ کے کسی اور سورۃ کا ترجمہ درحقیقت موجود ہے ہی نہیں۔

(۳) ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں مارڈ ریوس   نے قرآنی شبہات کا ایک مجموعہ شائع کیا جس میں قرآن کریم کی ۶۲ سورتیں شامل تھیں یہ مجموعہ   کے نام سے چھپا ہے

(۴) الجزائر سے ہنری بیریس   نے نصابی ضرورت

کے پیشِ نظر سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا ترجمہ ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء میں چھاپا ہے۔

(۶) ترکیہ کے ایک فاضل محمود مختار پاشا نے ایک قرآنی انتخاب کے نام سے چھاپا ہے یعنی "قرآنی حکمت"

یہ انتخاب پیرس سے شائع ہوا۔

(۷) مراکش کے مشہور شہر رباط سے ہنری مرسیی نے ایک قرآنی انتخاب فرنچ ترجمے کے ساتھ شائع کیا۔ یہ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء میں چھپا ہے، اس ترجمے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عربی متن عربی خط میں بھی ساتھ ساتھ موجود ہے، نیز متن کو لاطینی رسم خط میں درج کیا ہے اس کے علاوہ عربیت کے تلفظ کے پیشِ نظر کچھ صوتی علامات بھی موسیقی کے انداز میں دی گئی ہیں اگرچہ اس میں ایک بھونڈا پن.... یہ ضرور ہے کہ متعدد مہمل تصویریں بھی کتاب میں شامل کر دی گئی ہیں۔

یہ تو قرآن کریم کے وہ جزوی تراجم اور منتخبات تھے جن کا جائزہ لیا گیا۔ اب قرآن کریم کے ان مکمل فرنچ تراجم کی فہرست پیش کی جا رہی ہے جو دورِ حاضر کی لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) سوئزرلینڈ کی "جنیوا یونیورسٹی" کے ریکٹر ایڈورڈ مونٹے نے ایک ترجمۂ قرآن ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں پیرس سے شائع کیا، اس وقت سے ۱۹۶۰ء تک اس ترجمے کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں، مگر اس ترجمے کے بارے میں اہلِ علم کا خیال ہے کہ یہ انتہائی ناقص ترجمہ ہے۔ اس لئے کوئی خاص مقام نہیں رکھتا۔

(۲) الجزائر ماضی قریب تک فرانسیسی اقتدار کے ماتحت رہا اس لئے فرنچ زبان وہاں کی سرکاری زبان کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ ۱۹۳۱ء / ۱۳۵۰ھ میں دو الجزائری مسلمانوں "احمد الاعمش" اور "ابن داؤد" نے الجزائر کے شہر "دہران" سے ایک فرنچ ترجمۂ قرآن شائع کیا جو عام طور پر پسند کیا جاتا ہے۔

(۳) پیرس سے ۱۹۴۶ء / ۱۳۶۶ھ میں اوپل O. PESLE نے جن کے بارہ میں اندازہ یہ ہے کہ وہ نو مسلم تھے۔ اور احمد تیجانی (الجزائری) نے بھی ایک مستقل ترجمہ شائع کیا۔ یہ ترجمہ نفس ترجمہ کے لحاظ سے غنیمت ہے ۱۹۶۰ء تک یہ ترجمہ بھی تین بار شائع ہو چکا تھا۔

(۴) پیرس یونیورسٹی کے عربی کے پروفیسر ریزی بلاشر نے بھی ۱۹۴۶ء / ۱۳۶۶ھ میں ایک ترجمۂ قرآن شائع کیا تھا، غالباً اس کی بھی اب تک دوبارا شاعت ہو چکی ہے۔

(۵) تیونس کے ایک مسلمان قدیر نے فرانس کے "لیون" نامی شہر سے ۱۹۵۶ء / ۱۳۷۶ھ میں ایک ترجمہ نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔

(۶) تازہ ترین اور مستند ترین ترجمہ ڈاکٹر حمید اللہ کا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ جنوبی ہند کے ایک معروف علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں جنھیں اردو کے علاوہ عربی، انگریزی، جرمنی اور فرانسیسی زبانوں پر خاصا عبور حاصل ہے۔ آپ ایک عرصۂ دراز سے فرانس میں مقیم ہیں

اور مغرب کے قلب میں بیٹھ کر اسلامیات پر تحقیق و تدقیق کا حق ادا کر رہے ہیں۔ غزوات اور سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلق متعدد موضوعات پر ان کے قلم سے بہت سی خاص چیزیں آ چکی ہیں۔

اسی زمانۂ قیام میں موصوف نے قرآن کریم کے ایک جدید فرانسیسی ترجمے کی عظیم خدمت انجام دی ہے۔ ترجمے کا یہ اہم کام ڈاکٹر حمید اللہ نے حیرت انگیز تیزی کے ساتھ کیا ہے کیوں کہ صفر ۱۳۷۶ھ (1957) میں فرانس کی ایک پبلشنگ کمپنی سے ان کا معاہدہ طے ہوا اور ۲۰ صفر ۱۳۷۸ھ کو انھوں نے تسوید کا کام مکمل کر لیا۔

ڈاکٹر صاحب نے ترجمے کو معیاری بنانے اور اس کی مکمل افادیت کی خاطر ترجمے کی تکمیل ایک فرانسیسی ادیب "موسیو لیتوری" کی مدد سے کی۔ ابتداءً ترجمہ ڈاکٹر صاحب کرتے اور ترجمہ شدہ مسودے کو اپنے اسی فرانسیسی رفیق کار کو بھیج دیتے جو نظر ثانی کر کے اور زبان و بیان کے اعتبار سے اپنے مشورہ کے ساتھ مسودہ ڈاکٹر صاحب کو واپس کر دیتے۔

ستمبر ۵۸ء میں اس مسودے کی تبییض مکمل ہوئی اور دسمبر ۵۹ء سے لے کر جنوری ۵۹ء تک چند ہفتے ڈاکٹر صاحب نے موسیو لیتوری کے پاس شہر روبے ROUBAIX میں گذارے اور مقابلہ و تصحیح کے بعد یہ ترجمہ ناشر کے سپرد کیا گیا۔ پریس سے یہ ترجمہ نومبر ۵۹ء میں باہر آیا جو سات سو صفحات پر مشتمل تھا۔ ترجمے کی طباعت میں بعض خصوصیات کا لحاظ

رکھا گیا ہے۔

طباعت دورنگی ہے، ترجمہ کا رنگ دوسرا ہے اور فٹ نوٹس کا دوسرا کمپوزنگ اور طباعت و کاغذ میں اچھے سے اچھے معیار اور کوالٹی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

ابتدا میں ایک مفصل مقدمہ شامل ہے جس میں مؤلف قرآن، وحی کا مفہوم، نزول وحی کی کیفیت، قرآن و حدیث کی باہمی نسبت، اسلوب قرآنی، مضامین قرآن، اسرائیلیات سے قرآن کی خصوصی دلچسپی، قرآن کا تصورِ حیات، عورت اور قرآن، غلامی اور قرآن، سیرت نبویؐ اور قرآن، تدوین قرآن، ترتیب آیات و سور، عربی اور قرآنی رسم خط، حفظ قرآن احکام نسخ، تجوید و تلاوت، قرآن کے ترجمے، مغربی زبانوں میں قرآنی تراجم کی ایک جامع فہرست، وغیرہ وغیرہ جیسے اہم عنوانات ہیں۔

اس کے علاوہ جا بجا حواشی میں موقع و محل کی مناسبت سے تورات وانجیل اور زبور کے حوالے بھی ہیں، نیز دیگر انبیاء کے اقوال اور پارسی و اہل ہنود کی مذہبی کتابوں کے اقتباسات بھی ہیں۔ اور حسب ضرورت مزید فوائد بھی حاشئے پر ہیں۔

مغربی زبانوں میں اب تک جتنے تراجم قرآن ہوئے ہیں ان میں مولانا دریابادی کے انگریزی ترجمے کے بعد اسی فرنچ ترجمے کو صحیح اسلامی نقطۂ نظر سے سب سے بہتر اور مستند ترجمہ کہا جاسکتا ہے۔ گذشتہ سات سال کے اندر اس ترجمے کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں

اس سلسلے میں سب سے خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے ناشر سے اس ترجمے کے معاوضے میں جو گراں قدر رقم حاصل کی وہ پوری کی پوری فرانس کی اسلامی جمعیت "مرکز ثقافت اسلام" کو دے دی۔ اس مخلصانہ ایثار کے نتیجے میں اس ترجمے کی اخروی و دنیوی مقبولیت میں کیا شبہ کیا جاسکتا ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں

قرآن کریم کے تراجم

نمبر شمار	زبان	تعداد تراجم	نمبر شمار	زبان	تعداد تراجم
۱	اردو	۹۲	۱۳	فلپائنی	۱
۲	فارسی	۵۲	۱۴	چوسی	۱
۳	ہندی	۱۸	۱۵	حبشی	۱
۴	گجراتی	۹	۱۶	مالٹی	۱
۵	عبرانی	۵	۱۷	تیلگو	۳
۶	ترکی	۵	۱۸	سنسکرت	۲
	مزید تحقیق طلب ہیں		۱۹	گورمکھی	۱
۷	جاوی	۱	۲۰	بنگلہ	۲
۸	انڈوچائنا	۱	۲۱	کنٹری	۱
۹	برمی	۲	۲۲	سندھی	۲
۱	جاپانی	۳	۲۳	پنجابی	۲
۱	چینی	۵	۲۴	مرہٹی	۱
۱	سواحلی	۴	۲۵	ٹمیل	۱

اس سلسلے میں سب سے خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے ناشر سے اس ترجمے کے معاوضے میں جو گراں قدر رقم حاصل کی وہ پوری کی پوری فرانس کی اسلامی جمعیت "مرکز ثقافت اسلام" کو دے دی۔ اس مخلصانہ ایثار کے نتیجے میں اس ترجمے کی اخروی و دنیوی مقبولیت میں کیا شبہ کیا جا سکتا ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں

قرآن کریم کے تراجم

نمبر شمار	زبان	تعداد تراجم	نمبر شمار	زبان	تعداد تراجم
۱	اردو	۹۲	۱۳	فلپائنی	۱
۲	فارسی	۵۲	۱۴	پوسی	۱
۳	ہندی	۱۸	۱۵	حبشی	۱
۴	گجراتی	۹	۱۶	مالٹی	۱
۵	عبرانی	۵	۱۷	تیلگو	۳
۶	ترکی	۵	۱۸	سنسکرت	۲
	مزید تحقیق طلب ہیں		۱۹	گورمکھی	۱
۷	جاوی	۱	۲۰	بنگلہ	۲
۸	انڈوچائنا	۱	۲۱	کنٹری	۱
۹	برمی	۲	۲۲	سندھی	۲
۱۰	جاپانی	۳	۲۳	پنجابی	۲
۱۱	چینی	۵	۲۴	مرہٹی	۱
۱۲	سواحلی	۴	۲۵	ٹمیل	۱

اس سلسلے میں سب سے خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے ناشر سے اس ترجمے کے معاوضے میں جو گراں قدر رقم حاصل کی وہ پوری کی پوری فرانس کی اسلامی جمعیت "مرکز ثقافت اسلام" کو دے دی۔ اس مخلصانہ ایثار کے نتیجے میں اس ترجمے کی اخروی و دنیوی مقبولیت میں کیا شبہ کیا جاسکتا ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں

قرآن کریم کے تراجم

نمبرشمار	زبان	تعداد تراجم	نمبرشمار	زبان	تعداد تراجم
۱	اردو	۹۲	۱۳	فلپائنی	۱
۲	فارسی	۵۲	۱۴	پوسی	۱
۳	ہندی	۱۸	۱۵	حبشی	۱
۴	گجراتی	۹	۱۶	مالٹی	۱
۵	عبرانی	۵	۱۷	تلیگو	۳
۶	ترکی	۵	۱۸	سنسکرت	۲
	مزید تحقیق طلب ہیں		۱۹	گورمکھی	۱
۷	جاوی	۱	۲۰	بنگلہ	۲
۸	انڈوچائنا	۱	۲۱	کنڑی	۱
۹	برمی	۲	۲۲	سندھی	۲
۱۰	جاپانی	۳	۲۳	پنجابی	۲
۱۱	چینی	۵	۲۴	مرہٹی	۱
۱۲	سواحلی	۴	۲۵	تمیل	۱

نمبر شمار	زبان	تعداد تراجم	نمبر شمار	زبان	تعداد تراجم
۲۶	ملیالم	۳	۴۰	بلغاری	۱
۲۷	پشتو	۱۴	۴۱	سویڈش	۳
۲۸	فرانسیسی	۲۲	۴۲	پولش	۳
۲۹	انگریزی	۲۶	۴۳	پرتگالی	۴
۳۰	لاطینی	۱۵	۴۴	سربین	۲
۳۱	جرمنی	۱۶	۴۵	ہنگری	۲
۳۲	اٹالین	۹	۴۶	البانی	۱
۳۳	اسپینی	۶	۴۷	ارمنی	۴
۳۴	ڈچ	۵	۴۸	رومانی	۱
۳۵	یونانی	۲	۴۹	آسٹرین	۲
۳۶	مکاسرین	۲	۵۰	بوہیمیا	۲
۳۷	ارگونین	۱			
۳۸	روسی	۶		کل تراجم	۳۷۹
۳۹	ڈنیش	۴			